آسمانی صحائف کی تاریخ اور تقابل پر شائع ہونے والی مشہور کتاب

آسمانی صحائف

پروفیسر سید نواب علی

آسمانی صحائف کی تاریخ اور تقابل پر
شائع ہونے والی مشہور کتاب

آسمانی صحائف

مولفہ
پروفیسر سید نواب علی

سٹی بک پوائنٹ
نوید اسکوائر، اردو بازار، نزد مقدس مسجد، کراچی
Ph: 2762483 Cell: 03002715890

نام کتاب	:	آسمانی صحائف
مولفہ	:	پروفیسر سید نواب علی
ناشر	:	سٹی بک پوائنٹ، کراچی
تعداد	:	500
ایڈیشن	:	2006ء
قیمت	:	150روپے

فہرست

پروفیسر صاحب کی یہ مشہور کتاب پہلے صحف سماوی کے نام سے شائع ہوئی۔ اب ہم اسے عام فہم نام آسمانی صحائف کے نام سے شائع کررہے ہیں۔

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی نہ رہنے پائے لیکن اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ہم معذرت چاہتے ہیں اور آپ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری توجہ اس طرف ضرور دلائیں گے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے درست کیا جاسکے۔

ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

دنیا کو 1914ء خاص طور سے یاد رہے گا۔ اس سال مہذب یورپ باوصف دعویٰ تہذیب و شائستگی پھر وہی صلیبی جنگجو اور مسیح ناصری کے میمنے کی کھال اتار کر بت پرست رومہ کا بھیڑیا بن گیا۔ اسی سال ایک مستشرق ڈاکٹر منگانا باوجود یہ کہ مستشرقین یورپ تحقیق و انصاف پسندی کا دعویٰ نہایت بلند آہنگی سے کرتے ہیں۔ قرآن مجید کو محرّف ثابت کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی خبر اسی زمانے میں اخباروں[1] نے لے لی تھی اور ماڈرن ریویو میں مسٹر کاکس نے بمصداق "کہ آہن بہ آہن تواں کرد نرم" ان کی پوری قلعی کھول دی تھی لیکن ڈاکٹر صاحب کی یہ ناشدنی کوشش اس کتاب کی تالیف کے حق میں "سبب خیر" ثابت ہوئی۔

اس کتاب میں تورات، اناجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور حفاظت کا تاریخی موازنہ ہے اور تحریف لفظی و معنوی کو مثالوں سے ثابت کیا ہے۔ آخر میں قرآن مجید پر زمانہ حال کے مستشرقین یورپ نے جو اعتراض کئے ہیں ان کو دفع کیا ہے اور توریت کے قصہ یوسف اور قرآن مجید کے سورۂ یوسف کا پورا موازنہ لکھ کر دکھایا ہے کہ کلام الٰہی اپنی اصلی حالت میں آیا۔ مقدس بائبل میں محفوظ ہے یا قرآن مجید میں۔

ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بڑودہ کا جن کی علم دوستی اور روشن خیالی زبان زد خلائق ہے خاص طور سے ممنون ہوں جنہوں نے دوران تحریر میں موازنہ مذاہب کی ایک شاخ کالج میں کھول دی

---

[1] دیکھو علامہ شبلی کا مضمون وکیل مورخہ 3 جون 1914ء اور روزنامہ زمیندار بابت ستمبر و اکتوبر 1914ء

اور فراہمی کتب مذہبی کے لئے ایک معقول رقم عطا فرمائی۔

اس شاخ کے ناظم فلسفہ کے پروفیسر البان۔ جی۔ وجری ایم اے ایک انگریز عالم ہیں جنہوں نے پیرس اور یے نا (واقع جرمنی) کی یونیورسٹیوں میں الٰہیات کی تکمیل کی ہے اور ہسٹنگز کی انسائیکلو پیڈیا آف رلیجن اور ہبرٹ جرنل کے مضمون نگار ہیں پروفیسر ممدوح کی عنایت کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کتب یہود و نصاریٰ کے معتبر ماخذوں سے مجھے اطلاع دی اور یورپ سے ان کتابوں کو منگوادیا، نیز اپنی پرائیویٹ کتابیں بھی مطالعہ کو دیں۔

اس کتاب کے شغل تالیف کے باعث معارج الدین حصہ دوم کی تحریر ملتوی رہی لیکن ناظرین کو اب انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے گا۔

فقط

نواب علی

بڑودہ۔ جامع مسجد

24 فروری 1918ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

قُلۡ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ
وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَاُوۡتِیَ مُوۡسٰی
وَعِیۡسٰی وَالنَّبِیُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّہِمۡ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ
وَنَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ ۝ (سورۃ آل عمران)

تمہید

قرآن مجید کو جس طرح ہم کلام الٰہی مانتے ہیں اسی طرح توریت، انجیل، زبور اور نبیوں کے صحیفوں کو منزل من اللہ یقین کرتے ہیں لیکن چونکہ مختلف وجوہات سے جن کو ہم بالتفصیل اس کتاب میں بیان کریں گے یہ صحف سماوی بجز کلام مجید کے اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہے اس لئے ہم مجبور ہیں کہ بحالت موجودہ ان کو خدا کا کلام جس حیثیت سے کہ وہ نازل ہوا تھا نہ مانیں لیکن اجمالاً ان کو مقدس مان کر ان کی عظمت کریں۔

انبیائے بنی اسرائیل پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں ان کو علمائے مسیحی نے بائبل بمعنی کتاب کا لقب دے کر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

اول۔ عہد عتیق یعنی حضرت عیسیٰؑ کے قبل جس قدر کتابیں بنی اسرائیل کے انبیاؑ پر نازل ہوئیں۔

دوم۔ عہد جدید یعنی اناجیل اربعہ جن کے ساتھ حوارمین کے اعمال خطوط اور مکاشفات بھی شامل ہیں۔

اب ہم پہلے عہد عتیق کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

باب اوّل

عہد عتیق

مروجہ عہد عتیق میں 39 کتابیں شامل ہیں لیکن علمائے یہود نے ان کو 24 کتابوں میں شمار کر کے تین سلسلوں میں منسلک کیا ہے۔

سلسلہ اول: تورۃ جس کو قانون بھی کہتے ہیں۔اس میں پانچ اسفار یعنی کتابیں شامل ہیں۔ تکوین یا پیدائش۔خروج۔احبار۔اعداد۔توریت مثنیٰ۔ سلسلہ دوم: نبیم جن میں یوشع۔قضاہ۔سموئیل اول و دوم۔ملوک اول و دوم۔یشعیاہ۔یرمیاہ۔حزقیل اور بارہ چھوٹے پیغمبر شامل ہیں۔ سلسلہ سوم: کتیم ان میں زبور۔امثال سلیمان۔ایوب۔دعوت۔لوحہ یرمیاہ۔واعظ۔اسینر۔دانیال۔عزرا۔نحمیاہ۔ایام اول و دوم۔

عہد عتیق کے موجودہ مجموعہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی چند کتب سماوی تھیں جو معدوم ہو گئیں لیکن صرف ان کا حوالہ عہد عتیق میں موجود ہے جیسا کہ نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

نام کتاب	حوالہ عہد عتیق
عہد نامہ موسیٰ	خروج 24/7۔ ''اور اس نے (موسیٰ نے) عہد نامہ کی کتاب لے کر مجمع میں پڑھی اور حاضرین کہنے لگے خدا نے جو کچھ حکم دیا ہے ہم اس پر عمل کریں گے اور فرمانبردار رہیں گے۔''
جنگ نامہ خداوند	اعداد 21/14۔ ''چنانچہ جنگ نامۂ خداوند میں یہ مسطور ہے کہ اس نے بحر قلزم اور رانن کے چشموں میں کیا کیا۔''
کتاب یشیر	یوشع 10/13۔''اور آفتاب اور ماہتاب ٹھہر گئے یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے لیا۔کیا یہ واقعہ کتاب یشیر میں نہیں لکھا ہے۔''
کتاب ناتن نبی و اخیہ و مکاشفات یعدو کاہن	ایام دوم 9/29۔ ''سلیمان کے بقیہ اعمال اول سے آخر تک کیا ناتن نبی کی کتاب اور اخیہ شلونی کی پیشن گوئی مکاشفات یعدو کاہن بمقابلہ یربعام ابن نباط میں مندرج نہیں ہیں۔''
کتاب یاہو بن حنانی کتاب اشعیا بن عموص	ایام دوم 29/34 و 26/23۔ ''یوشافاط کے بقیہ اعمال از اول تا آخر کتاب یاہو بن حنانی میں تحریر ہیں'' ''بادشاہ عوزیا کے بقیہ اعمال از اول تا آخر اشعیا بن عموص نے تحریر کیے۔''

"اور سلیمان نے تین ہزار امثال ملوک اول 22-4/33 و 11/41۔ تعلیم دیئے اور اس کے نغمات کا شمار ایک ہزار پانچ ہے اور اس نے لبنان کے تمام اشجار کا شاہ بلوط سے لے کر دیوار پر اگنے والی بیل تک کا ذکر کیا اور اس نے حیوانات طیور اور حشرات الارض اور ماہی کے تذکرات کئے۔"

امثال ونعمات سلیمان
وکتاب خواص نباتات
و حیوانات و کتاب
اعمال سلیمان

"اور بقیہ اعمال سلیمان اور اس کے افعال وحکم آیا یہ سب اعمال سلیمان میں درج نہیں ہیں۔"

یہود کی کتب سماوی کی بربادی کا سب سے بڑا سبب وہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سلیمان کے بعد پے در پے واقع ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد ہی بنی اسرائیل کے اسباط میں تفرقہ پڑ گیا اور ان کی دو جداگانہ سلطنتیں جو ایک دوسرے کی رقیب تھیں قائم ہو گئیں دو اسباط یعنی یہود اور بنیامن نے رحعام ابن سلیمان کی اطاعت کی لیکن دس اسباط بغاوت کر کے علیحدہ ہو گئے اور شمال کی جانب سماریہ کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور خداوند یہواہ کی عبادت کے ساتھ سونے کے بچھڑوں کی بھی پرستش کرنے لگے[1]۔ آخر 722 قبل مسیح میں اسیریا والوں نے اس سلطنت کو تباہ کیا اور بنی اسرائیل کو نینوا پکڑ کر لے گئے۔ اس طور سے دس اسباط فنا ہو گئے۔ یا بت پرست قوموں میں جذب ہو کر یہود سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئے۔

دوسری سلطنت کو بھی 586ق۔م میں بخت نصر تاجدار بابل نے برباد کر دیا اور بیت المقدس کو جہاں حضرت سلیمان نے الواح توریت اور تبرکات کو محفوظ کیا تھا جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اور جس قدر بنی اسرائیل قتل سے بچے ان کو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ پچاس برس کے بعد خورش شاہ ایران نے بابل کو فتح کر کے یہود کو آزاد کر دیا اور تعمیر بیت المقدس کی اجازت دی لیکن کچھ عرصہ تک یہ تعمیر سماریہ والوں کی عداوت سے جنھوں نے بیت المقدس کے مقابلہ میں کوہ جزریم پر اپنا معبد علیحدہ قائم کر لیا تھا ملتوی رہی۔ آخر 532 ق۔م میں عزرا اور نحمیا کی کوششوں سے بیت المقدس کی تکمیل ہوئی۔ عزرا نے تورہ یعنی سلسلہ اول کی پانچ کتابوں کو از سر نو جمع کر کے واقعات کو مورخانہ حیثیت سے قلمبند کیا[2]۔ پھر نحمیا نے عبیم یعنی سلسلہ دوم کی کتابوں کو مع زبور داؤد جمع کیا[3] لیکن دو سو برس کے بعد یونانیوں کی فتوحات کا سیلاب آیا تو یہود پر پھر بلا نازل ہوئی۔ سکندر اور اس کے جانشینوں کے زمانہ میں یہود کی سلطنت کی نیم آزادانہ حیثیت قائم رہی لیکن 168 ق۔م میں انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انٹونیس نے یہود کی جداگانہ قومیت اور مذہب کو مٹانے کی غرض سے بیت

---

1 ملوک اول 12/30,28---12 2 نحمیا باب 8---12 3 کتاب مقامان دوم 1/13---12

المقدس میں یونانی دیوتا زئیس کا مندر بنا دیا۔ مقدس صحیفوں کو جلا دیا اور توریت کی تلاوت حکماً بند کر کے شعائر یہود کی ممانعت کر دی۔ لیکن بہت جلد یہودا مقابی کی ہمت مردانہ نے اس فتنہ کو فرو کیا۔ شاہ انطا کیہ منہزم ہوا اور بیت المقدس پھر ناپاکیوں سے پاک کیا گیا اور مقدس صحیفے جمع کر کے محفوظ کیے گئے اور سلسلۂ سوم یعنی کتبیم کی کتابوں کا بھی اضافہ کر دیا۔ لیکن یہود کا پیمانہ حکومت لبریز ہو چکا تھا۔ یکا یک رومیوں کی تلوار چمکی۔ پہلے تو یہود کو یونانیوں کے پنجہ سے نجات دلائی گئی لیکن ''خودگرگ بودی'' کی مثل آخر صادق آئی۔ ٹائٹس رومی نے 7 ستمبر 70ء کو بیت المقدس فتح کر کے شہر کے ساتھ ہیکل سلیمانی کو بھی مسمار کر دیا اور مقدس صحیفوں کو حرم سے نکال کر رومہ کے محل میں بطور یادگار فتح لے گیا۔ یہود جلاوطن کر دیئے گئے اور یروشلم کے گرد غیر یہود کی آبادیاں قائم کر دی گئیں۔ 134ء میں قیصر ہڈرین کے زمانہ میں یہود نے پھر حرکت مذبوحی کی اور جابجا سے جمع ہو کر آخری جان توڑ مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور قریب پانچ لاکھ کے قتل ہوئے۔ اس خوفناک جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے یہود کو یروشلم کے ویران کھنڈروں میں بھی آنے کی اجازت موقوف کر دی صرف سال میں ایک دن جس روز ٹائٹس نے بیت المقدس کو مسمار کیا تھا اجازت ملتی تھی کہ خداوند یہواہ کے پیاروں کے بدبخت ناخلف آئیں اور قدس کی زمین کو خون کے آنسوؤں سے تر کریں۔ اُف

علم حق با تو موا ساہا کند — چونکہ ازحد بگذرد رسوا کند

مذکورۂ بالا حوادث کے سبب سے اگرچہ اصل تورات اور صحف انبیاء ضائع ہو گئے لیکن ان کی تعلیمات کا سلسلہ روایت بالمعنی کے طور پر جاری رہا جس کی صورت یہ ہوئی کہ بابل کی اسیری کے زمانے میں علمائے یہود نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ سبت کے دن لوگوں کو جمع کر کے غم والم کے ساتھ یادرفتگاں کو تازہ کرتے تھے اور توریت کی آیات سے مجلس وعظ کو گرم کر کے شکستہ دلوں کو تسلی دیتے تھے۔ یہ رسم بابل سے واپس آ کر اور بیت المقدس کے دوبارہ تعمیر ہونے کے بعد بھی جاری رہی اور جابجا ایسے مکانات تعمیر ہو گئے جہاں اس قسم کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ ان مکانات کو کینسہ کہتے تھے۔ ہر کینسہ میں تورات کی نقلیں صندوقوں میں رکھی جاتی تھیں اور سامنے ایک شمع روشن رہتی تھی۔ ہر دوشنبہ، پنجشنبہ اور شنبہ کو لوگ اپنے اپنے کنیسوں میں جمع ہوتے تھے لیکن بڑے کلیسے نماز کے اوقات ثلثہ کے وقت ہر روز کھلے رہتے تھے۔ طریق عبادت یہ تھا کہ ''سفریم'' یعنی احبار پہلے چند آیات توریت جو قدیم عبرانی زبان میں ہوتی تھیں پڑھتے تھے پھر ان کی تفسیر ارامی زبان میں جو بابل کی اسیری کے بعد سے یہود کی مادری[1] زبان ہو گئی تھی لوگوں کے سمجھانے کے واسطے

---

1. نحمیا 23,25/13---12

بیان کرتے تھے۔ ہر شنبہ کو صبح کے وقت خاص اہتمام ہوتا تھا اور لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے۔ نماز میں آیات توریت پڑھی جاتی تھیں اور حاضرین بیت المقدس کی طرف منہ کر کے کھڑے رہتے تھے پر جو مقامات توریت اس دن کے واسطے مخصوص ہوتے تھے ان کی تفسیر بیان کر کے وعظ ہوتا تھا۔ احبار نے حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابوں یعنی تورہ کو (154) ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا اور یہ التزام تھا کہ ہر تیسرے سال پورے تورات کا دور تمام ہو جائے۔ انٹونیس شاہ انطاکیہ کے زمانہ میں جبکہ توریت کی تلاوت حکماً بند کر دی گئی تو احبار صحف انبیاء کے 154 ٹکڑے کر کے کنیسوں میں پڑھنے لگے۔ لیکن یہود امقابی نے جب پھر آزادی حاصل کی تو توریت کی تلاوت بھی جاری ہوئی لیکن اب یہود میں دو فریق ہو گئے ایک صدوقی جنہوں نے سماریہ والوں کی طرح سلسلہ اول یعنی تورہ کی پانچ کتابوں پر اکتفا کیا اور باقی صحف کو خارج کر دیا[1]۔ دوسرے فریسی جنہوں نے صحف انبیاء یعنی سلسلہ دوم وسوم کی کتابوں کو بھی اصول دین میں شامل کر لیا ان میں یہ روایت مشہور ہوئی کہ حضرت موسیٰ پر دو قسم کی وحی نازل ہوئیں۔ (1) ''تورہ شکتب'' یعنی وحی مکتوبی (2) ''تورہ شبعلفہ'' یعنی وحی لسانی دو قسم کی وحی جو حضرت ہارون اور آپ کی اولاد کی وساطت سے سینہ بسینہ عزرا کاتب تک پہنچی۔ عزرا نے کنیسہ عظمیٰ کے ممبروں کو جن کی تعداد 120 تھی سکھایا۔ پھر ڈھائی سو برس تک یہ وحی ان ممبروں کی اولاد و احفاد میں محفوظ رہی۔ شمعون عادل (المتوفی 300 ق۔م) اس جماعت کا آخری ممبر تھا۔ شمعون سے پھر جماعت ''سفریم'' (کاتبان وحی) نے اور ان سے گروہ ''تنائم'' (علما) نے سیکھا جن کا زمانہ 70ء سے 220ء تک رہا پھر اس گروہ سے احبار و ربیین نے سیکھا اور اس طور سے یہ سلسلہ قائم رہا[2]۔ اس عقیدہ نے احبار و ربیین کے اقوال کو وحی الٰہی کا ہم پلہ بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف روایات اور افسانوں کا انبار لگ گیا جبکہ تورہ کی آیات پر بھی پردہ پڑ گیا۔ یہاں تک کہ جب مقابیوں کی آزاد حکومت رومیوں کے ہاتھوں تباہ ہو گئی تو پھر یہ بلا عام طور سے پھیل گئی۔ دوسری صدی عیسوی کے آخر میں ربی یہودا نے ان اقوال کو جمع کیا جن کا نام مشنا ہے جو گویا تورات کی تفسیر ہے پھر اس تفسیر کی تفسیر جمع کی گئی اور اس کا نام جمرا رکھا گیا۔ اس کل ضخیم مجموعہ کو تالمود کا لقب دیا گیا۔

تالمود دو ہیں ایک تالمود بابلی جو 500ء میں جمع ہوئی ہر تالمود بلحاظ مضامین اس طور سے منقسم ہے۔

اول ہلکہ۔ یعنی خالص احکام وشرائع۔ چھ سو تیرہ اوامر ونواہی۔ پھر ان کی جزئی تفصیل۔ حرام وحلال کی موشگافیاں اور صغائر اور کبائر کی باریکیاں۔ غرض کہ توریت کے احکام کے مقابلہ میں گویا

1۔ جوئش انسائیکلو پیڈیا جلد دہم صفحہ 631-12

2۔ دیباچہ بجہ تالمود بابلی صفحہ 8,7 مترجمہ پادری اسٹرین

ایک دوسری شریعت قائم ہوگئی جس کی پابندیوں اور سختیوں نے مذہب یہود کو احبار اور تبیین کے اعمال ظاہر کا گورکھ دھندا بنادیا اور یہ حالت ہوگئی کہ ایک طرف عوام کورانہ تقلید اور جہل مرکب کے سبب سے احبار کے اقوال کو خدا کا کلام سمجھ کران کی ویسی ہی عظمت کرنے لگے۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ دوسری طرف احبار کا یہ حال ہو گیا کہ فریب النفس اور جاہ پسندی کے باعث توارات کو اپنے مطلب کے موافق توڑ مروڑ لیتے تھے۔ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ.

دوم ہجدہ یعنی روایات دسیر۔ آثار وقصص۔ یہ ایک عجیب وغریب معجون مرکب ہے۔ جس میں کہیں تو الٰہیات کے رموز اور ملک اور ملکوت کے اسرار درج ہیں اور کہیں خدا اور اس کے برگزیدہ انبیاء ورُسل کی طرف لغو اور بے ہودہ افعال منسوب ہیں۔ کہیں زمین وآسمان کے عجائبات تحریر ہیں اور کہیں اجنہ اور ارواح خبیثہ کی خوش فعلیاں۔ جادو اور طلسمات کے کرشمے۔ تعویذ گنڈے۔ غرض کہ یہ مجموعہ عام طور سے مقبول ہو گیا اور مذہب مسخ ہو کر مجموعۂ اوہام رہ گیا۔

انتباہ: افسوس ہے کہ ان کتابوں کا زہریلا اثر ہمارے یہاں کی تفاسیر میں بھی سرایت کر گیا اور مشہور مفسرین نے بھی اہل کتاب کی ان روایات کو اپنی تفاسیر میں بجنسہ نقل کر کے صحابہ کرام اور رسول ﷺ تک ان کا سلسلۂ روایت ملا دیا۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ عبداللہ بن عاص کو اہل کتاب کی کتابوں کا ایک بارشتر ہاتھ لگ گیا چنانچہ انہوں نے قصص بنی اسرائیل اور روایات یہود کو اس کثرت سے بیان کیا کہ ان کی حدیثوں کی تعداد حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیثوں سے بھی بڑھ گئی۔ حاشیہ نخبۃ الفکر میں ابوالامداد ابراہیم لکھتے ہیں۔

ومثال الصحابی الذی لم یا خذعن الاسرائیلیات ابوبکر وعمر و عثمان وعلی و مثال من اخذ عنها عبداللّٰه بن سلام و قیل عبداللّٰه عمرو بن عاص فانه لما فتح الشام اخذ حمل بعیر من کتب اهل الکتاب و کان یحدث منها.	اور ان صحابہ میں جنہوں نے اسرائیلیات سے اخذ نہیں کیا ابوبکر اور عمر و عثمان اور علی ہیں اور جنہوں نے اخذ کیا ابن سلام ہیں اور کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں انہوں نے جب ملک شام فتح ہوا تو ایک بارشتر کتب اہل کتاب کا لیا اور ان سے روایت کرنے لگے۔

شرح الشرح نخبۃ الفکر میں ملا علی قاری کا بھی یہی قول ہے اور جنگ یرموک میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ ان روایات کا نام کتب احادیث میں اسرائیلیات ہے اور ان کا سلسلہ آنحضرت ﷺ تک منقطع ہے لیکن غلطی سے لوگ ان کو احادیث نبوی سمجھتے ہیں۔ مقاتل بن سلیمان سدی کلبی وغیرہما نے ان روایات کو کثرت سے نقل کیا اور پھر ان سے بعد کے مفسرین نے اس طور سے یہ فاسد مادہ منتقل ہو گیا لیکن محققین اسلام نے ان حضرات کی قلعی خوب کھول دی ہے۔ علامہ ذہبی

میزان الاعتدال میں مقاتل بن سلیمان کے متعلق لکھتے ہیں (دیکھو جلد دوم صفحہ 500)

قال ابن حبان کان یا خذعن الیھود و النصاریٰ من علم القرآن مایوافق کتبھم و کان یکذب بالحدیث. ابن حبان کہتے ہیں کہ مقاتل یہود اور نصاریٰ سے جو کچھ علم القرآن سے ان کی کتابوں کے موافق ہوتا تھا اخذ کرتا تھا اور جھوٹی حدیث بیان کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ مقاتل جو خراسان کا بادشاہ تھا کہ کذب میں مشہور تھا 150ھ میں وفات پائی۔ یہی حال ابونصر محمد بن سائب کلبی (المتوفی 146ھ) اور (محمد بن مردان سدّی صغیر المتوفی 186ھ) کا ہے ذہبی۔ ابن حجر اور سیوطی کے نزدیک یہ کاذب تھے اور ان سے جو اسرائیلیات منقول ہیں اور ان کو حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کیا ہے موضوع اور غلط ہیں۔

''اپوکریفہ'' یعنی پوشیدہ مکتوب:

عزرا کاتب کی نسبت مشہور تھا کہ بابل کی اسیری سے واپس ہو کر جب اس نے تورات کو ازسرنو ترتیب دے کر تحریر کیا تو 70 مخفی ملفوظات بھی قلم بند کئے جو اگر چہ عام طور پر رائج نہ تھے لیکن خواص کو پوشیدہ تعلیم ہوتی تھی۔ ان کتب کو ان کی اصطلاح میں ''سفریم جنوزیم'' کہتے ہیں۔ جنوزیم کے معنی قیمتی چیزوں کو محفوظ رکھنا۔ عربی میں اس کا مترادف کنز مخفی ہے۔ یہ تو روایت ہے لیکن واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر کے جانشینوں کے عہد میں جب ایک طرف یہود اپنی آزادی قائم رکھنے کے لئے جدوجہد کرتے تھے اور دوسری طرف آپس ہی میں صدوقیوں، فریسیوں اور دیگر فرقوں کے مابین مناظرے اور مجادلے ہو رہے تھے لوگوں نے اپنے مطلب کے مطابق کتابیں تصنیف کیں اور ان کو انبیائے ماسبق کے نام سے منسوب کرنے لگے۔ یہ سلسلہ دو سو برس قبل مسیح سے سو برس بعد مسیح تک زور و شور سے جاری رہا اور یہود کی طرح نصاریٰ نے بھی اختیار کیا۔ یہ کتابیں زیادہ تر اخبار آئندہ اور مسیحا کے ورود کی پیشن گوئیوں سے بھری ہوتی تھیں اور ہر فریق اپنے مطلب کے مطابق عبارت گڑھ دیتا تھا[1]۔ عام طور سے ان کتابوں کا چرچا ہو گیا مگر اس کے ساتھ ہی اختلاف بھی بڑھتا گیا کسی نے کسی کتاب کو معتبر قرار دیا تو دوسرے نے اس کو جعلی ٹھہرایا اس سطور سے ان کتب کو اپوکریفہ (جعلی) کہنے لگے۔ غرض کہ اس رد و قبول سے جس کی بنا نفسانیت اور جہل پر تھی اصلیت پر پردہ پڑ گیا۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا

[1] ہم نے یہ حال معارج الدین حصہ اول باب چہارم میں لکھا ہے تحت عنوان ''تحقیق مسیحا''-12

يَكْسِبُوْنَ

اب ہم ان کتابوں کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں۔

1- کتاب اسدراس اول ودوم
2- توبت
3- یودت
4- بقیہ ابواب استر
5- دانائے سلیمان
6- کتاب الوعظ یا ''اکلی زلسیٹکس''
7- باروق
8- تین معصوم بچوں کا نغمہ
9- تاریخ سینا
10- تاریخ بربادی بل وورگن
11- دعائے نیس شاہ یہودیہ
12- کتاب مقابیان اول ودوم
13- کاب سوم مقابیان
14- سراق
15- نامہ یری
16- صحیفہ آدم وحوا
17- کتاب جوبلی
18- نامہ ارستیس
19- شہادت نامہ یشعیا
20- صحیفہ اول ودوم ادریس
21- کتاب دوم وسوم باروق
22- عہد نامہ بارہ پیغمبروں کا
23- سبلی لائن پیشن گوئیاں
24- مشاہدات موسیٰؑ
25- کتاب چہارم عزرا
26- زبور سلیمان
27- کتاب چہارم مقابیان
28- صحائف قیاس ووصیت
29- کتاب پیدائش صغیر
30- صحائف قیاس ووصیت
31- لغایۃ واسرار ومعراج موسیٰؑ
32- معراج اشعیا
33- ملفوظات حبقوق

یہ سب کتابیں عہد عتیق کے یونانی ترجمہ ہیں اور بعض کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔ پرائسٹنٹ کلیسا نے ان کو خارج کر دیا ہے۔

ان کتبوں کے علاوہ چند اور کتابیں تھیں جو اسی زمانہ میں معدوم ہوگئی تھیں۔ مگر ان کا حوالہ ان کتب میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً تاریخ ''یوحن ہرکنیس'' جس کا حوالہ کتاب اول مقابیان میں موجود ہے اور کتاب ''یوسف واسینٹ'' وغیرہ ہما[1]۔ اگرچہ ان سب کتابوں کو ''اپوکریفہ'' کا لقب دیا گیا ہے لیکن زمانہ حال کے علمائے یورپ اب ان کی اہمیت تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰؑ سے تین سو برس پیشتر اور دو سو برس بعد کی تاریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

---

[1] ماخوذ از دیباچہ اپوکریفہ جلد اول مؤلفہ چارلس مطبوعہ آکسفورڈ پریس 1913ء-12

علاوہ اس کے تورات اناجیل کے درمیان یہ کتابیں برزخ کے طور پر کام دیتی ہیں اور صاف نظر آتا ہے کہ کس طرح ''مسیحا'' کے متعلق پیشن گوئیوں نے نصاریٰ کے عقائد کی بنیاد قائم کی۔ ان کتابوں میں ایسے بھی مضامین ہیں جو کلام مجید میں مذکور ہیں مگر جن کو مروجہ عہد عتیق کی کتابوں سے یا خارج کر دیا ہے یا مبہم طور پر بیان کیا ہے[1]۔ مگر خود مروجہ عہد عتیق کی کتابیں کہاں تک قابل وثوق ہیں ان کا ذکر آگے آتا ہے۔

جمع و تحریر عہد عتیق

روایت یہود کے مطابق حضرت عزراؑ نے تورات کی تعلیم و تلقین تحریر و تسطیر کے واسطے 120 علماء یہود کی ایک مجلس ترتیب دی تھی جو زمانہ مابعد میں ''کنیسہ عظمیٰ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ احبار جو اس مجلس کے رکن ہوتے تھے ان کے فرائض میں منجملہ تصفیہ مہمات امور دین اجزائے تورات کی نقل و کتابت قرأت و روایت بھی داخل تھی۔

قدیم رسم الخط:

یہود میں لکھنے کا دستور قدیم سے ہے۔ مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم کا اصلی وطن'' اُور کلدانیان'' تھا جہاں ایک قدیم خط رائج تھا۔ ارض سوس میں جو پتھر کی سلیں 1901ء میں زمین کھودتے وقت ملی ہیں ان پر کلدانیوں کے قدیم بادشاہ حمورابی (عہد سلطنت دو ہزار دو سو برس قبل مسیح) کا قانون جس میں 283 دفعات مندرج ہیں اور جن سے اس زمانہ کی تہذیب کا نقشہ کھنچ جاتا ہے منقوش پایا گیا۔ اسی طرح اشور اور بابل کے آثار قدیمہ تخت جمشید اور نقش رستم کے کتبے جو گزشتہ صدی میں دریافت ہوئے ان سب پر ایک ہی رسم الخط کا پتہ چلتا ہے۔ اس خط کا نام اصلاح میں کیُنی فارم یا خط میخی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حروف پیکاں یا میخ خط مسیحی کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ 1867ء میں ایک جرمن عالم اسپیگل نے ایران کا سفر کیا اور اصطخر کے دخموں اور ویرانوں میں پرانے کتبوں کو پڑھا اور پھر ایک کتاب میں اس خط میخی کے حروف تہجی، ان کے پڑھنے کا طریقہ اور ان کتبوں کا ترجمہ تحریر کیا۔ خط میخی میں 31 حرف ہیں لیکن ایک ہی حرف کو اکثر دو تین طرح پر لکھا ہے اس لئے 32 شکلیں پیدا ہو گئیں۔ یہ کتبہ مشہد مادر سلیمان میں جو شیراز سے 20 فرسخ دور ہے پایا گیا۔ اس پر کیخسرو کا نام تحریر ہے۔

---

[1] مثلاً حضرت ابراہیم کا مناظرہ اپنے باپ آزر سے سورۂ انعام میں مذکور ہے لیکن توریت کتاب پیدائش میں اس کا کچھ ذکر نہیں حالانکہ کتاب جوبلی آیت 12 میں یہ مناظرہ بجنسہ مذکور ہے (دیکھو اپوکریفہ جلد دوم صفحہ 31.3) 12

ترکیب حروف مذکورہ مع ترجمہ

ہخامنشی	خشایشی	کوروش	ادم
کیان	پادشاہ	کیخسرو	میں ہوں

(ماخوذ از آثار عجم صفحات 143 تا 146 و صفحہ 234)

کہا جاتا ہے کہ صحیفہ ابراہیمؑ اسی خط میں تحریر تھا لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں جب بنی اسرائیل مصر میں مقیم ہو گئے تو ان کو ایک دوسرے خط سے سابقہ پڑا جو چار ہزار سال قبل مسیح وہاں رائج تھا اور جس کو ''ہیروگلیفک'' یا خط حد مثال تمثال کہتے تھے۔ ممفس کے قدیم بت خانوں، اہرام کے تہ خانوں میں ممی لاشوں پر جو عجیب نشانات پائے جاتے ہیں وہ بھی خط تمثال ہیں۔ جن کے ذریعے سے اشیاء کو ان کی شکلیں کھینچ کر ظاہر کرتے تھے لیکن اس خط میں یہ سخت دقت تھی کہ اظہار مطلب کے لئے تھوڑی سی جگہ میں بہت سی شکلیں کھینچنا پڑتی تھیں اس لئے رفتہ رفتہ تصاویر کے عوض مختصر اشارات جن کو ''ہیراٹک'' یا ''کرسیو'' معنی معوج کا لقب ملا مقرر کئے گئے۔ انہیں اشارات کو صاف کر کے اہل فنیقیہ نے 22 حروف تہجی ایجاد کئے جن سے عبرانی اور یونانی خط ماخوذ ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے چونکہ فرعون کے محل میں پرورش پائی تھی اس لئے قیاس کیا جاتا ہے کہ توریت کے احکام عشرہ جو آپ پر نازل ہوئے تھے آپ نے مصری خط میں تحریر فرمائے تھے لیکن حوادث ایام میں یہ الواح اور صحف انبیاء جو حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس میں محفوظ کئے تھے ضائع ہو گئے اور اب ان تبرکات کا پتہ نہیں۔ سب سے پرانی تحریر جو اب تک دریافت ہوئی ہے وہ ایک پتھر کا کتبہ ہے جو سنگ موابی کے نام سے مشہور ہے اور جو نو سو برس قبل مسیح یعنی حضرت سلیمانؑ کے بعد کا لکھا ہوا ہے اس پر قدیم عبرانی حروف نقش ہیں۔ قید بابل سے رہائی کے بعد حضرت عزراؑ نے قدیم رسم الخط کو صاف کیا اور پھر اسی خط میں احبار مقدس صحیفوں کو لکھنے لگے۔

قدیم تحریرات کس چیز پر لکھی جاتی تھیں:

پتھر پر کندہ کرنے کے علاوہ کلدانی اور بابلی مٹی کی تختیاں بنا کر اور ان پر ایک قسم کا رنگ پھیر کر آگ میں پکا لیتے تھے اور پھر ان پر لکھتے تھے گزشتہ صدی میں جب کالڈیہ، بابل اور نینوا کے آثار قدیمہ برآمد ہوئے تو ہزاروں اس قسم کے الواح مدفون پائے گئے جن پر مختلف علوم وفنون شاہی فرمان قوانین سلطنت اور آداب معاشرت منقوش ہیں [1]۔ مصر میں بھی تل عمارنہ کے کھودنے سے

[1] ہم نے ان کا ذکر بالتفصیل تذکرۃ المصطفےٰ صفحہ 49 تا 51 میں بیان کیا ہے۔ 12

ایسے ہی الواح پائے گئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم مصری بھی انہیں الواح کا استعمال کرتے تھے لیکن انہوں نے ایک قسم کا کاغذ بھی ایجاد کیا تھا جس کو "پپائرس" کہتے تھے وادی نیل کے نیستاں سے ایک خاص قسم کے نئے کو کاٹ کر اس کے اندر کا مغز نکال کر پھیلاتے تھے اور پھر اس پر دوسرا مغز اس طور سے چسپاں کرتے تھے کہ زاویہ قائمہ بن کر اجزاء آپس میں مل جائیں بعد ازاں سریش سے چپکاتے تھے اور جب خشک ہو جاتا تھا تو اس پر بے تکلف لکھتے تھے یہ کاغذ مصر و شام اور یونان میں بہت مستعمل تھا اور اسی پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ لیکن مصریوں نے جب پپائرس کا داخلہ غیر ممالک میں بند کر دیا تو شہر پرگموس واقع ایشیائے کوچک میں چمڑے کو صاف کر کے اس پر لکھنے لگے۔ اس قسم کے چمڑے کو "پارچمنٹ" کہتے تھے قرآن مجید میں جہاں رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ فرمایا ہے وہاں "رق" سے یہی پارچمنٹ مراد ہے۔ سن عیسوی سے ایک صدی پیشتر اس چرمی کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا احبار صحف کو اسی پر لکھتے تھے لیکن چونکہ یہ کاغذ قیمتی ہوتا تھا اس لئے جب کوئی جدید نسخہ تحریر کرنا منظور ہوتا تھا تو اکثر قدیم تحریر کو یا چھیل ڈالتے تھے یا پرانی روشنائی کو خوب دھو کر پھر لکھتے تھے صحف کے ایسے نسخے اب بھی موجود ہیں جن پر یہ عمل صاف نظر آتا ہے۔ پپائرس چونکہ کثرت استعمال سے جلد بوسیدہ ہو جاتا تھا اس لئے بہت سے قلمی نسخے جو اس کاغذ پر لکھے گئے (خاص کر اناجیل کے) وہ اکثر ضائع ہو گئے۔

عہد عتیق کے قدیم نسخے:

بیت المقدس کی آخری تباہی کے بعد جب یہودیت کا شیرازہ بکھر گیا تو احبار نے دوسری صدی عیسوی میں 24 مروجہ کتابوں کو جو عیسائیوں میں عہد عتیق کے نام سے مشہور ہوئیں ترتیب دے کر یکجا لکھنا شروع کیا ان قدیم تحریرات کے متعلق ریورنڈ ہارن اپنی کتاب دیباچہ بائبل جلد 2 حصہ اول باب 2 فصل اول میں لکھتے ہیں:۔

> "عہد عتیق کی کتابیں دراصل عبرانی زبان میں ہیں اور وہ دو ناموں سے پکاری جاتی ہیں ایک آٹوگرافس یعنی وہ کتابیں جن کو خود الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا ان میں کے سب نسخے ناپید ہو گئے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ دوسرے اپوگرافس یعنی وہ نسخے جو اصلی نسخوں سے نقل ہوئے تھے اور جو مکرر اور سہ کرر نقل ہوتے ہوئے بہت کثرت سے پھیل گئے تھے۔ یہ پچھلے نسخے بھی دو قسم کے تھے۔ (1) پرانے جو یہودیوں میں بہت معتبر اور سندی گنے جاتے تھے مگر یہ نسخے بھی مدت سے معدوم ہو گئے ہیں۔ (2) نئے جو سرکاری کتب خانوں میں یا لوگوں کے پاس موجود ہیں اور یہ بھی دو قسم کے ہیں۔ اول رولڈ یعنی وہ قلمی صحیفے

جو معابد میں کام آتے ہیں۔ دوئم اسکویر مینو سکرپٹس یعنی وہ قلمی نسخے جو مربع تقطیع پر لکھے ہیں اور عام لوگوں کے کام میں آتے ہیں۔"

عہد عتیق کی کتابیں اگرچہ دوسری صدی عیسوی میں مرتب ہو گئیں لیکن اس وقت تک کسی خاص متن پر اتفاق نہیں ہوا تھا اس وجہ سے نقلوں میں سخت اختلاف ہوتا تھا اور یہ اختلاف روز بروز نقلوں کی کثرت کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا۔

وجوہ اختلاف:

اختلافات کے چند وجوہ تھے اول عبرانی رسم الخط میں حروف علت بالکل نہ تھے صرف 22 حروف صحیح مستعمل تھے اور ان میں بھی بعض حروف ایک دوسرے سے مشابہ ہیں[1]۔ اس لئے ذرا سی بے احتیاطی میں عبارت کچھ سے کچھ ہو جاتی تھی مثلاً کتاب اول صموئیل باب 14 آیت 18 میں لکھا ہے۔

"اور طالوت نے احیا سے کہا کہ تابوت کو یہاں لا کیونکہ تابوت اس وقت بنی اسرائیل کے پاس تھا۔"

لیکن یہ محقق ہے کہ تابوت اس وقت بنی اسرائیل کے پاس نہ تھا بلکہ کوسوں دور ان کے دشمنوں کے قبضہ میں تھا اور احیا کے عوض اس وقت الیازر کاہن تھا اس لئے مفسرین تورات نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مشابہ حروف کی وجہ سے التباس ہو گیا ہے۔ زمانہ حال کے مشاہیر علمائے توریت وِلہاسن، گوئن، ویورنڈ کرک پیٹرک اور ڈاکٹر اسمتھ بالاتفاق[2] کہتے ہیں کہ چونکہ اَفُوْدْ یعنی جُبّہ اور ارُون یعنی تابوت کے حروف مشابہ ہیں اس لئے غلطی ہو گئی اصل میں آیت یوں ہو گی۔

"اور طالوت نے احیا سے کہا کہ جُبّہ یہاں لا کیونکہ اس نے اس وقت جُبّہ کو پہنا۔"

دوم۔ عبرانی حروف چونکہ علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور چونکہ لفظوں کے درمیان کوئی علامت فاصلہ درج نہیں ہوتی تھی اور نہ جگہ چھوڑ کر لکھتے تھے اس لئے غلط جوڑ ملانے سے الفاظ کچھ سے کچھ ہو جاتے تھے جیسا کہ مثلاً زبور باب 48 آیت 14 میں اختلاف ہو گیا[3] اسی طرح توریت میں بکثرت ایسے مقامات پائے جاتے ہیں۔

1۔ عبرانی حروف کا نقشہ باب سوم میں درج ہے۔12 　 2۔ صفحہ 309 "ویریورم رفرنس بائبل"۔12

3۔ صفحہ 611 بائبل مذکورہ 12

لطیفہ:

اودھ کے نواب سعادت علی خان نے شاہ ایران کو ایک خط بھیجا۔ کاتب نے نواب کو ''پیر و مرشد برحق'' لکھ دیا اس پر دربار ایران سے اعتراض ہوا کہ یہ لقب خاص جناب امیر علیہ السلام ہے اس لئے ایک شیعہ مومن سے ایسی بے ادبی کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ نواب سعادت علی خان نے جس وقت یہ جواب پڑھا شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور دربار کے میر منشی احسان اللہ ممتاز کی طرف خط بڑھا کر کہا اس کا جواب دو۔ ممتاز نے برجستہ عرض کیا۔ جہاں پناہ ایرانی اہل زبان ہیں۔ لیکن آج ان کی سخن فہمی معلوم ہو گئی۔ یہ پیر و مرشد برحق نہیں ہے بلکہ یوں ہے پَیرو۔ مرشدِ برحق۔ یعنی مرشد برحق (علی مرتضیٰ) کا پیرو۔ نواب پھڑک گئے اور ممتاز کا منہ زر و جواہر سے بھر دیا۔

''تصیحات احبار'':

ان وجوہ کے علاوہ احبار نے تورات کے متعدد مقامات کو جہاں ان کے مروجہ عقائد کے خلاف کوئی بات پائی گئی بدل دیا۔ ریوریڈ ٹامسن اپنی کتاب ''ہسٹری آف دی انگلش بائبل'' صفحہ 14 میں لکھتے ہیں کہ احبار نے اٹھارہ مقامات میں متن تورات کو بدل دیا جو اب تصیحات احبار کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے مقامات پر انہوں نے اسی قدر نشان کر دینے پر اکتفا کیا کہ یہ احسن ہے اور اس امر کو انہوں نے بطور روایت بیان کیا جو بعد کو حاشیہ پر قلم بند ہونے لگا۔ مذکورہ بالا اٹھارہ مقامات کو انہوں نے پوشیدہ نہیں رکھا اور وہ اب تک عبرانی بائبل میں نقل ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر مقامات تو ایسے ہیں جہاں احبار کی رائے میں خدا کو بطور انسان (تجسیم) بیان کرنا خلاف ادب تھا یا اسکی طرف ایسے افعال مذکور تھے جو عقائد یہود کے مطابق ذات باری تعالیٰ کی طرف منسوب نہ ہونا چاہیے۔ مثلاً کتاب پیدائش باب 18 آیت 12 میں اصل عبرانی متن یوں تھا ''یہواہ ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا، چونکہ یہ مضمون خلاف ادب تھا اس لئے احبار نے یوں تصیح کی ''ابراہیم یہواہ کے سامنے کھڑا ہوا۔''

پادری صاحب اسی کتاب کے صفحہ 38 میں پھر لکھتے ہیں۔

''لیکن کتاب قاضیان باب 18 آیت 30 کے متن میں قصداً تحریف ہوئی کیونکہ یہونتن کو جو مرتد ہو کر قوم دان کا کاہن بنا منسیؔ کا پوتا لکھا ہے حالانکہ وہ موسیٰ کا پوتا تھا لیکن احبار نے حضرت موسیٰؑ کی کسرِ شان کے لحاظ سے یہ مناسب نہ جانا کہ آپ کا پوتا مرتد مشہور ہو اس لئے آپ کے نام کے عوض منسیؔ لکھ دیا۔''

وَیرِیُوْرَم بائبل کے صفحہ 285 کتاب قاضیان کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ''جملہ نقادفن بالاتفاق

اس تحریف کے قائل ہیں۔'' اگرچہ ان تحریفات کوحق بجانب ثابت کرنے کی بہت کوشش ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

عبرت:

کلام مجید میں ابولہب کی بدکرداریوں اور جہنمی ہونے کا اعلان ہوتا ہے کہ کروڑوں مسلمان تیرہ سو برس سے تبت یدا ابی لھب پڑھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ ابولہب حضرت خاتم النبیینؐ رحمتہ للعالمین کا حقیقی چچا ہے لیکن کسی نہ کسی خلیفہ نہ امام نہ سلطان نہ بادشاہ نہ مجتہد نہ محدث نہ فقیہ نہ متکلم کسی کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ ابولہب کو مثلاً ابوجہل سے بدل دیتا لیکن یہ احبار یہود ہی کی ''دلاوری'' ہے کہ ''بکف چراغ دارد'' کے مصداق ہیں۔

مسوراتیان یعنی رواۃ یہود:

احبار کے اقوال اور روایات کو جس گروہ نے سب سے پہلے جمع کر کے تحریر کیا وہ مسوراتیان کے نام سے مشہور ہے۔ مسورہ کے لفظی معنی روایت ہے اس لئے مسوراتیان یہود کے رواۃ ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی سے دسویں صدی عیسوی تک یعنی آنحضرت ﷺ کے عہد رسالت سے خلیفہ عباسی القادر باللہ کے زمانہ تک یہود کے دو مشہور مدرسے ایک بابل میں اور دوسرا ٹابیریس واقع ملک شام میں قائم تھے جہاں کتب مقدسہ کثرت سے نقل کی جاتی تھیں۔ بابل میں جو نسخے تحریر ہوئے ان کو مشرقی نسخے اور ٹابیریس والوں کو مغربی نسخے کہتے ہیں۔

مسوراتیان نے سب سے پہلے روایات کو احبار کو جمع کر کے حواشی اور تعلیقات مرتب کئے لیکن جب اختلافات کو جمع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تعداد 1314 تک پہنچ گئی۔ یہ اختلافات مع حواشی وتطیقات اب تک عبرانی تورات میں نقل کئے جاتے ہیں جن سے صاف نظر آتا ہے کہ اصل توریت اور صحف انبیاء کہاں تک قابل وثوق ہیں۔

بہرحال اس وقت تک جس قدر تحریفات ہوئیں وہ ہوئیں لیکن مسوراتیان نے یہ بڑا کام کیا کہ قرآن مجید کی صحت قرأت وکتابت (جس کا ذکر آئندہ عنوان میں کیا جائے گا) سے متاثر ہو کر انہوں نے بھی عبرانی رسم الخط کے نقائص کو دور کر کے نقطے وغیرہ لگا کر متن تورات کی صحیح قرأت کی بنیاد مستحکم کر دی۔ ابتدائے گیارھویں صدی عیسوی میں عرن بن عشر مدیر مدرسہ ٹابریس اور یعقوب بن نفتالی مدیر مدرسہ بابل نے مشرقی اور مغربی نسخوں کا مقابلہ کر کے ایک متن تیار کیا جو اب تک مروج ہے۔

اختلافات جس قدر پائے گئے وہ اب حاشیہ پر درج ہوتے ہیں۔ 1488ء میں پہلی مرتبہ

عہد عتیق کی کتابیں چھاپی گئیں۔لیکن جب وانڈرہوف نے 1705ء میں طبع ثانی کا اہتمام کیا تو بارہ ہزار جگہ طبع اول سے اختلاف کرنا پڑا لیکن یہ اختلاف زیادہ تر قرأت کے اختلاف ہیں۔

ترگم:

ترگم کے لفظی معنی مفصل ترجمہ ہیں۔قدیم عبرانی زبان جس میں توریت نازل ہوئی تھی قید بابل کے زمانے سے یہود میں متروک ہوگئی تھی اور اس کی جگہ کالدی یا آرامک زبان نے لے لی تھی۔حضرت عزرا کے زمانے سے یہ دستور ہوگیا تھا کہ چونکہ یہود عام طور سے عبرانی کو نہیں سمجھتے تھے اس لئے احبار توریت کی اصل آیات کا مفصل ترجمہ سنایا کرتے تھے۔رفتہ رفتہ کنیسوں میں توریت اسی طریقے سے پڑھی جانے لگی اور ان ترگموں نے مستقل حیثیت اختیار کر لی اور عہد مسیح میں کتابوں کی شکل میں مرتب ہو گئے ان سب کی تعداد دس کے قریب ہے۔سب میں مشہور وہ تارگم ہے جو انکیلاس کی طرف سے منسوب ہے۔اسکے مصنف کا حال محقق نہیں ہے۔بعض کا قول ہے کہ اس کا لکھنے والا ایک بابلی تھا جس نے دین یہود اختیار کر لیا تھا۔بہر حال یہ ترگم اپنی موجودہ صورت میں تیسری عیسوی کے آخر کار کا مرتب کیا ہوا ہے۔

غیر زبانوں میں ترجمے:

عہد عتیق کا ترجمہ سب سے پہلے یونانی زبان میں ہوا جس کو سپٹوا یجنٹ یعنی نسخہ سبعینہ کہتے ہیں۔مشہور مورخ یہودو جوسی فس اپنی کتاب ''اینٹی کوریز'' (یادسلف) کے باب 12 میں لکھتا ہے کہ ''بادشاہ مصر بطلیموس فلاڈیفوس (عہد حکومت 284 سے 346 ق۔م) اپنے مشہور کتب خانہ اسکندریہ کے لئے یہود کی کتب مقدسہ کی ایک نقل چاہتا تھا جس کے واسطے اس نے ایک کثیر رقم خرچ کی اور بہت سے یہودی غلاموں کو آزادی دے کر ایک وفد یروشلم کے سردار کاہنان کے پاس بھیجا۔چنانچہ 70 علماء یہود منتخب ہو کر روانہ ہوئے۔بادشاہ نے ان کو جزیرہ فردس میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرا کر ترجمہ کا حکم دیا انہوں نے 72 دنوں میں ترجمہ پورا کر دیا۔جب سب کے ترجمے ملائے گئے تو معلوم ہوا کہ ہر مترجم کا ترجمہ لفظ بہ لفظ یکساں ہے اور کسی قسم کا فرق نہیں ہے اس لئے سب کو یقین ہو گیا کہ بے شک یہ ترجمہ الہامی ہے یونانی زبان بولنے والے یہود میں یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا اور صدیوں تک عبادت خانوں میں عبرانی توریت کے عوض اسی کی تلاوت جاری رہی۔حضرت عیسیٰ کے حواری جب اقوام غیر یہود میں اشاعت دین کو نکلے تو انہوں نے اسی ترجمہ کو غنیمت سمجھ کر استشہاد کرنا شروع کیا۔اناجیل میں جہاں تورات کی عبارت کا حوالہ دیا ہے وہاں یہی ترجمہ نقل کیا ہے۔مشرقی کلیسا میں اب تک یہی ترجمہ گرجاؤں میں پڑھا جاتا ہے۔

لیکن مروجہ عبرانی متن سے یہ ترجمہ چند باتوں میں مختلف ہے جن نسخہ سبعینہ کے اختلافات کی تفصیل یہ ہے۔

(1) انبیاء کی مدت عمر اور واقعات کی تاریخوں میں سخت باہمی اختلاف ہے مثلاً تخلیق آدمؑ سے طوفان نوح تک عبرانی توریت میں 1656 سال درج ہیں لیکن اس ترجمہ میں 2262 سال تحریر ہیں۔ وغیرہما۔

(2) اپوکریفل یعنی وہ ''جعلی کتابیں'' جن کو یہود ونصاریٰ نے مروجہ عہد عتیق سے خارج کر دیا ہے وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

(3) امثال سلیمان، یرمیاہ اور زبور کی ترتیب بدلی ہوئی ہے۔ زبور میں ایک نغمہ کا اور اضافہ کیا ہے۔

(4) ترجمہ لفظی نہیں ہے۔ بعض مقامات میں فاش غلطیاں ہیں چنانچہ کتاب دانیال اس قدر لغو ترجمہ ہوئی تھی کہ اس کی جگہ جدید ترجمہ شامل کیا گیا۔

ان بہت سے مقامات میں تصرف کیا ہے خاص کر ان مقامات میں جہاں خدا کو انسانی صفات اور جذبات رکھنے والا بیان کیا ہے تا کہ غیر یہود کو خدا کی عظمت[1] اور روحانیت میں کچھ شبہ نہ ہو مثلاً کتاب پیدائش باب 18 آیت 30 کی اصل عبرانی میں یوں لکھا ہے ''ہاں خداوند خفا نہ ہونا میں عرض کرتا ہوں'' لیکن یہاں اس ترجمہ میں یوں بدل دیا ہے ''خداوند کیا یہ ایسی بات نہیں کہ میں کچھ عرض کروں'' یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ قوم لوطؑ کے واسطے سفارش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا اگر اس قوم میں پچاس ایمان والے موجود ہوں تب بھی عذاب آئے گا ارشاد ہوتا ہے اس صورت میں عذاب ٹل جائے گا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ اگر پچاس میں پانچ کم نکلے ارشاد ہوتا ہے کچھ مضائقہ نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ پھر دس دس کم کرتے جاتے ہیں اور ہر مرتبہ خداوند تعالیٰ ان کو اطمینان دلاتا ہے آخر دس پر حضرت ابراہیمؑ خاموش ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں یہ واقعہ یوں مذکور ہے:۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ○ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ ''أَوَّاهٌ'' مُنِيبٌ'' ○	پھر جب ابراہیم سے ڈر جاتا رہا اور اس کو بشارت ملی تو قوم لوط کے مقدمے میں ہم سے جھگڑنے لگا۔ بے شک ابراہیمؑ بردبار نرم دل خدا سے دل لگانے والا تھا (سورۂ ہود)

[1] تعجب ہے کہ پھر کیونکر سینٹ ہال نے مسیح کو کر ابن اوز کہا۔ ہم نے اس کی تشریح معراج الدین حصہ اول صفحہ 1.4.23 میں کی ہے وہاں دیکھنا چاہیے 12۔

حضرت ابراہیمؑ مقام رضا میں شان جمالی کا نظارہ کرتے ہوئے راز و نیاز میں مصروف ہیں۔
اس انداز گفتگو کی حقیقت ظاہر بین کیا سمجھتے اور اس لئے انہوں نے اپنے تصور فہم کی وجہ سے تجسیم کی بحث چھیڑ کر عبارت کو بدل دیا۔

الغرض دوسری صدی عیسوی تک یہ ترجمہ بہت مقبول رہا لیکن تیسری صدی میں جب دین عیسوی قسطنطین رومی کے عہد حکومت میں شاہی مذہب ہو گیا تو پاپائے روم دماسوس نے 383ء میں سینٹ جروم کو مقرر کیا کہ تورات اور اناجیل کا ایک مستند ترجمہ رومی زبان میں مرتب کرے۔ جروم نے مذکورہ بالا یونانی ترجمہ کو ناقص سمجھ کر ارادہ کیا کہ رومی ترجمہ اصل عبرانی تورات سے ہو۔ چنانچہ اس نے شام کا سفر کیا اور 14 سال تک بیت اللحم کے ایک غار میں قیام کر کے مختلف عبرانی نسخوں اور احبار یہود کی اعانت سے 394ء میں اپنا مشہور رومی ترجمہ جو ولکیٹ کے نام سے مشہور ہوا تیار کیا۔ ابتداً کلیساؤں نے اس ترجمہ کو معتبر نہ سمجھا لیکن رفتہ رفتہ کلیسائے روم نے اسی ترجمہ کو قبولیت کی سند عطا کی۔ پھر تو یہ حال ہو گیا کہ قرون مظلمہ سے پندرھویں صدی عیسوی تک اسی ترجمہ پر مدار تھا حتیٰ کہ 1522ء میں جب کارڈنل زنس نے پالی گلاٹ نسخہ اس طور سے شائع کیا کہ ہر صفحہ پر بیچ میں رومی ترجمہ اور دونوں طرف اصل عبرانی اور یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ تحریر ہوا تو رومی ترجمہ کے قبول عام کے باعث سے خاص و عام میں یہ فقرہ چست ہونے لگا کہ حضرت مسیحؑ کو دو ڈاکوؤں کے بیچ میں سولی دی گئی ہے۔ پادری ٹامسن لکھتے ہیں کہ مختلف اوقات میں اگرچہ جروم کے ترجمے کی نظر ثانی ہوئی لیکن اس کا ترجمہ ناقص ہی رہا۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ جروم کو اگرچہ پرانے صحیفے دستیاب ہوئے لیکن پھر بھی پوری صحت نہ ہو سکی۔

ان دو مشہور ترجموں کے علاوہ شامی، قبطی، حبشی اور آرامی زبانوں میں بھی عہد عتیق کے ترجمے ہوئے لیکن یہی دونوں مذکورہ بالا ترجمے زیادہ مشہور ہیں [1]۔

کیا عجیب بات ہے کہ صدیوں تک تمام عیسائی انہیں ناقص اور مشکوک ترجموں کو وحی والہام سمجھتے رہے اور انہیں کو اپنا رہبر بنایا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد دوم طبع جدید میں ''بائبل'' پر جو عالمانہ اور مبسوط مضمون تحریر کیا گیا ہے اس کے ایک مقام میں لکھا ہے:۔

> ''عرصہ دراز تک کتب مقدسہ کا مطالعہ جرح و تعدیل کے مستند اصول سے محروم رہا۔ یہود محض اس عبرانی نسخہ کی پیروی کرتے تھے جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ غالباً دوسری صدی عیسوی میں جمع کیا گیا اور بعد ازاں احتیاط سے محفوظ رکھا گیا۔ لیکن اس نسخے میں چند تحریفیں تو ایسی ہیں جو اب صاف نظر آتی ہیں اور

1۔ ماخوذ از تاریخ بائبل مصنفہ پادری ٹامسن 12

غالباً ایک کافی تعداد تک ایسی تحریفیں اور بھی موجود ہیں جن کی شاید اب یا کبھی پورے طور سے قلعی نہ کھل سکے[1]۔ عیسائی (اور اسکندریہ کے یہود) علماء کی حالت اس سے بدتر تھی کیونکہ پانچویں صدی عیسوی تک شاذ و نادر استثنا کے ساتھ اور پانچویں صدی سے پندرھویں صدی تک بناء استثناء ان بزرگوں نے تمام ترجموں پر اکتفا کیا ہے۔

تحقیقات جدیدہ کی رو سے انصاف پسند علماء یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور ان کو تحریفات کا علم ہوتا جاتا ہے لیکن تیرہ سو برس ہوئے قرآن مجید نے ان تحریفات کی پہلے ہی قلعی کھول دی تھی۔ ذیل میں ہم چند مثالیں اہل کتاب کی ہدایت کے واسطے پیش کرتے ہیں۔

مثال اوّل

حضرت داؤدؑ اور قصہ اوریا

کتاب دوم صموئیل باب 2 صفحہ 13,11 میں لکھا ہے کہ ''ایک دن داؤدؑ نبی اپنے ایک فوجی افسر اوریا کی مہ جبین عورت تشبع کو غسل کرتے دیکھ کر عاشق ہو گئے۔ فوراً اس کو محل میں بلوا بھیجا۔ عورت کو حمل رہ گیا تب آپ نے عیب چھپانے کی غرض سے اوریا کو میدان جنگ سے بلوا بھیجا لیکن وہ جہاد کے جوش میں اپنی عورت سے ملتفت نہ ہوا۔ تب آپ نے اس کو لڑائی کی صف اول میں اپنے سپہ سالار سے خفیہ کہلا کر متعین کرا دیا جہاں اوریا نہایت جانبازی سے لڑ کر مارا گیا۔ تب آپ نے اس کی عورت سے شادی کر لی۔''

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ احبار نے اٹھارہ مقامات پر متنِ تورات کو عمداً بدل دیا کتاب اضیان میں موسیٰ کے عوض منسّہ بنا دیا تا کہ حضرت موسیٰ کے گمراہ پوتے کی وجہ سے خود اس کی عظمت میں فرق نہ آئے۔ یہ سب کچھ ہوا اور پھر اس اہتمام کے ساتھ کہ سلسلہ بہ سلسلہ ان ''تصحیات'' کی روایات مسوراتیاں تک پہنچیں اور آج تک بیان کی جاتی ہیں لیکن کیا عجیب بات ہے کہ مذکورہ بالا قصہ کی صحت کی طرف احبار نے بالکل توجہ نہ کی حالانکہ داؤدؑ کو یہود اولوالعزم پیغمبر صاحبِ زبور مانتے ہیں اور آج تک منتظر ہیں کہ مسیح موعود آپ ہی کی نسل سے پیدا ہوگا۔ پر کیا زنا اور قتل عمد سے جو شریعت

1۔ عبارت کو ہم نے...... کر دیا ہے۔

موسوی میں بھی گناہ کبیرہ ہیں نبوت اور عظمت داؤدی میں کچھ فرق نہیں آتا؟

اگر ذرا بھی اصول درایت سے کام لیا جاتا تو خود تورات سے اس بے ہودہ قصہ کا ابطال ہو جاتا۔ حضرت داؤد کی سیرت تورات کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے کتاب دوم صموئیل، کتاب اول ملوک، کتاب اول تاریخ الایام۔ مذکورہ بالا قصہ کتاب دوم صموئیل میں تحریر ہے لیکن کتاب اول ملوک میں چند ایسے مقامات موجود ہیں جن سے قصہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

اول:۔ باب 3 درس 14 میں خداوند یہواہ حضرت سلیمان سے یوں خطاب کرتا ہے۔

''اور اگر تو میرے طریق پر عمل کرے گا اور میرے احکام اور شعائر کو بجالائے گا جس طرح تیرا باپ داؤدؑ بجالاتا تھا تو میں تجھے طول حیات عطا کروں گا۔''

دوم:۔ باب 9 درس 5 میں جب حضرت سلیمان بیت المقدس کی تعمیر کو ختم کر چکے تو خداوند یہواہ دوبارہ تجلی فرماتا ہے اور یوں خطاب ہوتا ہے۔

''اور اگر تو میرے سامنے اس طور سے چلے گا جس طرح تیرا باپ داؤدؑ صفائے قلب اور تقویٰ کے ساتھ چلتا تھا۔''

خداوند یہواہ حضرت داؤد کی پابندی احکام شریعت اور تقویٰ اور طہارت کی خود شہادت دیتا ہے اور ان کو بطور ایک اعلیٰ نمونہ کے پیش کرتا ہے۔ پھر کیا خدائے پاک کے مقابلہ میں کسی اور کی شہادت مقبول ہو سکتی ہے؟

سوم:۔ باب 11 درس 34 میں لکھا ہے کہ احیا کاہن یربعام ابن نباط کو ایک کھیت میں تنہا پا کر اس سے یوں کہتا ہے:۔

''خداوند فرماتا ہے کہ میں سلیمان کی سلطنت کو پارہ پارہ کر کے تجھے دس اسباط بنی اسرائیل پر حاکم بناؤں گا۔ لیکن میں سلیمان کے ہاتھ سے کل سلطنت نہ چھینوں گا بلکہ اس کی زندگی بھر اسی کو حاکم رکھوں گا بہ طفیل اپنے خادم داؤدؑ کے جس کو میں نے پسند کر کے چن لیا کیونکہ اس نے میرے احکام اور شعائر کی پابندی کی۔''

یربعام وہ شخص ہے جو آل داؤد کا سخت دشمن تھا اس نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے زمانے میں بغاوت کر کے دس اسباط بنی اسرائیل کو توڑ لیا اور بیت المقدس کے مقابلہ میں دو بت خانے تعمیر کیے جہاں سونے کے بچھڑوں کی پرستش جاری کی[1]۔ احیا وہ کاہن ہے جو در پردہ یربعام کو بھڑکاتا ہے لیکن بایں ہمہ حضرت داؤد کو برگزیدہ الٰہی اور پابند احکام بتاتا ہے۔

---

1. ملوک اول 12/30,228

چہارم:۔ باب 14 درس 8 میں لکھا ہے یربعام کا بیٹا سخت علیل ہوا۔ وہ اپنی بیوی کو احیا کاہن کے پاس فال کھلوانے بھیجتا ہے۔ احیا کہتا ہے:۔

''جا یربعام سے کہہ دے کہ اسرائیل کا خدا کہتا ہے کہ میں نے تجھے لوگوں میں سربلند کیا اور اپنے بندوں اسرائیل پر حاکم بنایا اور داؤد کے خاندان سے سلطنت کو ٹکڑے کر کے تجھے عطا کی لیکن پھر بھی تو میرے بندے داؤد کی طرح ثابت نہ ہوا جس نے میرے احکام پر عمل کیا اور جس نے دل سے میری پیروی کی تا کہ اس سے وہی فعل سرزد ہو جو میرے حضور میں ثواب ہے۔ تعجب ہے کہ اس کھلی ہوئی شہادت سے بھی احبار کی آنکھیں نہ کھلیں۔''

اب دیکھنا چاہیے کہ میری کتاب جس میں حضرت داؤد کی سیرت تحریر ہے یعنی کتاب تاریخ الایام اول میں کیا لکھا ہے۔ اول سے آخر تک اس کتاب کو پڑھ جاؤ کہیں بھی یہ بے ہودہ اور لغو قصہ تحریر نہیں ہے۔

باب 3 درس 5 میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ ''یروشلم میں داؤد کے جو بیٹے پیدا ہوئے وہ یہ ہیں۔ 1۔ شمعا۔ 2۔ شوباب۔ 3۔ ناتان۔ 4۔ سلیمان۔ یہ چاروں بت شوع بنت عمیال سے پیدا ہوئے۔ عجیب بات ہے کہ یہاں عورت کا نام بت شوع بنت عمیال ہے اور اس کا اوریا کی بیوی ہونا مذکور نہیں لیکن کتاب دوم صموئیل میں جہاں یہ قصہ نقل کیا ہے وہاں بت شبع بنت ال یعم زوجہ اوریا درج ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ کتاب دوم صموئیل میں قصہ زنا اس طور سے بیان ہوا ہے:۔

''اور ایسا ہوا کہ ایک شام کو داؤد...... الخ''

یعنی یہ واقعہ خبر کی حیثیت سے بیان ہوا ہے اور خبر میں کذب کا احتمال ہو سکتا ہے برعکس اس کے کتاب اول ملوک سے جو چار مقامات ہم نے اوپر نقل کیے ہیں وہاں حضرت داؤدؑ کا برگزیدہ الٰہی اور متقی اور پرہیزگار ہونا امر مسلمہ کے طور پر بیان ہوا ہے پس خبر اور امر مسلمہ میں جو فرق بین ہے وہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ فتدبر۔

اصل یہ ہے کہ کتاب صموئیل کے مضامین اس قدر متضاد اور مبہم ہیں کہ زمانہ حال کے علماء یورپ کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ صموئیل کی دونوں کتابوں کے اکثر ابواب الحاقی ہیں مثلاً ڈاکٹر اسمتھ اور ریورنڈ کرک پیٹرک کتاب اول صموئیل باب 17 درس 12 لغایت 31 و 41 و 50 و 55 لغایت 58 اور کچھ حصہ باب 17 کا الحاق ہے۔ ان علماء کے نزدیک نسخہ ''سبعینیہ'' یونانی جس میں سے یہ مقامات حذف ہیں زیادہ قابل وثوق ہے[1]۔

1۔ ڈیر یورم بائبل صفحہ 314 حاشیہ 12

جان کیٹو نے ان کتابوں کی مشکوک صحت سے پریشان ہوکر آخر اقرار کرلیا کہ ''یہی کافی نہیں کہ جن مقاموں کو ہم غلط سمجھیں انہیں کو الحاقی مانیں اور باقی کو بلاکم وکاست صحیح جانیں بلکہ ممکن ہے کہ جنہوں نے الحاق کیا ہے انہوں نے باقی حصوں میں بھی تصرف کیا ہو۔'' (انسائیکلوپیڈیا کیٹو کی)

بے شک باقی حصوں میں بھی تصرف ہوا اور اس قصہ اوریا میں تو قطعاً تصرف ثابت ہے۔

اب دیکھو کہ کلام مجید میں حضرت داؤد کے متعلق کیا تحریر ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلاً يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَه' والطَّيْرَ وَاَلَنَّالَهُ الحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْفِى السَّرِ وَاعْمَلُوْ صَالِحاً اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْر'' ٥ (سورۃ السبا)

اور بے شک ہم داؤد کو بزرگی دے چکے ہیں۔ اے پہاڑو اور پرندو تم داؤد کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور ہم نے لوہا اس کیلئے نرم کر دیا تھا۔ پورے بدن کی زرہیں بنا اور کڑیاں اندازے سے جوڑ اور نیک کام کرتے رہو کیونکہ میں تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَاالْاَيْدِ اِنَّه' اَوَّاب'' اِنَّا سَخَّرْنَا الجِبَالَ مَعَه' يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِىِّ وَالاِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُل'' لَّه' اَوَّاب'' وَشَدَدْنَا مُلْكَه' وَاٰتَينٰهُ الْحِكْمَةَ وفصلَ الْخِطَاب (سورہ صٓ)

اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کر جو زور والا تھا بے شک وہ رجوع رہتا تھا۔ ہم نے پہاڑوں کو اس کا تابعدار بنا دیا تھا وہ سورج ڈھلے اور سورج نکلتے اس کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرندوں کو بھی وہ جمع ہو کر سب اس کی طرف رجوع رہتے اور اس کی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اس کو حکمت عطا کی اور جھگڑا چکانے والی بات۔

غرض کہ جہاں کہیں حضرت داؤد کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے آپ کی بزرگی عظمت اور نبوت صاف اور واضح الفاظ میں مذکور ہے اور کہیں بھی اس بے ہودہ اور غلط قصہ کا ذکر نہیں۔

انتباہ:

ہمارے یہاں جن مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس قصہ کو نقل کیا ہے ان کا اصل ماخذ اسرائیلیات ہے کلام مجید اور احادیث صحیحہ میں اس غلط اور بے ہودہ قصہ کا مطلق ذکر نہیں جن مفسرین نے سورۂ ص کی آیات ذیل میں پیش کی ہیں۔

وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُالْخَصْمِ اِذْتَسَوَّرُا اور کیا تجھے جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی ہے جو

الْمِحْرَابَ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَاتَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَاتُشْطِطْ وَاهْدِنَا اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ" وَتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ" فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ" مَّاهُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ o

(سورۂ ص)

دیوار پھاند کر داؤد کے پاس عبادت خانہ میں گھس آئے وہ انہیں دیکھ کر گھبرایا کہنے لگے مت ڈر ہم دونوں میں جھگڑا ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا تو انصاف سے ہمارا فیصلہ کر دے اور بے انصافی نہ کر اور ہم کو سیدھی راہ بتا۔ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی وہ کہتا ہے میرے حوالہ کر اور گفتگو میں مجھے دبا تا ہے داؤدؑ نے کہا بے شک وہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے۔ کہ تیری دنبی مانگ کر اپنی دنبیوں میں ملاتا ہے اور اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور ایسے لوگ کم ہیں اور داؤدؑ کو خیال ہوا کہ ہم نے اس کو آزمایا تھا پھر اس نے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع ہوا آخر ہم نے اس کا یہ قصور معاف کیا اور بے شک ہمارے پاس اس کا نزدیکی کا درجہ ہے اور اچھا ٹھکانا۔

اس قصہ کو نقل کیا ہے انہوں نے یہ سمجھ کر توریت میں چونکہ قصہ زنا کے بعد ناثان کاہن کا دنبیوں کی تمثیل سے حضرت داؤد کو ملامت کرنے کا حال بیان ہوا ہے اس لئے انہوں نے ان آیات کی تفسیر میں اسی قصہ کو نقل کر دیا حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

سب سے پہلے ہم تمثیل ناثان اور قرآنی قصہ کی باہمی مشابہت کی جس سے ہمارے ان مفسرین کو دھوکا ہوا ہے قلعی کھولتے ہیں (1) سورہ ص میں دو جھگڑا کرنے والے دیوار پھاند کر محراب میں داخل ہوتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دو فرشتے تھے لیکن کتاب صموئیل باب 12 میں یوں لکھا ہے کہ ناثان کاہن داؤد کے پاس آیا اور آپ کے سامنے ایک تمثیل بیان کی۔ (2) سورۂ ص میں ایک کے پاس ناوے 99 دنبیاں ہیں اور دوسرے کے پاس ایک دنبی ہے جس کو پہلا زبردستی لینا چاہتا ہے مگر کتاب صموئیل میں ایک امیر ہے جس کے پاس بکثرت بھیڑ اور بکریوں کے گلے ہیں اور دوسرا غریب ہے جس نے ایک دنبی خریدی اسے اپنے ساتھ کھلاتا ہے پلاتا ہے اور بیٹی کی

طرح رکھتا ہے۔ ایک مسافر آتا ہے جس کی دعوت میں امیر اس غریب کی دنبی کو چھین کر ذبح کرتا ہے اور مہمان کو کھلا دیتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے ننانوے 99 دنبیوں سے حضرت داؤد کی 99 بیویاں مراد لی ہیں حالانکہ توریت میں سات بیویاں اور 10 حرمین مذکور ہیں [1]۔ (3) سورۂ ص میں دو جھگڑا کرنے والوں کے قصہ کے شروع اور آخر میں حضرت داؤدؑ کے تقویٰ و عبادت نبوت اور خلافت کی تعریف مذکور ہے لیکن کتاب صموئیل میں تمثیل ناثان کی ابتدا قصۂ زنا سے ہوتی ہے اور انتہا ولد الحرام کے مرنے اور حضرت داؤد کی آہ و بکا پر ہوتی ہے اور اس کے بعد بطور سزائے آسمانی کے آپ کا بیٹا اپنی سوتیلی بہن سے زنا کرتا ہے اور دوسرا بیٹا باغی ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سورۂ ص کے قصہ کو کتاب صموئیل کے قصہ زنا اور تمثیل ناثان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مفسرین نے اس جگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے جس کا اکثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ اس قصہ کے بارے میں حضرت معصوم صلعم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے جس کا اتباع واجب ہو لیکن ابن ابی حاتم نے اس جگہ ایک حدیث روایت کی ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ روایت یزید رقاشی عن انسؓ ہے۔ یزید گو منجملہ صالحین ہیں لیکن آئمہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہیں [2]۔

قاضی عیاص فرماتے ہیں جائز نہیں ہے کہ اس شے کی طرف التفات کیا جائے جس کو اہل کتاب کے اخباریوں نے لکھا ہے جنہوں نے تبدیلیاں کی ہیں اور تغیر کی ہے اور اس کو بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اور اللہ پاک نے اس میں سے کسی شے پر نص نہیں فرمائی اور نہ کسی صحیح حدیث میں وارد ہوا [3]۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں مفسرین کے اقوال پر نہایت عمدہ تبصرہ کیا ہے اور روایتاً اور درایتاً دونوں طریقوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ قصہ باطل ہے ذیل میں ہم امام صاحب کی تقریر کا ملخص درج کرتے ہیں۔

امام رازی کی تقریر کا ملخص:

اس قصہ میں لوگوں کے تین فریق ہو گئے یہ فریق اس قصہ کے ماننے سے ایک پیغمبر اولوالعزم کی نسبت ارتکاب کبیرہ کا قائل ہوتا ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ نے اس مقام پر قصہ کی ابتدا حضرت داؤد

1۔ دیکھو تاریخ الایام اول 3/101، دوم صموئیل 20/3,5/3

2۔ ابن کثیر جلد ہفتم صفحہ 291

3۔ تفسیر خازن صفحہ 47 جلد 4

کے آٹھ اوصاف سے کی ہے۔(1) آنحضرت داؤد کی اقتدا کی تعلیم اور آپ کے ذکر کا حکم۔(2) ''عبدنا'' (ہمارا بندہ) یہ نسبت تمام مفاخر سے بالاتر۔ (3) ''ذوالاید'' یعنی ادائے واجبات اور اجتناب محظورات میں قوت کاملہ رکھنے والا۔ (4) اداب یعنی خدا کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا۔(5) تسخیر جبال۔(6) تسخیر حیوانات۔(7) استحکام ملک۔(8) عطائے حکمت وفصل خطاب اور قصہ کی انتہا میں۔(1) حسن مآب (2) عطائے خلافت کا مذکور ہے۔

ان تمام صفات پر غور کرنے سے قصہ محض لغو اور باطل ثابت ہوتا ہے۔حضرت سعید بن المسیب حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تم سے حضرت داؤد کا قصہ اس طور پر بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا یہ حد ہے انبیاء پر بہتان لگانے کی۔

باایں ہمہ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس قصہ کو بہت سے محدثین اور مفسرین نے نقل کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جبکہ دلائل قطعیہ اور خبر واحد میں تعارض ہو تو دلائل قطعیہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور محققین کے نزدیک ایسی خبر مردود اور باطل ہے۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ آپ مرتکب کبیرہ نہیں ہوئے ہاں صغیرہ کی صورت پیدا ہوگئی اور اس طرح کہ عورت کی صرف منگنی اوریا سے ہوئی تھی آپ نے باوجود کثرت ازدواج کے اپنے ایک دینی بھائی کی منگیتر سے شادی کرلی۔یہ صورت اگرچہ جائزہ ہے لیکن خلاف شان انبیاء ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ط نیکوں کی نیکیاں بھی مقرب بندوں کی برائیاں ہیں حضرت داؤد پر اس صورت میں ترک اولیٰ کا الزام آتا ہے۔

تیسرا فریق کہتا ہے کہ صغیرہ یا کبیرہ کا کیا ذکر اس قصہ سے تو حضرت داؤد کی مدح وثنا ثابت ہوتی ہے اس طور سے کہ حضرت داؤد کے چند دشمن اس روز جبکہ آپ محراب میں خاص عبادت کے لئے تشریف فرما تھے اور محافظ اور دربان کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے دیوار پھاند کر گھس آئے لیکن جب محافظین کو دیکھا تو ڈرے اور بات بنا کر دنبیوں کا قصہ گڑھ لیا لیکن حضرت داؤد ان کا فاسد ارادہ سمجھ گئے اور چاہا کہ ان سے انتقام لیں لیکن پھر یہ خیال گزرا کہ یہ میرے علم اور عفو کا امتحان تھا اس لئے آپ نے توبہ کی۔انتی کلامہ (دیکھو جلد ہفتم صفحہ 104-194)

واقعہ کی اصلیت:

قصہ اوریا جب غلط ٹھہرا تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل واقعہ کیا تھا جس کا کلام مجید میں ذکر ہے۔ہمارے مبصرین نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔امام رازی نے اگرچہ فریق سوم کی طرف سے ایک عمدہ توجیہہ پیش کی لیکن کوئی ثبوت نہیں دیا۔

سورہ ص کے قصہ کی اصلیت جس طور سے حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر منکشف کی ہے وہ یہ ہے حق تعالیٰ نے قصہ کی ابتدا میں اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ کا ایسا بلیغ فقرہ ارشاد فرمایا ہے جو فی الواقع ایک کلید ہے جس سے قصہ کا قفل یکا یک کھل جاتا ہے۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد سے قاضیوں کے آخر عہد یعنی حضرت صموئیل کے زمانہ تک قبائل کے شیوخ اپنے اپنے خیموں میں یا کھلے مقامات میں گھنے درختوں کے نیچے لوگوں کے باہمی جھگڑے اور مقدمات فیصل کرتے تھے[1]۔ حضرت داؤد متفقہ اسباط بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ اور پیغمبر صاحب کتاب ہیں جنہوں نے اس طریقے کی اصلاح کی۔ آپ نے 40 برس تک حکومت کی[2] اور ہمیشہ بنفس نفیس رفع خصومات فرماتے رہے تھے[3] آپ نے اپنے دارالخلافہ یروشلم میں شاہانہ تزک واحتشام کی بنیاد ڈالی۔ شہر پناہ کی دیوار کھنچوائی اور حاجب اور دربان مقرر کیے[4] بنی اسرائیل اس قسم کی مدنیت سے اب تک آشنا نہ تھے خاص کر دیہات میں مویشی چرانے والے ابنائے بادیہ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں مویشی چرانے والوں میں سے چند شخص آپ کے پاس رفع خصومت کے واسطے آئے یہاں دیکھا کہ حاجب اور دربان پاسبانی کر رہے ہیں مگر وہ آزاد ابنائے بادیہ جو سردار قبیلہ کے خیموں اور درختوں کے سایہ کے نیچے مقدمات فیصل ہوتے دیکھتے تھے وہ حاجب و دربان کو کیا سمجھتے بے تکلفانہ دیوار پھاند کر حضرت داؤد کے حضور میں کھڑے ہو گئے حضرت داؤد کو چونکہ اپنے عہد خلافت میں اہل فلسطین اور دیگر قبائل کفار سے ایک نہ ایک مقابلہ پیش رہتا تھا اس لئے آپ کو خیال گزرا کہ یہ دو شخص دشمن ہیں لیکن انہوں نے فوراً آپ کو اطمینان دلایا پھر مدعی نے اپنی ایک دنبی کا قصہ اور مدعا علیہ کا باوجود 99 دنبیوں کے مالک ہونے کے اس ایک دنبی کو سخت کلامی کے ساتھ چھیننے کی کوشش کا ذکر کیا۔ مدعا علیہ نے اس کی تردید نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اس کو جرم کا اقرار تھا اس لئے حضرت داؤد نے اس کی اس حرص اور دشمنی کو ظلم سے تعبیر کیا اور پھر یہ کلمہ ارشاد فرمایا: وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ اس طور سے ضمناً مدعا علیہ کو عمل نیک کی تعلیم بھی دے دی۔ لیکن جس وقت آپ یہ فیصلہ سنا رہے تھے معاً آپ کو اپنی ابتدائی حالت یاد آ گئی کہ کس طرح حق تعالیٰ نے ایک معمولی چرواہے[5] کی حیثیت سے آپ کو خلافت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز فرمایا تاکہ

1۔ دیکھو کتاب خروج 31-18/23 کتاب دعوت 4/2 کتاب ملوک اول 8-21/14۔

2۔ تاریخ الایام اول 29/27۔ 3۔ تاریخ الایام اول 14-18/17۔

4۔ تاریخ الایام اول 7-11/8--11/27,26--16/27,26۔

5۔ دیکھو صموئیل اول 17/24,20,15۔

خلق خدا کی صلاح وفلاح میں مشغول رہیں پھر جس وقت مخاصمین کا دربار و حاجب کی روک ٹوک کے باعث دیوار پھاند کر حاضر ہونے کا تصور بندھا آپ احکم الحاکمین کی ہیبت وجلال سے مرعوب ہو گئے اور سمجھے کہ یہ قضیہ توجہ الی اللہ کے لئے تازیانہ ہے اور اس لئے خضوع وخشوع کے ساتھ سجدے میں گر پڑے فَاسْتَغْفَرَ رَبَّا وَخَرَّ رَاكِعاً وَّاَنَابَ. حق تعالی نے آپ کی انابت اور رجوع کو قبول فرما کر آپ کو مقام ہیبت سے مقام قرب کی طرف ترقی دی پھر لذت ہم کلامی سے مشرف فرما کر بطور خطاب نہ بطریق عتاب[1] خلافت حقہ اور اس کی نازک اور اہم ذمہ داریوں کی یاد دلائی یا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَةً فِی الاَرْضِ......الا یہ

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کے قلوب آئینۂ انوار ہوتے ہیں۔ آئینہ جس طرح منہ کی بھاپ سے دھندلا ہو جاتا ہے لیکن جہاں کسی چیز سے اس کو رگڑ دیا پھر اور چمک اٹھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کے قلوب مطہر عالم رنگ وبو کے اثر سے کبھی مکدر ہو جاتے ہیں لیکن معاً خشیت الٰہی کی تیز روشنی اپنا عکس ڈالتی ہے جس سے ان کی فطرت کا نورانی جرم اور چمک اٹھتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اِنِّیْ لاَ سْتَغْفِرَ اللهِ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یومٍ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔ بے شک میں اپنے پروردگار سے ہر روز دن میں ستر مرتبہ مغفرت کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ اگر چہ اصطفا کے مقام اعلیٰ پر فائز تھے لیکن پھر بھی دن میں ستر مرتبہ استغفار فرماتے تھے۔[2] سبحان اللہ انبیاء کے قلوب کی یہ کیفیت ہے۔

مثال دوم

حضرت سلیمان اور قصہ بت پرستی

کتاب ملوک اول 3-11/8 میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کی بیگمات نے جو بیگانہ قوم سے تھیں آپ کے دل کو بڑھاپے میں بتوں کی طرف پھیر دیا۔ آپ نے بیت المقدس کے مقابلے میں مندر بنوائے اور بتوں کی پوجا کرنے لگے۔

---

1. تفسیر بیضاوی جلد ہفتم صفحہ 372۔

2. حضرت غوث الاعظمؒ نے اس حدیث شریف کی خوب توجیہہ کی ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ منازل تقرب میں ہمیشہ ایک پایہ سے دوسرے پایہ پر برابر چڑھتے جاتے تھے اسی لئے جب بلند پایہ پر پہنچتے تھے تو پہلا پایہ اس قدر پست نظر آتا تھا کہ اس سے استغفار فرماتے تھے (دیکھو فتوح الغیب مقالہ ہفتم صفحہ 40)

حضرت سلیمان کے حالات عہد عتیق کی دو کتابوں میں مندرج ہیں۔ کتاب ملوک اور کتاب تاریخ الایام۔ لیکن یہ کتابیں کہاں تک قابل وثوق ہیں اس کی تشریح زمانہ حال کے مشہور علمائے مسیحی کی زبان سے سنو۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے جو مشہور کتاب "ھلپس ٹو دی اسٹڈی آف بائبل" حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں ان کتابوں پر جہاں تنقید کی ہے یہ عبارت لکھی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"کتاب ملوک، اس کتاب کا مؤلف کون تھا اس کا فیصلہ نہیں ہوسکتا لیکن جس نے اس کو ترتیب دیا ہے اس نے تین ماخذوں کا حوالہ دیا ہے"۔ کتاب اعمال سلیمان (دیکھو ملوک 11/41) تاریخ الایام ملوک یہودیہ (دیکھو ملوک 14/29) جس کا حوالہ پندرہ مقامات میں پایا جاتا ہے۔ تاریخ الایام ملوک اسرائیل (دیکھو ملوک 14/19) حوالہ سترہ مقامات میں۔ لیکن یہ تمام تحریرات سب ضائع ہوگئیں ہاں ان کا انتخاب جو اس نیت سے کیا گیا کہ خدا کے معاملات اس کے بندگان کے ساتھ کیوں کر ہوتے ہیں موجود ہے۔ متن کتاب میں اس کثرت سے کلدانیت (یعنی کلدانی زبان کے مخصوص محاورات وغیرہ) کا استعمال ہوا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب زمانہ مابعد کی لکھی ہوئی ہے۔"

"کتاب تاریخ الایام۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف نے سیرت سلیمان ان کتابوں سے جمع کی کتاب ناثان کاہن، احیا شلونی کی پیشن گوئی، مکاشفات بعدو کاہن (دیکھو تاریخ الایام 9/29) اس کتاب سے چند واقعات خارج ہیں (1) شمالی سلطنت کے قریب قریب تمام واقعات (2) جنوبی سلطنت میں حضرت داؤدؑ کے معاصی مثلاً قصہ اوریا امنان اسلم، شیبہ اردنیا کے واقعات (3) سلیمان کا فیصلہ، انتظام اور معصیت واقعات متعلق حداداور رزین۔"

کچھ شک نہیں کہ یہ کتابیں قید بابل کے بعد لکھی گئیں۔ یعنی تخمیناً پانچ سو برس بعد حضرت سلیمان کے تو یقیناً اور اسکے بعد اور جس قدر عرصہ ہوا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف قسم کی تحریروں یادداشتوں اور روزنامچوں سے جواب سب کے سب مفقود ہیں یہ کتابیں مرتب ہوئیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ کتاب تاریخ الایام میں واقعہ بت پرستی کا مطلق ذکر نہیں کتاب ملوک میں جو قصہ مذکور ہے اس کا ماخذ شمالی سلطنت اسرائیل کے روایات ہیں۔ شمالی سلطنت کا بانی یروبعام ہے یہ وہ شخص ہے جسے حضرت سلیمان نے سبط یوسف پر عامل مقرر کیا تھا لیکن اس نے

احیا کاہن کی سازش سے در پردہ فساد کرنا چاہا حضرت سلیمان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے یربعام کو قتل کرنا چاہا لیکن وہ مصر بھاگ گیا اور حضرت سلیمان کی وفات تک وہیں رہا[1] جب حضرت سلیمان کا بیٹا تخت نشین ہوا تو یربعام پھر واپس آیا اور بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے دس اسباط بنی اسرائیل پر حاکم بن بیٹھا اور بیت المقدس کے مقابلہ میں دو بت خانہ دان اور بیت ایل میں بنوائے جہاں سونے کے بچھڑوں کی اعلانیہ پرستش کرنے لگا اور اس کے ساتھ بنی اسرائیل بھی بت پرست ہو گئے[2]۔ کچھ شک نہیں کہ ایسے مرتد اور باغی نے جس نے حضرت سلیمان کے عہد میں فساد چاہا اور اس کے رفیق احیا کاہن جس نے در پردہ حضرت سلیمان پر الزام بھی لگایا تھا اب اعلانیہ بت پرستی کو فروغ دینے کے لئے حضرت سلیمانؑ پر بھی بت پرستی کا الزام لگا دیا اور اس کے متبعین نے اس کی تصدیق کر کے اپنی نوشتوں میں لکھ لیا جن سے کتاب ملوک کی یہ روایت منقول ہے۔

اب دیکھو کہ کلام مجید میں اس واقعہ کے متعلق کیا لکھا ہے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا. (بقرہ ۵) اور پیروی کی اس علم کی جو سلیمان کی سلطنت کلام مجید کی شہادت میں شیاطین پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا لیکن شیاطین نے کفر کیا۔

شیاطین سے مراد یربعام احیا کاہن اور اس کے متبعین ہیں جنہوں نے ملک سلیمان میں سازش کر کے آپ کے بعد اعلانیہ بت پرستی کی اور رسوم خبیثہ اور عقائد باطلہ کی جن سے یہاں سحر مراد ہے تعلیم دی بنی اسرائیل نے حق و باطل میں کچھ تمیز نہ کی اور ایک اولوالعزم پیغمبر پر جنہیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے حکمت اور خلافت عطا فرمائی تھی ایسا ناپاک الزام لگا دیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ احبار اور ربیین نے زمانہ مابعد میں اس واقعہ پر ایسے ایسے حاشیہ چڑھائے کہ سیرت سلیمان کو ''فسانہ عجائب'' کی داستان بنا دیا۔

تالمود میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اس کی تاثیر سے انسان، حیوان، چرند، پرند سب ہی آپ کے مسخر تھے۔ آپ کی سلطنت جس وقت مستحکم ہو گئی تو آپ کو اپنی طاقت اور قدرت پر غرور ہو گیا۔ یہ بات خداوند یہواہ کو ناگوار گزری جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیوؤں کا بادشاہ اصموديس چالاکی سے آپ کی انگوٹھی چرا لے گیا اور فوراً آپ کا ہم شکل بن کر تخت پر بیٹھ گیا۔ سلیمان اپنی جان بچا کر بھاگے اور فقیروں کا بھیس بدل کر اور اپنا نام قہلت رکھ کر یہ صدا لگانے لگے ''لوگو! دیکھو قہلت پہلے ایک زبردست بادشاہ تھا جس کا نام سلیمان شاہ اور شلم تھا لیکن آج وہی کاسہ گدائی لئے پھر رہا ہے۔''

---

[1] اول ملوک 5/40,12۔ [2] اول ملوک 5/30,18,20۔

آخر شاہم اموں کے ملک میں پہنچ کر آپ نے شاہی باورچی خانہ میں نوکری کر لی اتفاقاً بادشاہ کی بیٹی آپ پر عاشق ہوگئی۔ بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے دونوں کو جنگل میں نکال دیا۔ ایک دن ایک ماہی گیر ایک مچھلی لئے ہوئے ادھر سے گزرا۔ شاہزادی نے مچھلی خریدی اور جس وقت اس کا پیٹ چاک کیا تو وہی انگوٹھی جو اصمو دیس کی انگلی سے نکل کر دریا میں گر پڑی تھی قہلت (سلیمان) نے انگوٹھی پہچان کر فوراً اٹھائی اور طرفتہ العین میں بیت المقدس پہنچ کر شاہ دیوان کو قتل کر کے بدستور حکومت کرنے لگے[1]۔

مایروی من حدیث الخاتم و الشیطان وعبادت الوثن فی بیت سلیمان فمن اباطیل الیھود.	انگشتری اور شیطان اور سلیمان کے گھر میں بت پوجے جانے کی روایت یہود کے باطل قصوں میں سے ہے۔

علامہ جاء اللہ زمخشری اپنی تفسیر میں بجنسہٖ یہی الفاظ لکھتے ہیں۔ امام رازی اربعین فی اصول الدین کے مسئلہ 32 میں اس قصہ کی نسبت لکھتے ہیں۔

فاما الحکایتہ الجتیتہ التی یرونھا الھشوتہ فکتاب اللّٰہ میر اعنقا.	جن کی حکایت جو عامۂ ناس نے روایت کی ہے سو کتاب اللہ اس سے بری ہے۔

مروجہ عہد عتیق کے مجموعہ میں ایک اکلیز ایسٹس (کتاب الوعظ) بھی شامل ہے جس کی ابتدا یوں ہوتی ہے "ملفوظات قہلت (واعظ) ابن داؤد شاہ اورشلم" یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت سلیمان نے اپنے انتزاع سلطنت کے زمانہ میں لکھی تھی لیکن یہ محض جھوٹ ہے۔[2] زمانہ حال کے انصاف پسند علمائے نصاریٰ اس بات کے قائل ہیں کہ اس کتاب میں "اسٹوئک" (پیروان حکیم زینو) کے خیالات ادا کئے گئے ہیں اور طرز بیان اور زبان عبرانی سے بمراحل دور ہیں۔ اسلئے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب حضرت سلیمانؑ کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں قدیم زمانہ میں لوتھر نے نہایت سختی سے اس کتاب پر نکتہ چینی کی تھی اور ثابت کیا تھا کہ یہ کتاب حضرت سلیمانؑ کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں ہے سچ ہے۔ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وما كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ.

---

1. اس کذب وافترا کو ہمارے یہاں بعض مفسرین نے بھی وہب ابن نبیہ کی روایت سے نقل کر دیا ہے پھر واعظین اور شعرا نے ایسی رنگ آمیزیاں کیں کہ یہ جھوٹا قصہ عام طور سے مقبول ہوگیا مگر محققین علمائے اسلام نے ایسی اکاذیب باطلہ کی نصوف قلعی کھول دی ہے (تفسیر مدارک التنزیل) نسفی میں لکھا ہے۔
2. دیکھو 'اولڈ ٹسٹامسٹ (عہد عتیق) مصنفہ سلفرک اوروس صفحہ 116,115۔"

مثال سوم

حضرت ہارون اور گوسالہ سامری

کتاب خروج باب 32 آیات اول لغایۃ 35 میں لکھا ہے:

''جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰؑ پہاڑ سے اترنے میں دیر کرتا ہے تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اُٹھ ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلیں کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں ملک مصر سے نکال لایا ہم نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا۔ ہارون نے کہا کہ سونے کے زیور جو تمہاری بیویوں، بیٹوں اور بیٹیوں کے کانوں میں ہیں اُتار اُتار کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ زیوروں کو جو ان کے پاس تھے اُتار اُتار کر ہارون کے پاس لائے۔ اس نے ان کے ہاتھوں سے لیا اور ایک بچھڑا بنا کر اس کی صورت حکاکی کے اوزار سے درست کی۔ انہوں نے کہا کہ اے بنی اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں ملک مصر سے نکال لایا۔ جب ہارون نے یہ دیکھا تو اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی ہارون نے یہ کہہ کے منادی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے وہ صبح کو اٹھے سوختنی قربانیاں چڑھائیں سلامتی کی قربانیاں گزرانیں لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اٹھے۔ تب خداوند نے موسیٰؑ کو کہا کہ ''اُتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنہیں تو مصر کے ملک سے چھڑا لایا خراب ہو گئے ہیں وہ اس راہ سے جو میں نے انہیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں انہوں نے اپنے لئے ڈھلا ہوا بچھڑا بنایا اسے پوجا اور اس کے لئے قربانی ذبح کر کے کہا ''اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے'' پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گردن کش قوم ہے اب تو مجھ کو چھوڑ کر میرا غضب ان پر بھڑکے اور میں ان کو بھسم کروں میں تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا'' موسیٰ نے اپنے خداوند خدا کے آگے منت کر کے کہا کہ ''اے خداوند کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر جنہیں تو شہزوری اور زبردستی کے ساتھ ملک مصر سے نکال لایا، بھڑکتا ہے...... تب خداوند اس بدی

سے جو اس نے سوچا تھا کہ اپنے لوگوں سے کرے پچھتایا۔ موسیٰ پھر کر پہاڑ سے اتر گیا۔ شہادت کی دونوں لوحیں اس کے ہاتھ میں تھیں وہ لوحیں دو طرفہ لکھی ہوئی تھیں جب یوشع نے لوگوں کی آواز جو پکار رہے تھے سنی تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کی آواز ہے۔ موسیٰؑ بولا "یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز نہ شکست کے شور کی آواز ہے بلکہ گانے کی آواز میں سنتا ہوں۔" جب وہ لشکر گاہ کے پاس آیا اور بچھڑا اور ناچ راگ دیکھا تب موسیٰؑ کا غضب بھڑکا اس نے لوحیں اپنے ہاتھوں سے پھینک دیں پہاڑ کے نیچے توڑ لیں۔ اس بچھڑے کو جسے انہوں نے بنایا تھا اس کو آگ سے جلایا، پیس کر خاک سا بنایا اور اس کو پانی پر چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ "ان لوگوں نے تجھ سے کیا کیا کہ تو ان پر ایسا بڑا گناہ لایا۔" ہارون نے کہا کہ "میرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مائل ہے سو انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے لئے ایک معبود بنا جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسیٰؑ جو ہمیں ملک مصر سے چھڑا لایا ہم نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا۔" تب میں نے انہیں کہا کہ جس کے پاس سونا ہو، اُتار لائے انہوں نے مجھے دیا اور میں نے اسے آگ میں ڈالا سو یہ بچھڑا نکلا جب موسیٰؑ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بے قید ہو گئے کہ ہارون نے انہیں ان کے مخالفوں کے روبرو ان کی رسوائی کے لئے بے قید کر دیا تھا تب موسیٰ لشکر گاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور کہا کہ جو خداوند کی طرف ہوئے وہ میرے پاس آئے تب سب بنی لدی اس کے پاس جمع ہوئے اس نے انہیں کہا کہ "خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکر گاہ میں گزرتے پھرو، ہر مرد تم میں سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک شخص اپنے عزیز قریب کو قتل کرے"۔ بنی لادی نے موسیٰؑ کے کہنے کے موافق کیا چنانچہ اس دن لوگوں میں سے قریب تین ہزار مرد کے مارے پڑے؟"

حضرت ہارون کو خدا نے تقدس کا لباس پہنایا تھا حضرت موسیٰؑ کے ساتھ شریک نبوت کیا تھا[1]، روحانی نعمتیں عطا کی تھیں نسلاً بعد نسل انہیں کے خاندان میں تقدس کو قائم رکھنے کا وعدہ کیا تھا[2]

1۔ خروج 4/16،15۔ 2۔ خروج باب 27۔ 40/12۔

ایسا مقدس بزرگ اور پھر گوسالہ کا بنانے والا اور بنی اسرائیل کو جن پر وہ پیشوا مقرر ہوا تھا گمراہ کرنے والا! کیا واقعی خداوند یہواہ ایسے ہی اشخاص کو خلعت نبوت عطا فرماتا ہے اور کیا اس کا یہی انصاف ہے کہ بے چارے عامیوں کو اتنی سخت سزا دی جائے کہ بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے لیکن بانی فساد یعنی گوسالہ بنانے والا صاف بچ جائے اور نہ اس کا بھائی موسیٰ اس پر ہاتھ اٹھائے اور نہ غضبناک یہواہ اس کا کچھ بگاڑے۔ کیا دنیا توریت کی اس روایت کو بے چون و چرا تسلیم کرے یا پھر ہم اس قصہ کو ان احبار کی جنہیں سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ کا لقب ملا ہے طبع آزمائیوں کا نتیجہ سمجھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ توریت کی ابتدائی پانچ کتابیں جو اہل کتاب میں خمیس موسیٰؑ کے نام سے مشہور ہیں کسی ایک شخص کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ ان کا ماخذ وہ مختلف تحریرات ہیں جن پر اگر غور کیا جائے تو ان میں باہمی تخالف۔ اور تباین صاف نظر آتا ہے مثلاً کتاب پیدائش 22/14 میں لکھا ہے کہ ابراہیمؑ نے اس مقام کا نام جہاں اس نے اپنے بیٹے اسحٰق کی قربانی کرنی چاہی تھی ''یہواہ یری'' رکھا لیکن خروج 6/3 میں خدا کہتا ہے کہ ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوب مجھے اشدائی کے نام سے جانتے تھے اور یہواہ کے نام سے واقف نہ تھے۔ اسی طرح کتاب استثناء یا توریت مثنیٰ 5/22 میں لکھا ہے کہ خداوند نے شہادت کی دو لوحوں پر احکام لکھ دیئے اور اس سے زائد نہیں فرمایا لیکن خروج 20/17 میں لکھا ہے کہ نہیں اور احکام بھی بڑھائے تھے۔ حضرت ابراہیم اور سارہ کا واقعہ پیدائش کے باب 20 میں جس طور سے مذکور ہے ویسا ہی باب 26 میں حضرت اسحٰقؑ اور آپ کی بیوی ربقہ کی طرف منسوب ہے۔ باب اول پیدائش میں پہلے جانور پیدا ہوئے پھر انسان لیکن دوسرے باب میں پہلے انسان پیدا ہوتا ہے پھر حیوان۔ غرض کہ ایسے بکثرت اختلافات موجود ہیں اس بناء پر زمانہ حال کے علماء یورپ کی یہ رائے ہے کہ خمیس موسیٰ کی تین جداگانہ ماخذ ہیں۔

اوّل:۔ انتخاب دو نوشتوں کا جو اصطلاح میں ''جے'' اور ''ای'' کے نام سے مشہور ہیں کتاب پیدائش باب اول کل اور دوم کے آیات الغایت 3 میں 35 مقام پر خدا کے نام کے واسطے الوہیم کا استعمال ہوا ہے اور کسی جگہ بھی یہواہ نہیں کہا برعکس اس کے اسی کتاب پیدائش کے باب 24 میں 19 جگہ یہواہ استعمال ہوا ہے اور الوہیم کا مطلق استعمال نہیں ہوا، اس وجہ سے مبصرین کہتے ہیں کہ یہ دو مختلف نوشتے تھے الوہیمی (جس کا مخفف ''ای'') اور یہوی (جس کا مخفف ''جے'') جن سے مروجہ کتاب پیدائش کے مضامین منتخب ہوئے۔

دوم:۔ کتاب استثناء یا تورات مثنیٰ کہتے ہیں کہ 621 برس قبل مسیح بیت المقدس کے پیش رو کاہنان حلقیا نے شاہ یہود یوشعیا کے عہد میں ایک کتاب پیش کی جو اس نے ہیکل میں مدفون پائی

اور یہ مشہور ہو گیا کہ یہی اصل توریت[1] ہے۔ مروجہ عہد عتیق کی کتاب استثناء کا ماخذ وہی ہے۔

سوم:۔ ضابطہ کاہنان جس کی نسبت مشہور ہے کہ اسیری بابل کے بعد عزرا اور نحمیاہ نے مرتب کیا۔ موجودہ کتاب اعداد اور احبار اسی سے ماخوذ ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ موسیٰ کی پانچوں کتابیں انہیں ضوابط کے قالب میں ڈھالی گئی ہیں اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ کتاب خروج 34/16 اور استثناء 3-7/4 میں خداوند حکم دیتا ہے کہ بیگانہ عورتوں سے ہرگز شادی نہ کرنا ورنہ وہ بت پرستی کی طرف مائل کر دیں گی لیکن خود حضرت موسیٰ نے بیگانہ قوم میں شادی کی (دیکھو کتاب اعداد 12/1 اور جب حضرت ہارون اور مریم آپ کی بہن نے بدگوئی کی تو خداوند نے خفا ہو کر مریم کو مبروص کر دیا لیکن آخر حضرت موسیٰ کی سفارش سے یہ مرض دفع ہوا۔ (دیکھو اعداد) اسی طرح رعوتجس کے نام پر عہد عتیق میں ایک کتاب معنوں کی گئی ہے قوم مواب سے تھی، اس کی شادی بعاز سے ہوئی اور اسی کی نسل سے حضرت داؤد پیدا ہوئے (دیکھو رعوت باب الغایت 4) خود حضرت داؤد نے متعدد بیگانہ عورتوں سے شادی کی (دیکھو اول تاریخ الغایت 2/9) ان کھلی ہوئی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ کتاب خروج اور استثناء کا قانون مندرجہ ان پیغمبروں کے بہت عرصہ بعد کاہنوں نے قید بابل سے آزاد ہو کر مرتب کیا ہے، کچھ شک نہیں کہ قید بابل کے بعد سے شریعت موسوی بالکل مسخ ہو گئی اور دین یہود وہ دین نہ رہا جس پر انبیاء کرام عمل فرماتے تھے اس نکتہ کی طرف حق تعالیٰ نے کلام مجید میں یوں اشارہ فرمایا ہے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب اور اسکے پوتے یہودی تھے یا عیسائی۔ کہہ دے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو چھپا دے گواہی کو جو اس کے پاس ہے اللہ سے اور اللہ بے خبر نہیں ہے اس سے جو تم کرتے ہو (سورۂ بقر)

الغرض جب تورات کی ابتدائی پانچوں کتابوں کی یہ حالت ہے تو کسی واقعہ کے متعلق جو ان میں مذکور ہو غلط فہمی یا تخلیط یا تدلیس کی بہت کچھ گنجائش ہے مگر احبار نے تورات کی روایت اور کتابت کے وقت اس کا کچھ لحاظ نہ کیا اور یہود اور نصاریٰ نے آنکھ بند کر کے اس کی تقلید کی اور صدیوں تک خداوند یہواہ کے برگزیدہ رسول حضرت ہارونؑ کو بچھڑا بنانے والا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے والا سمجھتے رہے یہاں تک کہ کلام مجید نے آخر حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ارشاد ہوتا ہے۔

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا پھر موسیٰ اپنی قوم کے پاس غصے میں بھرا پچھتایا

1۔ کتاب موک دوم 23/4-12 لاطینی میں ز (جے) کا تلفظ ی ہوتا ہے۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَلَمْ یَعِدْکُمْ رَبُّکُمْ وَعْدًا حَسَنًا
اَفَطَالَ عَلَیْکُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ یَّحِلَّ
عَلَیْکُمْ غَضَبٌ" مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَخْلَفْتُمْ
مَّوْعِدِیْ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَکَ بِمَلْکِنَا
وَلٰکِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ
فَقَذَفْنَا فَکَذٰلِکَ اَلْقَی السَّامِرِیُّ فَاَخْرَجَ
لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ" فَقَالُوْا هٰذَآ
اِلٰهُکُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰی فَنَسِیَ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا
یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِکُ لَهُمْ ضَرًّا
وَّلَا نَفْعًا وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ
یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ
فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْٓا اَمْرِیْ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ
عَلَیْهِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی قَالَ
یٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَکَ اِذْ رَاَیْتَهُمْ ضَلُّوْٓا اَلَّا
تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ. قَالَ یَبْنَؤُمَّ"
لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ اِنِّیْ خَشِیْتُ
اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فَلَمْ تَرْقُبْ
مُوْنِیْ قَالَ فَمَا خَطْبُکَ یٰسَامِرِیُّ قَالَ
بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ
قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا
وَکَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ قَالَ فَاذْهَبْ
فَاِنَّ لَکَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ
وَاِنَّ لَکَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓی

واپس آیا۔ کہا ''اے قوم تم کو تمہارے رب نے
اچھا وعدہ نہ دیا تھا۔ کیا تم پر مدت لمبی ہو گئی یا تم
نے چاہا کہ تمہارے رب کا غضب تم پر اترے
اس سے تم نے میرا وعدہ خلاف کیا کہنے لگے ہم
نے اپنے اختیار سے تیرا وعدہ خلاف نہیں کیا
لیکن ہم کو کہا تھا کہ اس قوم کا گہنا اٹھالیں پھر ہم
نے وہ پھینک دیئے پھر سامری نے یہ نقشہ ڈالا
پر ان کے لئے ایک بچھڑا بنا نکالا ایک دھڑ جس
میں گائے کا ایسا چلانا پھر کہنے لگے یہ رب تمہارا
اور موسیٰ کا رب ہے سو وہ بھول گیا بھلا یہ نہیں
دیکھتے کہ وہ ان کو کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور
نہ اختیار رکھتا ہے ان کی برے کا نہ بھلے کا اور ان
سے ہارون نے کہا تھا پہلے سے اے قوم اور کچھ
نہیں تم کو بہکا دیا ہے اس پر اور تمہارا رب رحمٰن
ہے سو میری راہ چلو اور میری بات مانو، بولے ہم
اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک ہمارے
پاس موسیٰ پھر آوے۔ موسیٰ نے کہا اے ہارون
تجھ کو کیا اٹکاؤ تھا جب تو نے دیکھا کہ وہ بہکے۔ تو
میرے پیچھے (کیوں) نہ آیا کیا تو نے میرا حکم رد
کیا۔'' وہ بولا ''اے میرے ماں جائے! میرا سر
اور داڑھی نہ پکڑ میں ڈرا کہ تو کہے گا کہ تو نے
پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل میں اور میری بات
یاد نہ رکھی۔'' موسیٰ نے کہا ''اے سامری اب

اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ٥ (سورہ طٰہٰ)

تیری کیا حقیقت ہے۔" سامری نے کہا "میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا بھر لی میں نے ایک مٹھی رسول کے پاؤں کے نیچے سے پھر میں نے وہی ڈال دی اور مجھ کو میرے جی سے یہی مصلحت سوجھی" موسیٰ نے کہا "چل تجھ کو زندگی میں اتنا ہے کہ کہا کر "نہ چھیڑ" اور تجھ کو ایک وعدہ ہے وہ تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھاکر جی کو جس پر سارے دن لگا بیٹھا تھا ہم اس کو جلا دیں گے پھر بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر۔"

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کے پہاڑ پر سے واپس آنے میں دیر ہوئی تو بنی اسرائیل پریشان ہوئے اور مال غنیمت کو وبال سمجھ کر پھینکنا شروع کیا کیونکہ اس وقت تک چونکہ توریت نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے مال غنیمت کے واسطے بھی کوئی حکم صادر نہیں[1] ہوا تھا۔ غرض کہ جس وقت قوم نے زیورات پھینک دیئے تو ایک شخص نے جو سامری کے لقب سے یاد کیا گیا ہے (اس کی تحقیق آگے آتی ہے) قربانی سوختنی کے طور پر یا جیسے ہنود میں ہوم کی رسم ہے ان سب چیزوں کو آگ میں ڈال دیا جو پگھل کر ایک سونے کا ڈلا بن گیا تب اس نے اس کو گڑھ کر ایک بچھڑے کی صورت بنا دی بنی اسرائیل چونکہ مصریوں کو گائے بیل وغیرہ کی پوجا کرتے دیکھا کرتے تھے اب خود بھی اس کی پوجا کرنے لگے۔ حضرت ہارون نے جو ایام غیبت میں حضرت موسیٰ کے جانشین تھے ان کو اس حرکت سے منع کیا لیکن انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ واپس نہ آئے ہم اس کی پوجا کریں گے۔ حضرت موسیٰ جب الواح لے کر واپس آئے تو قوم کو اس حال میں دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور انہیں ملامت کرنے لگے۔ انہوں نے صورت واقعہ بیان کر دی۔ مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِیُّ...... الایہ۔ حضرت موسیٰ نے قبل اس کے کہ سامری کو کچھ کہیں الواح کو غصہ میں پھینک کر سب سے پہلے اپنے حقیقی بھائی ہارون کی داڑھی اور سر کے بال حمیت

[1] بعد کو یہود میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ جانداروں کو قتل کر دیتے تھے اور باقی اشیاء کو جلا ڈالتے تھے۔ دیکھو توریت ثنی باب 2/7 اور یوشع 6/21۔

دین کے سچے جوش سے کھینچ کر کہنے لگے کہ تو نے ان کو گمراہی سے منع کیوں نہ کیا اور میری مرضی کے خلاف کیا؟ حضرت ہارون نے اپنے بھائی کے غصہ کو دھیما کرنے کے خیال سے یوں خطاب کیا ''اے میرے ماں جائے بھائی! مجھے کیوں ذلیل کرتا ہے میں نے منع تو کیا لیکن زیادہ سختی اس وجہ سے نہ کی کہ کہیں ان میں تفرقہ نہ پڑ جائے اور پھر مجھے الزام دے'' حضرت موسیٰؑ نے یہ عذر سن کر اب اصل بانی فساد سامری کی طرف توجہ دی اور اس سے باز پرس شروع کی۔ اس نے جواب دیا کہ ''مجھے وہ بات سوجھی جو ان کو نہ سوجھی میں اے رسول موسیٰ پہلے آپ کے نقش قدم پر چلا اور پھر اس طریق کو چھوڑ دیا[1]۔ میرے نفس نے مجھے ایسا ہی سمجھایا۔'' حضرت موسیٰ نے ایسے مفسد کو اپنی قوم سے الگ ہو جانے کا حکم دیا پھر اس بچھڑے کو جلا کر خاک کر ڈالا اور اس کی راکھ پانی میں بہادی۔

توریت اور قرآن مجید کے بیان کو مقابلہ کر کے پڑھو پھر دیکھو کہ وہ کلام الٰہی جو اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہا ہے کس طرح صورت واقعہ کی تصویر کھینچ کر اصل حقیقت کو آئینہ کر دیتا ہے۔ کیوں نہیں یہ احبار اور ربیین کی سنی سنائی روایتیں نہیں ہیں جن کو یہود نے مختلف ماخذوں سے جمع کر کے مرتب کر دیا اور اس کا نام توریت رکھ دیا بلکہ

اِن ھٰذا القرآن یقص علیٰ بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون وانہ یھدی ورحمۃ للمؤمنین۔ (سورۂ نمل)	بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کو بہت سی وہ باتیں بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور بے شک یہ مومنوں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے۔

یہود و نصاریٰ کو چاہیے تھا کہ کلام مجید کے اس انکشاف سے فائدہ اٹھا کر حضرت ہارونؑ کو اس

1۔ یہ ترجمہ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ کا موافق قول ابو مسلم اصفہانی کے ہے جس کی نسبت امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ قول مفسرین کے اقوال کے مخالف تو ہے لیکن تحقیق کے بہت قریب ہے (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 101,100 طبع اسلامبول) لیکن اگر محض لفظی معنی لئے جائیں تو مطلب یہ نکلا کہ جس وقت سامری نے زیورات کا ڈھیر دیکھا تو اس کو یہ سوجھی کہ ایک سونے کا بچھڑا بنا دے تاکہ بنی اسرائیل جو گوسالہ پرست مصریوں کی صحبت میں خراب ہو چکے تھے خود بھی پوجنے لگیں پھر مکار جادوگروں کی طرح جو ''چھومنتر'' سے آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔ سامری نے مٹھی بھر خاک جھوٹ موٹ موسیٰ کے قدم کے نیچے کی کہہ کر بچھڑے میں ڈال دی۔ مصری اس قسم کے شعبدے جیسے رسی کا سانپ بنا دیا کرتے تھے اور بنی اسرائیل ایسے ہی تماشوں کے عادی تھے 12۔

2 اعداد 16/26 میں لکھا ہے کہ موسیٰؑ نے قوارح۔ (اتان اور ابیرومؔ کو جنہوں نے آپ سے بغاوت کی تھی اسباط بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا۔ یہی سزا سامری کو دی گئی جو قرآن مجید میں مذکور ہے 12)

غلط اتہام سے بری کرتے اور توریت کی ان آیات کی تصحیح کر لیتے۔ایسا کرنے سے احبار کی مشہور ''اٹھارہ تصیحات'' میں ایک تصحیح کا اور اضافہ ہو جاتا لیکن یہ ایسا اضافہ تھا جس سے حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی کے سر سے یہ الزام اٹھ جاتا۔ بھلا جب کتاب قاضیان باب 18 میں حضرت موسیٰ کی کسر شان کے لحاظ سے آپ کے پوتے یوناتن کو جو بت پرست ہو گیا تامنسہ کا پوتا لکھ دیا تو یہاں بھی حضرت ہارونؑ کے عوض کسی دوسرے کا نام لکھ دیتے۔لیکن چونکہ کلام مجید نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے اس لئے اہل کتاب قائل ہونے کی ذلت کیوں گوارا کرنے لگے۔

تحقیق سامری:

سامری کون تھا؟ اس کے متعلق ضرورت ہے کہ ہم یہاں کچھ لکھیں۔

حضرت ہارون اور گوسالہ کا حال کتاب خروج کے باب 32 میں بیان ہوا ہے لیکن اس باب کے مقدم ابواب 24 و 31 کو اگر ملا کر پڑھو تو پھر عقدہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ باب 24 درس 14 میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے کوہِ طور پر تشریف لے جاتے وقت بنی اسرائیل سے فرمایا۔

''اور دیکھو ہارونؑ اور حور تمہارے ساتھ ہیں تم میں سے جس کسی کو کوئی معاملہ پیش آئے تو ان دونوں کی طرف رجوع کرنا۔''

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارونؑ کے علاوہ ایک اور شخص بھی نیابت میں شریک تھا جس کا نام حور تھا۔توریت میں اس آیت کے بعد پھر اس شخص کا کچھ حال مذکور نہیں ہوا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باب 32 کے (جس میں قصہ گوسالہ مذکور ہے) شروع کرنے سے پہلے باب 31 میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص ایک اسی حور کا پوتا بصلال اور دوسرا اہلیاب جو قبیلہ دان سے تھا ایسے تھے جن کو خداوند نے زرگری اور سنگ تراشی وغیرہ میں ید طولیٰ عطا کیا تھا۔

قبیلہ دان (منسوب بہ دان ابن یعقوب) وہ قبیلہ ہے جس نے حضرت موسیٰ کے بعد اعلانیہ بت پرستی اختیار کی اور آپ کے پوتے یوناثان کو پجاری مقرر کیا۔اس قبیلہ میں گوسالہ پرستی کا رواج اس وقت تک رہا جب تک یہ قبیلہ مع نُو اور قبائل بنی اسرائیل کے جنہوں نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے عہد میں بغاوت کر کے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کر لی تھی گرفتار ہو کر نینوا میں جلاوطن نہ ہوا (کتاب قاضیان 18/20) اسی قبیلہ کے شہر دان میں بائی یربعام نے سونے کے بچھڑے کا مندر بنوایا تھا (اول ملوک......) پھر اس کے بعد عمری یربعام کے پوتے نے شہر سماریہ کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اور گوسالہ پرستی کی بری رسم جاری رکھی۔غرض کہ شہر سماریہ آباد ہونے اور سامرین کے بطور ایک علیحدہ فرقہ کے مشہور ہونے سے سینکڑوں برس پیشتر خود حضرت موسیٰ کے عہد سے سامریت یعنی گوسالہ پرستی کی بنیاد قائم ہو گئی تھی۔

مذکورہ بالا واقعات کو پیش نظر رکھ کر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارونؑ کے رفیق حور یا اس کے پوتے بصلال نے بمعیت اہلیاب گوسالہ بنایا ہوگا لیکن چونکہ توریت کی ابتدائی پانچ کتابیں مختلف اور متضاد نوشتوں سے جمع ہوئی ہیں (جیسا کہ ہم نے اوپر ثابت کیا ہے) اس لئے اصل مفسد کا نام پوشیدہ رہا اور چونکہ منجملہ 12 کے 10 اسباط بنی اسرائیل میں عرصہ دراز تک یہ رسم بد جاری رہی اسلئے گوسالہ کے موجد حضرت ہارونؑ قرار پائے لیکن آخر قرآن مجید نے اس پیغمبر معصوم کو اس تہمت سے بری کیا پر اصل مفسد کے متعلق بجائے اس کے کہ اس کے نام سے بحث کی جائے اس قدر پتہ بتا دیا کہ وہ شخص اس گروہ سے تھا جو بعد کو سامرین کہلائے اور اس لئے اس کو السامری کے لقب سے یاد کیا۔

اب ہم ان تین مثالوں پر جن سے تحریفات تورات کی قلعی کھل جاتی ہے اکتفا کرتے ہیں۔
ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتب عہد عتیق کس قدر مشکوک اور محرف ہیں اور قرآن مجید کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے حقیقت سے آشنا کیا لیکن افسوس! اہل کتاب محض تعصب اور کوتاہ بینی کے باعث حق سے اعراض کرتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ یہاں مختصراً عقائد یہود متعلق معاد درج ہو جائیں۔

عقائد یہود:

اسرائیل ابراہیم کیمبرج یونیورسٹی کا مشہور فاضل اپنی کتاب ''جوڈاازم'' (مذہب یہود) کے صفحہ 78 میں کہتا ہے کہ ابتدائے عہد سے یہود میں معاد کا یقین مستحکم تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل کا مطمع نظر چونکہ بت پرستی کی توبیخ اور خدائے ذوالجلال کی تقدیس اور عبادت تھا اس لئے انہوں نے عالم آخرت کی کیفیت کچھ تفصیل سے بیان نہیں کی اور عذاب وثواب کو دنیاوی زندگی تک محدود رکھ کر آفات ارضی وسماوی کو غضب الٰہی کی شکل میں شامت اعمال کا لازمی نتیجہ قرار دیا اور فتح و نصرت کو حسنات کا ثمرہ تصور کیا۔ حضرت یشعیاہؑ فرماتے ہیں۔

> ہمیشہ خدا پر بھروسہ رکھو کیونکہ خداوند یہواہ لازوال قوت ہے۔ وہ مغروروں کو نیچا دکھاتا ہے اور عالی شان محلوں کو بیخ وبنیاد سے اکھاڑ کر خاک میں ملا دیتا ہے۔
> راہ حق ایمان والوں کا شعار ہے۔ اے خدائے برحق تو ہی ان کو راہ راست پر لاتا ہے۔
> ہاں خداوند ہم تیرے انصاف کے منتظر ہیں۔ ہماری روح کی غذا تیرا نام ہے۔
> شبہائے تار میں میری روح تیرے واسطے بے قرار ہے۔ ہاں پچھلی رات کو بھی تیری ہی جستجو میں سرگرم ہے۔

تیرے مردے پھر زندہ ہوں گے اور میں جسم کے ساتھ قبر سے اٹھوں گا۔اے
خاک میں مل جانے والو اٹھو اور اسکی حمد کے گیت گاؤ۔ کیونکہ جس طرح شبنم سے
جھاڑی میں کلیاں پھوٹ نکلتی ہیں اسی طرح زمین اپنے مردوں کو اگل دے گی۔
(کتاب یشعیاہ باب 26 آیات 19,9,7,5,4)

قدیم عقیدۂ یہود یہ تھا کہ مرنے کے بعد روح ایک مقام شیول میں چلی جاتی ہے لیکن یوم یہواہ یعنی قیامت میں حساب و کتاب کے واسطے پھر جسم میں داخل ہوگی اور مردے زندہ ہو جائیں گے تورات میں ''یوم یہواہ'' کو یوم الوعید، الویم، یوم الاکبر، یوم الحساب وغیرہ ناموں سے بیان کیا ہے۔اس دن خداوند کا جلال نازل ہوگا۔نیکوکار گناہ گاروں سے علیحدہ کئے جائیں گے۔یہواہ اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا اور ان کو جہنم میں ڈال دے گا۔اسرائیلی گناہوں سے پاک ہو کر بہشت عدم میں آرام کریں گے۔زمین و آسمان بدل جائیں گے۔ماہتاب آفتاب کی طرح چمکے گا اور آفتاب کی روشنی سات حصہ زائد ہوگی۔ناز و نعم کی فراوانی ہوگی دور شراب بے غل و غش چلیں گے اور سرور اور آرام کے ساتھ یہواہ کا دیدار نصیب ہوگا[1]۔

بابل کی اسیری کے بعد سے یہودیوں کے عقائد میں نمایاں تغیر پیدا ہو گیا وہ اپنی قوم کو برگزیدہ الٰہی یا ''ابناء اللہ'' سمجھتے تھے۔حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا جاہ و جلال بھولا نہ تھا اس لئے ان کی جوشیلی طبیعتوں کو محکومی کی ذلت، سلطنت کا زوال اور ہمسایہ قوموں کا عروج اور تسلط گوارا نہ تھا لیکن واقعات سے انکار بھی ممکن نہ تھا اس لئے یوم یہواہ کی جگہ دور مسیحا نے لے لی جس کا ماحصل یہ تھا کہ عنقریب ان میں ایک مسیح پیدا ہوگا جو دشمنان دین اور شیاطین کا قلع و قمع کر کے بیت المقدس کو ازسرنو آباد کرے گا اور دائمی دنیاوی بادشاہت کی بنیاد ڈالے گا۔اس بادشاہت میں یہود کے مردے اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہو کر شریک سلطنت ہوں گے لیکن باقی جہنم میں جلیں گے[2]۔

''دور مسیحا'' کا عقیدہ چونکہ یہود کے عقیدہ معاد کا ایک عنصر اور دین عیسوی کا تو روح رواں ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم یہاں بالتفصیل بیان کریں کہ مسیحا سے کیا مطلب تھا۔

تحقیق مسیحا:

مسیحا آرامی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں ''جس کے سر پر تیل ملا جائے'' یہودیوں میں تخت نشینی کے وقت بادشاہ کے سر پر تیل ملتے تھے (شموئیل اول باب 24) اس رسم کے ادا ہونے

1۔ کتاب نحمیاہ باب اول آیت 14۔کتاب حقوق باب اول آیت 15۔زبور باب 46 آیت 4۔حزقیل باب 36، آیت 26۔یرمیاہ باب 41، آیت 31-12۔

2۔ کتاب اور سبل لغایت سبل لائن پیشن گوئیاں۔لغایت سلیمان وغیرہ ہا 12۔

کے بعد وہ یہواہ کی طرف سے اس کے بندوں کا حاکم تسلیم کیا جاتا تھا۔ اس لئے مسیحا کے مجازی معنی بادشاہ کے ہیں۔ قاضیوں کے دور کے بعد یہود میں سلاطین کا عہد شروع ہوا جن میں حضرت داؤد نہایت مشہور ہوئے آپ کے بیٹے حضرت سلیمان کے بعد ہی سلطنت یہود کا زوال شروع ہو گیا اور بنی اسرائیل کے اسباط میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور شمالی اور جنوبی دو سلطنتیں قائم ہو گئیں شمالی سلطنت کو اسیریا والوں نے 722 برس قبل سن عیسوی تباہ کر دیا اور جنوبی کو بھی بابل والوں نے 586 برس قبل سن عیسوی برباد کر کے ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا ان ہولناک مصائب کے زمانہ میں یہود اپنے سلاطین کے زریں عہد کو یاد کر کے رورو کر دعا کرتے تھے کہ حضرت داؤد کی اولاد میں کوئی ایسا بادشاہ یعنی مسیحا پیدا ہو جس کے دور میں سابقہ جاہ وجلال عود کر آئے اور دشمنان دین کا قلع قمع ہو جائے[1] لیکن انقلاب زمانہ سے جب یہود کی دنیاوی سلطنت کا عود کرنا ایک امید موہوم سے زائد نہ تھا تو ایک دوسرا مترادف خیال تسکین کا باعث ہوا وہ یہ کہ ''ابن آدم'' یعنی بنی اسرائیل کے متفقہ اسباط کو پھر حکومت نصیب ہوگی (کتاب دانیال باب ہفتم آیات 13 لغایت 27) بنی اسرائیل چونکہ خود کو برگزیدہ قوم سمجھتے تھے اس لئے آدم کے خلف الرشید گویا اسرائیلی تھے باقی قومیں سب ناخلف سمجھی جاتی تھیں۔ اسی زمانہ میں سکندر ابن فیلقوس کے فتوحات کا طوفان اٹھا اور یونانی تمام ایشیا پر بلائے بے درماں کی طرح چھا گئے اور مشرق کی پرانی تہذیب کو نیست و نابود کرنے لگے۔ ایران میں اگر آتش کدوں کو معبدوں کے خون سے بجھا دیا تو ہیکل سلیمانی کو جو بخت نصر کے بعد کیخسرو شاہ ایران کی اجازت سے از سر نو تعمیر ہوا تھا انطا کیوس اپی فینس ملک شام کے یونانی بادشاہ نے پھر مسمار کر دیا اور مقدس صحیفوں کو جلا دیا اس کے ان مظالم سے یہودیوں میں تہلکہ مچ گیا لیکن اسرائیلی خون میں ایک مرتبہ پھر جوش پیدا ہوا یہودا مقابی کی مردانہ ہمت اور حمیت دین سے یہ فتنۂ عظیم فرد ہوا اور سفاک یونانیوں کو شکست ہوئی۔ 167 برس قبل سن عیسوی یہودا نے بیت المقدس کو از سر نو تعمیر کیا اور تورات کو پھر جمع کیا۔ اس طور سے بنی اسرائیل کی متفقہ سباط یعنی ''ابن آدم'' کا موجودہ دور شروع ہوا۔ کتاب دانیال اسی عہد میں لکھی گئی۔ یہ کتاب حضرت دانیال کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس میں یہ دکھایا گیا کہ چار سو برس پیشتر ان واقعات کے حضرت دانیال نے بابل کی اسیری کے زمانہ میں پیشن گوئی کی تھی۔ لیکن جب تھوڑے ہی عرصہ میں یہودا مقابی کے جانشینوں نے رعایا پر تشدد کرنا شروع کیا تو مخالف جماعت نے کتاب دانیال کے طرز پر دوسری کتابیں جن کو اپوکریفل کہتے ہیں لکھنا شروع کیں اور چونکہ مقابی حضرت داؤد کی نسل سے نہ تھے اس لئے مسیحا کے پھر منتظر ہوئے جو نسل داؤد سے ہو۔ اسی زمانہ میں رومی فتوحات کی بجلی شام پر گری اور 63 ق م

1۔ کتاب یشعیاہ باب 9 آیت 6۔ یرمیاہ باب 12 آیت 5۔ حزقیل باب 34۔

پومپی نے بیت المقدس کو فتح کر لیا اور مقامی دور کا خاتمہ ہو گیا۔ یہود کو پھر غیر قوم کی غلامی کرنا پڑی اور اس ذلت و خواری کی حالت میں مسیح موعود کا بے چینی سے انتظار ہونے لگا۔ ایسے فتنہ و آشوب کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے آپ کے متعلق ہم آئندہ صفحات میں عیسائیوں کے عقائد کے تحت میں ذکر کریں گے۔ لیکن یہاں سلسلہ کلام کے طور پر اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ آپ نے یہود کو اس شور و شر سے جو دور مسیح کی پیشن گوئی کی آڑ میں بیت المقدس کی تباہی اور انقلاب حکومت کا باعث ہوتا تھا روکنا چاہا اور انبیائے سبق کی طرح خدا پرستی اور تہذیب اخلاق کی تعلیم دے کر مذہب میں جو محض رسم و رواج کا نام رہ گیا تھا نئی روح پھونک دی لیکن یہود اپنے جاہلانہ جوش میں اس نکتہ کو نہ سمجھے۔

اس قول کی تائید میں ہم اس مشہور تقریر کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ نے عدالت کے سامنے کی تھی۔

> پھر پائلٹ دوبارہ عدالت کی کرسی پر بیٹھا اور یسوع کو سامنے بلا کر پوچھا کہ کیا تو ہی یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ یسوع نے جواب دیا کہ کیا تو یہ بات اپنی طرف سے کہتا ہے یا دوسروں نے میری نسبت ایسا کہا ہے۔ پائلٹ نے جواب دیا کیا میں یہودی ہوں۔ خود تیری قوم اور سردار احبار تجھے میرے پاس پکڑ لائے ہیں اب بتا کہ تیری کیا خطا ہے۔ یسوع نے کہا میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے۔ اگر میری بادشاہت دنیاوی ہوتی تو میرے خادم جنگ کرتے تاکہ مجھے یہود پکڑ نہ سکتے۔ لیکن میری سلطنت اس جہان کی نہیں ہے۔ تب پائلٹ نے کہا تو کیا تو حاکم ہے۔ یسوع نے جواب دیا تو کہتا ہے کہ میں حاکم ہوں۔ ہاں میں اسی واسطے پیدا ہوا تھا اور اسی غرض سے اس دنیا میں آیا کہ سچائی کا شاہد بنوں۔ میرا کلام وہی سنتا ہے جو حق کا شیدا ہے۔

(انجیل یوحنا باب 18 آیات 33 تا 37)

حضرت عیسیٰ کے بعد یہود مسیح موعود کے بدستور منتظر رہے اور تزکیۂ قلوب کے عوض فتنہ و فساد اور رسمیات میں مبتلا رہے آخر ٹائٹس رومی نے ایک فیصلہ کن جنگ کے بعد 70ء میں بیت المقدس کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ ڈالا اور تمام اشرف و اعیان یہود کو روما میں قید کر لے گیا۔ اس واقعۂ ہائلہ کے بعد بھی یہود کی آنکھیں نہ کھلیں۔ ساٹھ برس کے بعد ایک یہودی باقشبہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس کی تصدیق امام یہود عقبہ نے بھی کر دی پھر کیا تھا تمام یہودی جمع ہوئے اور رومیوں پر حملہ کر دیا لیکن 135ء میں قیصر ہیڈرین نے سخت مقابلہ کے بعد ان کو

شکست دی۔ مسیح[1] مارا گیا اور یہود خانماں خراب ہو کر اقصائے عالم میں آوارہ گرد ہو گئے۔ احاطۂ اقدس میں ہل چلایا گیا جہاں خداوند یہواہ کی پرستش ہوتی تھی وہاں رومیوں کے دیوتا جوپیٹر کا شوالہ بنایا گیا اور یروشلم کی جگہ ایلیا آباد ہوا۔ سچ ہے

علم حق باتو موا ساہا کند　　چونکہ ازحد بگذرد و رسوا کند

صدق اللّٰہ العلی العظیم. وما ظلمنا هم ولکن کانو انفسهم یظلمون.

---

1. اس کے مارے جانے کے بعد یہود نے کہا کہ یہ مسیح موعود نہ تھا اب پھر انتظار ہونے لگا اور آج تک دعاؤں میں اس کے ظہور کی التجا کرتے ہیں مگر۔

وعدے پہ مرے ان کے قیامت کی ہے تکرار　　اور بات ہے اتنی کہ اُدھر کل ہے اِدھر آج

باب دوم

عہد جدید

یہود اپنے زعم باطل میں حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھا کر سمجھتے تھے کہ آپ کے ساتھ آپ کی تعلیمات کا بھی خاتمہ ہو جائے گا لیکن یہ نہ سمجھے کہ حق دار پر بھی سر بلند رہتا ہے۔ آپکے بعد آپ کے حواریوں نے پطرس کی رہنمائی میں غربا مساکین اور ان نادم گناہ گاروں کو جنہیں متکبر علماء یہود مردود کر چکے تھے تلطف اور تواضع کے مقناطیسی اثر سے اپنے ہم خیال بنا کر تھوڑے ہی عرصہ میں ایک صوفیانہ حلقہ خاص بیت المقدس میں قائم کر لیا جسکی بناء اصول مساوات اور باہمی اشتراک پر تھی۔ حلقہ میں امیر وغریب کی کچھ تمیز نہ تھی سب یکساں زندگی بسر کرتے تھے ایک دوسرے کے یہاں سب مل جل کر کھاتے تھے اور ذکر و عبادت، تعلیم و تلقین میں مشغول رہتے تھے[1] بجز اس خاص طرز معاشرت اور اس اختلاف عقیدہ کے کہ یہود ورود مسیحا کے منتظر تھے لیکن اہل حلقہ کہتے تھے کہ نہیں مسیحا نازل ہو چکا اور وہ یہی یسوع ہے اور کوئی فرق اہل حلقہ اور یہود میں عقائد اور پابندی احکام توریت کے لحاظ سے نہ تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نے توریت کے احکام کو نہیں بدلا تھا۔ ہاں یہود کو جو محض رسمیات اور ظواہر کے پابند ہو گئے تھے روح احکام اور نور دین کی طرف متوجہ کیا تھا۔

ابتدا میں حواریوں کا دائرہ تبلیغ صرف یہود اور ان کے شہروں تک محدود رہا۔ لیکن جس وقت پال جو پہلے دین عیسوی کا سخت دشمن تھا اور حواریوں اور ان کے متبعین کو سخت اذیتیں دیا کرتا تھا۔ تائب ہو کر حلقہ میں داخل ہو گیا اور بوبناس کے ہمراہ انطاکیہ وغیرہ[2] میں جہاں اقوام غیر یہود جن کو ''جنٹائلز'' کہتے تھے آباد تھی منادی شروع کی تو ایک نیا قضیہ یہ پیدا ہوا کہ غیر یہود جو ایمان لائیں ان پر احکام توریت کی پابندی لازم ہے یا نہیں۔ یہ قضیہ حلقہ بیت المقدس میں حواریاں مسیح کے روبرو پیش ہوا اور ردوقدح کے بعد جو کچھ طے پایا اس کو ہم کتاب اعمال حوارییّن باب 15 درس 23 لغایت 29 سے ترجمہ کر کے درج کرتے ہیں۔

''تب حواریاں اور مشائخ مع کل اہل حلقہ کے اس بات پر رضامند ہوئے

---

1. اعمال حواریاں باب 41-2/47۔

2. اعمال 11/16 پال کے متبعین کو سب سے پہلے انطاکیہ میں کرسچین (مسیحی) کا لقب ملا 12۔

کہ پال اور برنباس کے ہمراہ اپنی جماعت کے دو شخصوں کو جن کا نام جوداس ملقب بہ برسباس اور سیلاس تھا روانہ کردیں اور چند خطوط اس مضمون کے لکھ دیں کہ حواریاں اور مشائخ اور برادران دین کی طرف سے ان جنٹائلز (غیر یہود) بھائیوں کو جو انطاکیہ شام اور سلیشیہ میں رہتے ہیں بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہمارے چند واعظوں نے اپنے اقوال سے تمہاری طبیعتوں کو خلجان میں ڈال کر تکلیف دی ہے یہ کہہ کر کہ تم لوگ بھی ختنہ کراؤ اور شریعت کی پابندی کرو مگر ہم نے انہیں ایسا حکم نہیں دیا تھا لہٰذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بالاتفاق اپنے منتخب آدمیوں کو اپنے پیارے برناباس اور پال کے ہمراہ تمہارے پاس روانہ کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈالا۔ اس لئے ہم جوداس اور سیلاس کو بھیجتے ہیں جو تم سے زبانی بھی بیان کریں گے کیونکہ روح القدس اور ہم کو یہ پسند آیا ہے کہ تم کو بجز ان چند ضروری امور کے اور کسی بات کی تکلیف نہ دی جائے کہ تم ان گوشتوں سے جو بتوں پر چڑھائے جائیں اور خون اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں (مختنقہ) اور حرام کاری سے پرہیز کرو اگر تم ان امور سے اجتناب کرو گے تو تمہارے واسطے بہتری ہے خدا حافظ۔''

حواریوں کے اس اجتہاد نے اگر چہ علماء یہود کی سخت گیریوں اور ظاہری پابندیوں کو توڑ کر شریعت موسوی کو آسان صورت میں اقوام غیر یہود کے سامنے پیش کر کے ان کو اپنے دین میں داخل کرلیا لیکن خرابی یہ ہوئی کہ 70ء میں جب کل حواری یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے اور یروشلم (بیت المقدس) کو رومیوں نے فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا اور یہود کی قومیت کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا تو غیر یہود اقوام نے حواریوں کی رخصت شرعیہ کو اباحت اور پھر بدعت کے قالب میں ڈھال دیا بہت سے جعلی خطوط حواریوں کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔ شریعت موسوی سے اعلانیہ بیزاری ظاہر ہونے لگی۔ نئے نئے عقائد کی بنیاد رکھی گئی اور تھوڑے ہی عرصے میں فرقہ آرائیوں کا بازار گرم ہو گیا۔ ''انسائیکلوپیڈیا آف رلیجن'' جلد پنجم صفحہ 140 میں لکھا ہے۔

''یروشلم کی تباہی کے بعد عیسائی کلیسا مقام پلہ واقعہ ملک شام میں پھر قائم ہوا لیکن اب یہ تبدیل شدہ کلیسا تھا یہودی عنصر اب اس میں غالب نہ رہا۔ ہیکل سلیمانی کی تباہی اقوام غیر یہود کی وحشیانہ فتح اور مقدس آثار قدیمہ پر ظالمانہ

دستبرد نے بحیثیت مجموعی ایسا سخت صدمہ پہنچایا کہ جس سے شعار موسوی متزلزل ہو گئے۔ علاوہ اس کے پلہ میں فرقہ ایسین کا عنصر بھی شامل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ کلیسا پھر یروشلم میں منتقل ہوا۔ لیکن اس مرتبہ خاتمہ کن حادثہ نے فیصلہ کر دیا قیصر ہڈرین کے عہد میں یہود نے 132ء میں بسر کردگی بارتشیہ شورش کر کے سعی بے حاصل کی اور خاک میں مل گئے اب وہ یروشلم سے جلاوطن کر دیئے گئے قربانیوں کی ممانعت ہو گئی اور ایک نیا شہر الیا 138ء میں آباد ہوا اور بجائے قدیم موسویت کے جو بعد کو یہودانہ عیسائیت کی تابع ہو گئی تھی اب ایک ایسا کلیسا قائم ہوا جس کا اسقف اعظم ایک جنٹائل (غیر یہود) تھا اور جس میں یہود اور غیر یہود سب ایک ہو گئے یہودانہ عیسائیت کا دور ختم ہو چکا اور وہ لوگ جو اب بھی اپنے قومی شعار کے پابند رہے اور یہ کوشش کی کہ ان رسوم و شعائر کو یسوع کی مسیحیت کے عقیدہ کے ساتھ شامل رکھیں بدعتیوں میں شمار ہونے لگے''

138ء سے قیصر قسطنطین کے عہد یعنی دو سو برس تک دین عیسوی اپنے دو متضاد عناصر یعنی یہود اور جنٹائلز کے باہمی کشمکش میں مبتلا رہ کر فرقہ آرائیوں کا آماجگاہ بنا رہا۔ اس کشمکش کا نتیجہ آخر یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ یہودی عنصر سلب ہوتا گیا یہاں تک کہ 328ء میں جب نیقہ کی مشہور کونسل منعقد ہوئی تو بحث صرف یہ آن پڑی کہ الوہیت میں حضرت مسیح کا کیا درجہ ہے آیا آقانیم ثلثہ (باپ بیٹا روح القدس) مساوی الحیثیت ہیں یا کچھ فرق مراتب بھی ہے اور ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت ہے پادری اریوس کی رائے یہ تھی کہ بیٹا باپ کے مقابلے میں ازلی نہیں ہو سکتا لیکن کونسل نے بالاتفاق اریوس کے اس عقیدہ کو کفر قرار دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ''جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی وقت میں خدا کے فرزند کا وجود نہ تھا یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تھا یا وہ نیست سے ہست کیا گیا یا کسی ایسے مادہ یا جوہر سے اس کی تخلیق ہوئی جو ربانی نہیں ہے یا وہ مخلوق یا متغیر ہے ایسے شخص کو کلیسائے مقدس ملعون قرار دیتا ہے۔'' اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے اس کو بزور حکومت نافذ کر دیا[1]

یہ پہلا دن تھا کہ مسئلہ تثلیث دین عیسوی کا مسلمہ مسئلہ ہو گیا اب غیر یہود یعنی رومیوں، یونانیوں اور مصریوں کے توہمات اور رسومات دین عیسوی کے شریک غالب ہو گئے۔ یہاں تک کہ سو برس کے بعد حضرت مریم کی پرستش بھی بحیثیت خدا کی ماں کے جزو دین ہو گئی اگرچہ قسطنطنیہ کے بطریق نسطور نے (427ء) میں اس نئی بدعت کی سخت مخالفت کی لیکن اب جنٹائل عنصر اس قدر غالب تھا کہ نسطور اور اس کے متبعین بھی دین سے خارج کر دیئے گئے۔

1۔ معرکہ مذہب و سائنس مصنفہ ڈریپر صفحہ 74۔

نوٹ ضرورت ہے کہ ان ''متبدع''فرقوں کے عقائد ہم بیان کر دیں۔

ناصرین:۔اس فرقہ نے شعار یہود مثلاً ختنہ اور قربانی وغیرہ کی خود پابندی کی۔لیکن جنٹائلز کے واسطے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔یہ لوگ پال کے منکر نہ تھے اور حضرت مسیح کو روح القدس کا اکلوتا بیٹا جو کنواری مریم سے پیدا ہوا یقین کرتے تھے۔

ابیانی:۔یہ لوگ پال سے سخت نفرت کرتے تھے۔شعار یہود کے پابند تھے۔حضرت عیسیٰ کو یوسف و مریم کا بیٹا مانتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حضرت یحییٰ نے آپ کو بپتسمہ دیا تب مسیح جسم عیسوی میں بطور حلول داخل ہوا اور صلیب پر چڑھاتے وقت پھر الگ ہو گیا اور آسمان پر صعود کر کے اپنے عالم لاہوت میں مل گیا جو کچھ تکلیف اور اذیت پہنچی وہ صرف جسم عیسوی کو مسیح جو اصل میں لاہوت کلی ہے عالم ناسوت میں اپنا جلوہ دکھا کر غائب ہو گیا یہ فرقہ چوتھی صدی کے آخر تک زندہ رہا پھر یا تو عام عیسائیوں میں جذب ہو گیا یا یہود میں شامل ہو گیا۔

ناسٹک:۔بمعنی دانا۔یہ فرقہ سینٹ پال کا منکر تھا ان کا عقیدہ تھا کہ مسیح روح محض ہے جو فرشتوں سے بھی افضل ہے۔اس روح کا پہلے آدم میں نزول ہوا پھر نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ ہما میں اور آخر حضرت عیسیٰ میں جلوہ گر ہوئی اور پھر مصلوب ہو کر آسمان پر چلی گئی۔

لوگ توریت کی ابتدائی پانچ کتابوں کو مانتے تھے مگر تمام انبیاء بنی اسرائیل کو گناہ گار سمجھتے تھے بعض تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ توریت کا ایک ظاہر ہے ایک باطن چنانچہ فرقہ باطنیہ کی طرح توریت کے باطنی معنی سمجھنے کے مدعی تھے۔یہ لوگ یہود کی قربانیوں کے منکر تھے گوشت اور شراب سے پرہیز کرتے تھے اور راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔رفتہ رفتہ اس فرقہ کے عقائد میں مجوسیوں کے عقیدہ ایزد و اہرمن کی آمیزش ہو گئی جس میں مصریوں اور یونانیوں کے عقائد کی چاشنی بھی شامل ہو گئی۔

غرض کہ ان ''متبدع'' فرقوں کی سینکڑوں شاخیں ہو گئیں چنانچہ گبن صرف ناسٹک فرقہ کی پچاس شاخیں بتاتا ہے۔یہ سب فرقے پانچویں صدی عیسوی کے آغاز تک فنا ہو گئے اور عام طور سے فرقہ تثلیثہ باقی رہ گیا اور اب تک دنیا میں یہی فرقہ عیسائیوں کے نام سے مشہور ہے۔

ذیل میں ہم ایک دوسرا نقشہ درج کرتے ہیں جس سے موجودہ فرقہ تثلیثہ کی شاخوں کا علم آسانی سے ہو جائے گا۔

فرقہ تثلیثیہ [1]

رومن کیتھولک	پروٹسٹنٹ	مشرقی کلیسا کے متبع
مغربی کلیسا کے متبع		
ان میں آسٹریا، فرانس وغیرہ شامل ہیں	ان میں انگلستان اور جرمن ہیں خاص طور سے مشہور ہیں	ان میں چودہ مختلف کلیسا شامل ہیں مثلاً کلیسائے روس، کلیسائے یونان و کلیسائے ریاست بلقان وغیرہ ہما

اس فرقہ کے اصول دین کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

ہم ایمان لائے ایک خدا قدرت والے باپ پر جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا خالق ہے اور ایک رب یسوع مسیح ابن اللہ پر جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ عین ذات ہے الٰہ الٰہ ہے نور نور ہے۔ عین خدا ہے۔ مولود ہے مخلوق نہیں باپ اور اس کا ایک جوہر ہے اس کی وساطت سے تخلیق اشیاء ظہور میں آئی جو کچھ آسمان وزمین میں ہے ہم انسانوں کی نجات کے واسطے اس کا نزول وحلول ہوا اور وہ انسان بن کر آیا مبتلائے بلا ہوا اور تیسرے دن پھر اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اب زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے پھر آئے گا اور روح القدس پر

(ماخوذ از ڈاکٹر وسٹکاٹس اسٹارک فیتہ صفحہ 84)

جمع وترتیب عہد جدید:

پہلی صدی عیسوی کے آخر تک عیسائی چونکہ حضرت مسیح کے دوبارہ آسمان سے جلد تشریف لانے کے منتظر تھے اس لئے ان میں تصنیف و تالیف کا مطلق رواج نہ تھا البتہ حضرت مسیح اور حواریوں کے اقوال و افعال بطور حدیث روایت کئے جاتے تھے۔ دوسری صدی میں جبکہ یہود اور

1 اس فرقہ کے اصول دین کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

ہم ایمان لائے ایک خدا قدرت والے باپ پر جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا خالق ہے اور ایک رب یسوع مسیح ابن اللہ پر جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ عین ذات ہے الٰہ الٰہ ہے نور نور ہے، عین خدا ہے۔ مولود ہے مخلوق نہیں باپ اور اس کا ایک جوہر ہے اس کی وساطت سے تخلیق اشیاء ظہور میں آئی جو کچھ آسمان وزمین میں ہے ہم انسانوں کی تجارت کے واسطے اس کا نزول وحلول ہوا اور وہ انسان بن کر آیا مبتلائے بلا ہوا اور تیسرے دن پھر اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اب زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے پھر آئے گا اور روح القدس پر۔

(ماخوذ از ڈاکٹر وسٹکاٹس اسٹارک فیتہ صفحہ 84)

جنٹائلز کے دو متضاد عناصر کی کشمکش شروع ہوئی اور فرقہ بندیاں عمل میں آنے لگیں تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی انجیلیں مرتب کرلیں۔ ذیل میں ہم ایک فہرست[1] درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فرقوں کی تعداد کے ساتھ اناجیل کا شمار بھی کس قدر زائد تھا۔

اناجیل کی فہرست

1 انجیل طفولیت جو متی نے لکھی
2 انجیل پطرس
3 انجیل یوحنا
4 انجیل دوم یوحنا
5 انجیل اندریاہ
11 انجیل نیقودیما
12 انجیل متھی آز
13 انجیل مرقس مصریوں کی
14 انجیل مرقس مروجہ
15 انجیل برنباس
16 انجیل لوقا
17 انجیل متی
18 انجیل تھی ڈس
19 انجیل پال
20 انجیل بسی لیڈس
21 انجیل سرنتھس
22 انجیل ابیانی
23 انجیل یہودیہ
24 انجیل جوڈا
25 انجیل مارشین
26 انجیل ناصرین
27 انجیل ٹاٹیاں
28 انجیل ولن ٹیٹس
29 انجیل سی تھینس
30 انجیل اپلس
31 انجیل الکارٹیٹس
32 انجیل ولادت مریم
33 انجیل جوڈاس
34 انجیل کاملیٹ

حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کی مادری زبان "مغربی اراک" تھی۔ اس زبان میں صرف مذکورہ بالا نمبر 23 "یعنی انجیل یہود" لکھی گئی تھی۔ یہ انجیل ناصرین اور ابیانیوں میں 150ء تک رائج رہی بعد کو ان فرقوں کی تباہی کے ساتھ یہ انجیل بھی گم ہوگئی اس انجیل کے سوا اور سب اناجیل یونانی زبان میں لکھی گئیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ ان میں وہ کلام الٰہی جو حضرت عیسیٰ پر آپ کی مادری زبان میں نازل ہوا تھا بجنسہٖ محفوظ نہ رہا بلکہ روایت بالمعنی یا ترجمہ کے طور پر باقی رہا

---

[1] ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا برٹینکا تحت لفظ "اپوکریفل لٹریچر" 12

یہی وجہ ہے کہ ابتدا ہی سے اناجیل میں اختلاف ہو گیا اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے طور پر روایات قلمبند کر لیے۔

ان اناجیل کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے خطوط کی تھی جو حواریوں کی طرف منسوب کیے جاتے تھے اور ہر فرقہ سند کے طور پر اپنے اپنے خطوط پیش کرتا تھا۔ ان نامہ جات کی تعداد (113) ایک سو تیرہ تک شمار ہوئی تھی جن کے مضامین میں اناجیل کی طرح باہم دیگر سخت اختلاف ہے۔

نیقہ کی مشہور کونسل کے بعد سے صرف چار انجیلیں متیٰ مرقس، لوقا، یوحنا اور اعمال حوارین۔ پال کے 13 خطوط علاوہ نامہ جات جیمس، پیٹر، جان اور جود اور مکاشفات یوحنا کے منتخب کر لئے گئے باقی سب انجیلیں اور نامہ جات اپوکریفل یعنی جعلی یقین کر لئے گئے اس کل منتخب مجموعہ کا نام ”عہد جدید“ رکھا گیا ہے جسے پوپ گلاسیوس (492ء لغایت 496ء) نے باضابطہ طور پر سند قبول عطا کی اور عیسائیوں میں اب تک یہی مجموعہ مروج ہے۔

اٹھارویں صدی عیسوی تک نصاریٰ عہد جدید کی کتابوں کو لفظاً اور معناً کلام الٰہی یقین کرتے تھے لیکن گزشتہ صدی میں علوم جدیدہ کی متجسس روشنی جرح و تعدیل کی شکل میں ان کتابوں پر بھی پڑی۔

سب سے پہلے اسٹراس نے 1835ء میں ایک معرکۃ الآرا کتاب ”سیرت مسیح“ لکھی جس میں اس نے ہیگل کے فلسفہ تاریخ کے اصول کے تحت میں روایات اناجیل پر بحث کی اور یہ ثابت کیا کہ روایات اناجیل مثلاً قصہ ولادت مسیح اور اسی قسم کے دوسرے معجزات جو منقول ہیں وہ ناقابل اعتبار ہیں اور ان کی حیثیت محض افسانہ ہے۔ اس کتاب نے دنیائی عیسائیت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا یہاں تک کہ 1878ء میں برونوبائر نے اس مبحث پر ایک کتاب ”کرسٹس“ لکھی جس میں یہ دعویٰ کیا کہ موجودہ اناجیل تاریخی حیثیت سے ناقابل اعتبار ہیں۔ یسوع کی شخصیت مشکوک ہے۔ وہ چند اقوال اور مواعظ جن کو عیسائی اناجیل کے مختصات سے سمجھتے ہیں مثلاً پہاڑی والا وعظ دراصل حکمائے یونان و روم سے لفظ بہ لفظ سرقہ کر لئے ہیں۔ زمانہ حال میں مشہور عالم ویلہاوزن نے اپنی تفاسیر اناجیل میں قریب قریب ایسا ہی دعویٰ کیا ہے اگر چہ وہ شخصیت مسیح کا حامی ہے لیکن اناجیل کو باستثنائے چند مقامات مرقس قرار دیتا ہے (دیکھو وائل کی کتاب ”مسیح انیسویں صدی میں“ صفحہ 77 تا 410,94)

اناجیل اربعہ:

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ متیٰ کی انجیل سب سے قدیم ہے اور اس کو خود متیٰ حواری نے لکھا ہے لیکن محققین نے اب اس کا کافی ثبوت دیا ہے کہ یہ انجیل اور انجیل لوقا دونوں مرقس کی انجیل سے ماخوذ ہیں۔ اب پہلے مرقس کی انجیل کی کیفیت سن لو۔

انجیل مرقس (مارک)

اس انجیل کا ذکر سب سے پہلے مؤرخ یوسی بس (المتوفی 340ء) نے اپنی تاریخ کلیسا میں کیا ہے[1]
یوسی بس قیساریہ واقع ملک شام کا اسقف تھا اور عیسائیوں کے پہلے بادشاہ قسطنطین کے دربار میں بہت با اثر تھا چنانچہ نیقہ کی مشہور کونسل میں جس میں تثلیث کا مسئلہ یورپ کا مسلمہ مذہب ہوگیا اس نے خاص حصہ لیا۔ یوسی بس لکھتا ہے کہ مرقس ایک یہودی الاصل یونانی تھا پہلے پال اور برناس کا رفیق تھا اور پھر ان سے علیحدہ ہو کر پطرس حواری کی خدمت میں رہنے لگا لیکن 64ء میں قیصر نیرو نے جب پطرس کو عیسائیوں کے قتل عام میں شہید کر ڈالا تو مرقس نے اس حادثے کے بعد حضرت مسیح کی سیرت تحریر کی۔ یوسی بس نے یہ روایت پاپیاس کی ایک تحریر سے جو 140ء میں لکھی گئی نقل کی پاپیاس فریجیا واقع ایشیائے کوچک کا رہنے والا تھا اور دوسری صدی عیسوی کے آغاز میں گزرا ہے۔ اس کا شمار حواریوں کے تابعین میں ہے پاپیاس کہتا ہے کہ مجھ سے ایک راوی نے بیان کیا کہ اس نے پہلی صدی کے ایک معتبر بزرگ سے مذکورہ بالا روایت کو بار بار سنا ہے۔ مگر پاپیاس اس راوی کا نام بیان نہیں کرتا اور نہ اس بزرگ کا۔ بہرحال پاپیاس کے قول کی بناء پر مؤرخ یوسی بس نے اس روایت کو درج کیا ہے۔ گزشتہ صدی کے محققین وسٹ کاٹ اور ہورٹ کی یہ رائے ہے کہ مروجہ انجیل مرقس کا ماخذ وہی ملفوظ ہے جس کو مرقس نے لکھا تھا لیکن صورت موجودہ میں آخر کی 13 آیات جن میں حضرت عیسیٰ کے زندہ ہو جانے اور آسمان پر چلے جانے کا تذکرہ ہے دوسری صدی میں الحاق کر دی گئی ہیں۔

انجیل متیٰ

اس انجیل کے دو ماخذ ہیں ایک لوگیا جس کی نسبت ہے کہ حواری متیٰ نے لکھا تھا اور اس میں حضرت عیسیٰ کے مواعظ جمع کیے تھے لیکن یہ ملفوظ اسی زمانہ میں ضائع ہو گیا تھا اب صرف چند مواعظ مروجہ انجیل متیٰ میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرا ماخذ انجیل مرقس ہے زمانہ حال کے محقق کہتے ہیں کہ مروجہ انجیل متیٰ کے مؤلف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا غلطی سے لوگ اس کو حواری متیٰ کی انجیل سمجھتے ہیں۔ پروفیسر ہارنک کے قول کے مطابق یہ انجیل 80ء سے 100ء کے مابین تحریر ہوئی ہے۔

1۔ تاریخ کلیسا کتاب سوم صفحہ 113 تا 116 مطبوعہ 1866ء اور اس کو خود متیٰ حواری نے لکھا ہے۔

انجیل لوقا

غیر یہود میں جس شخص نے انجیل کو مورخانہ حیثیت سے لکھا وہ لوقا ہے جو ایک یونانی الاصل باشندہ اطالیہ تھا۔لوقا طباعت کا پیشہ کرتا تھا اور کہا جاتا ہے وہ سینٹ پال کا رفیق اور اس کے کاموں میں شریک رہتا تھا۔ پروفیسر برتک کے قول کے مطابق لوقا نے پہلی صدی کے آخر میں اس انجیل کو لکھا، اس انجیل کے علاوہ اس نے اعمال حوارین کی کتاب بھی جو عہد جدید میں داخل ہے لکھی ہے۔

انجیل یوحنا

یہ انجیل اول کی تینوں انجیلوں سے اپنے مضامین اور طرز ادا کے لحاظ سے بالکل جداگانہ ہے اس میں اس الٰہیات کی چاشنی دی گئی ہے جو فلسفہ یونان کی آمیزش سے اسکندریہ کے یہود میں پیدا ہوگئی تھی اور جس کا پیشرو یہودی فلاسفر فائلو معاصر حضرت مسیح تھا۔اس انجیل کو اگرچہ حواری یوحنا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔

بلکہ تحقیق یہ ہے کہ جو دو سگے بھائی یوحنا اور جیمس پسران زبیدی حضرت عیسیٰ کے حواری تھے لیکن پاپیاس کی روایت کے مطابق یہود نے دونوں کو 60ء اور 70ء کے مابین شہید کر ڈالا[1] تھا اس لئے اس انجیل کا جامع ایک دوسرا یوحنا ہے جو ایلوس واقع ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا اور پہلی صدی عیسوی کے آخر میں گزرا ہے۔گزشتہ صدی سے عیسائیوں میں اب چند مختلف الخیال گروہ پیدا ہوگئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا گروہ:۔عوام اور ان کے پیشوا مشنری جماعت یہ لوگ اب تک عہد جدید کی کتابوں کو اول سے آخر تک لفظاً اور معناً کلام الٰہی سمجھتے ہیں اور اصول روایت اور تاریخی شہادت کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔

دوسرا گروہ:۔ان علماء مسیحی کا جو جدید تحقیقات کے اصول کے پیرو ہیں مگر اس کے ساتھ پابند دین بھی ہیں ان میں آج کل پروفیسر ہارنک بہت مشہور ہے جو برلن یونیورسٹی میں تاریخ کلیسا پروفیسر اور پروشیا کی رائل اکیڈمی کا ایک ممتاز ممبر ہے۔ہارنک کہتا ہے"یہ سچ ہے کہ اول کی تین انجیلیں بھی چوتھی انجیل کی طرح تاریخی حیثیت سے گری ہوئی ہیں مگر یہ اس غرض سے تحریر نہیں ہوئیں کہ واقعات جس طور سے گزرے قلمبند کئے جائیں بلکہ غایت یہ تھی کہ ان کتابوں کے ذریعہ

1 دیکھو برکٹ کی تاریخ انجیل صفحہ 255,252

سے دین عیسوی کی بشارت دی جائے[1]۔‘‘ اس گروہ کے خیال میں صرف روح اناجیل پر غور کرنا چاہیے الفاظ اور واقعات ایسے مہتم بالشان نہیں ہیں۔

تیسرا گروہ:۔ آزاد خیال عیسائیوں کا جن میں اکثر طالب حق ہیں اور باقی لامذہب۔

طالب حق میں ایک خاص گروہ ہے جو ٹوبنگن اسکول سے مشہور ہے اس گروہ کا پیشوا ایک جرمن عالم فرڈنڈ بائر ہے جو 1826ء سے 1860ء تک مقام ٹوبنگن میں الٰہیات کا پروفیسر رہا ہے اس کی تحقیقات کا ملخص یہ ہے کہ عہد جدید کی کتابیں زیادہ تر سینٹ پال کے خیالات کا آئینہ ہی نہیں بلکہ نیقہ کے مشہور اجلاس کے بعد جب مسئلہ تثلیث مسلمہ اصول دین قرار پایا تو حضرت عیسیٰ کی پاکیزہ تعلیمات بت پرستوں کے عقائد کے قالب میں ڈھال دی گئی گویا رومہ کے بھیڑیے نے ناصرہ کے برہ کی کھال اوڑھ لی یعنی پولوسیت عیسائیت کی شکل میں نظر آتی ہے۔

لامذہبوں کے خیالات کو فلپ ویرین اپنی کتاب ’’دی چرچیز اینڈ ماڈرن تھاٹ‘‘ (کلیسا اور نئے خیال) صفحہ 99,98 میں یوں ادا کرتا ہے:۔

> ڈاکٹر رابن سن کو اقرار ہے کہ اناجیل اربعہ مشکوک ہیں لیکن اس کا خیال ہے کہ دوسری صدی کی یہ روایت کہ انجیل دوم کا مصنف سینٹ مارک (مرقس) ہے معتبر ہے اور یہ کہ مارک پطرس حواری کا ترجمان تھا اور اپنی انجیل کو حواری مذکور کی روایات سے رومہ میں تحریر کیا ہے۔ بہت خوب ہم اس نتیجہ کو تسلیم کرتے ہیں یعنی یوں سمجھو کہ ایک انجیل کی ساعت ایسے راوی سے ہے جو چشم دید روایت بیان کرتا ہے لیکن اس راوی کو صرف ایک سال (بقول رجعت پسند ناقدین تین سال) صحبت مسیح حاصل ہوئی۔ یہ حواری ناخواندہ تھا تیس یا چالیس سال کے بعد وہ روایت کرتا ہے جس کو دوسرا شخص (مرقس) غیر زبان میں تحریر کرتا ہے اور پھر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا ترجمہ کہاں تک اصول کے مطابق ہوا ہے۔ علاوہ اس کے ڈاکٹر رابن سن اپنے ابواب ’’وعظ کبیر‘‘ اور ’’غیر مرقسی دستاویز‘‘ میں مرقس کے انجیل کی اہم فردگزاشتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ اہم فردگزاشتیں کیا ہیں؟ کیا ہم ان کو معمولی سمجھیں۔ ہم کو خود ان کا تھوڑا سا انتخاب کر کے فیصلہ کرنا چاہیے۔ اس انجیل میں حضرت عیسیٰ کی بطور اباز پیدائش کا نہ کچھ ذکر ہے اور نہ آپ کے عہد طفولیت کے حالات جن کو سابقہ پیشن گوئی کی تصدیق سمجھتے ہیں۔ اسی طرح پہاڑی والے وعظ کا بھی کچھ ذکر

---

[1] دیکھو ہارنک کی کتاب کا انگریزی ترجمہ ’’واٹ از کرسچیانٹی‘‘

نہیں۔دوبارہ زندہ ہوجانے کا قصہ صرف چند سطور میں مذکور ہے اور آسمان پر تشریف لے جانا صرف ایک سطر میں بدقسمتی سے یہی وہ سطریں ہیں جو بالاتفاق الحاقی مانی جاتی ہیں کیونکہ انجیل مرقس کا حقیقت میں باب 16 آیت 8 پر خاتمہ ہوجاتا ہے اس لئے نہ حلول نہ بعثت ثانی نہ معود کسی مسئلہ کا بھی ذکر نہیں زبانی روایات گمشدہ دستاویز اور نامعلوم کاتب بس یہی ایک ذریعہ رہ گئے جس سے ہم کو ان تفصیلی حالات کا علم ہوتا ہے جو ہمارے مذہب کی روح رواں ہیں کیا اس سے بڑھ کر اور بھی کوئی ناقابل اطمینان امر ہے جس سے مسیحی صداقت اور انجیلی حقانیت پر شبہ عائد ہوتا ہو۔

اب ہم ان قدیم نسخوں کا ذکر کرتے ہیں جو مروجہ بائبل کی ماخذ ہیں۔

قدیم نسخے:

علماء مسیحی بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ عہد جدید کے اصلی نسخے سب معدوم ہیں البتہ ان کی نقلیں جو مختلف زمانوں میں ہوئیں اب تک موجود ہیں ایسی نقلیں قریب 500 کے ہیں لیکن ان میں بھی سب سے قدیم صرف تین نسخے ہیں اور وہ بھی چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے نہیں ہیں۔ان تین مشہور نسخوں کی مختصر کیفیت ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

اول۔نسخہ ویٹکن:۔یہ نسخہ کتب خانہ ویٹکن واقعہ رومہ (اٹلی) میں چار پانچ سو برس سے موجود ہے۔پروفیسر ہگ اس کو چوتھی صدی عیسوی کی ابتدا کا لکھا ہوا بتاتے ہیں مگر بشپ مارش کہتے ہیں کہ نہیں یہ پانچویں صدی کے آخر کا لکھا ہوا ہے۔مونٹ ناکن کی رائے میں پانچویں یا چھٹی صدی میں لکھا گیا ہے اس نسخہ میں عہد عتیق اور جدید کی کتابیں یونانی زبان میں تحریر ہیں۔مگر کامل نہیں ہیں مثلاً کتاب پیدائش کے ابتدائی 46 باب اور زبور 105 سے 137 تک کم ہیں اسی طرح عہد جدید میں نامہ عبرانیاں باب 9 سے آخر باب 14 تک اور سینٹ پال کے نامے بنام توتھی اور طیطوس اور فلیمن اور تمام مشاہدات یوحنا جو گم تھے ان کو پندرھویں صدی میں کسی نے مکرر لکھ کر شامل کر دیا ہے انجیل مرقس باب 16 کے آیات 9 لغایت 20 کے واسطے کاتب نے سادہ ورق چھوڑ دیا ہے۔

دوم۔نسخہ اسکندریہ۔یہ نسخہ سریل لیوکر کے پاس تھا جو قسطنطنیہ کا لاٹ پادری تھا اسی نے 1628ء میں سر طامس رو کی معرفت چارلس اول شاہ انگلستان کو یہ نسخہ نذر کر دیا جو اب تک برٹش میوزیم میں موجود ہے۔مگر متی کی انجیل ابتدا سے باب 25 آیت 6 تک نہیں ہے اور انجیل یوحنا باب 6 آیت 50 سے باب 8 آیت 52 تک نہیں ہے۔عہد عتیق میں زبور سے پہلے ایک نامہ اتھانی سیس بنام مارسی لینس زائد تھا اس نسخہ کی تاریخ تحریر میں سخت اختلاف ہے مگر اس قدر اتفاق

ہے کہ پانچویں صدی کے پیشتر کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

سوم۔نسخہ سینا۔اس نسخہ کے دستیاب ہونے کی عجیب داستان ہے۔ڈاکٹر تشنڈرف ایک مشہور جرمن عالم تھا جس کو کتب مقدسہ کے قلمی نسخوں کی تحقیقات اور جستجو کا نہایت شوق تھا۔1544ء میں ایک مرتبہ اس کا گزر ایک خانقاہ میں ہوا جو کوہ طور کے نیچے واقع تھی۔جس وقت وہ خانقاہ کے کتب خانہ کی سیر کر رہا تھا اتفاق سے اس کی نظر ایک ٹوکرے پر پڑی جس میں قلمی اوراق کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور جو آگ روشن کرنے کے واسطے وہاں لائے گئے تھے۔ڈاکٹر نے جھک کر چند اوراق ٹوکرے سے نکال لئے غور جو کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یونانی نسخہ سبعینیہ کی سب سے قدیم نقل ہے اور اس وقت تک اتنی پرانی نقل کوئی اور اس کی نظر سے نہیں گزری تھی جوش مسرت میں اس نے فوراً راہبوں سے درخواست کر کے 40 اوراق نکال لئے لیکن اس کے وفور شوق اور بے تابانہ حرکت سے راہب سمجھ گئے کہ غالباً یہ اوراق کا ڈھیر جسے وہ آگ کی نذر کرنے چلے تھے انہیں دولت سے مالا مال کر دے گا اس لئے انہوں نے ٹوکرا اٹھا لیا اور صاف کہہ دیا کہ اب اور اوراق نہیں مل سکیں گے۔ناچار ڈاکٹر موصوف اپنے وطن جرمنی کو واپس آیا اور کوشش کی کہ حدیو مصر کے ذریعے سے پورا نسخہ مل جائے مگر ناکامی ہوئی تاہم وہ مایوس نہ ہوا اور پندرہ برس تک برابر کوشش کرتا رہا آخر زار روس کی توجہ کو اس نے اپنی طرف مبذول کر لیا اور شاہی سفیر کی حیثیت سے اب وہ پھر 1857ء میں اس خانقاہ میں آیا اور بڑی مشکل سے کامل نسخہ کا پتہ لگا کر راہبوں کو رضامند کر لیا اور نسخہ اپنے ساتھ لے کر پٹرو گریڈ پایہ تخت روس میں واپس آیا جہاں وہ نسخہ اب تک شاہی کتب خانہ میں موجود ہے۔

یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے اس میں عہد عتیق، عہد جدید اور اپوکریفہ شامل ہیں۔ اس نسخہ میں انجیل مرقس کا باب آخر جس میں حضرت عیسیٰ کا دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ جانے کا قصہ درج ہے مطلق مذکور نہیں ہے۔اس لئے اب انصاف پسند علماء مسیحی کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ واقعی یہ آیات کی جگہ پر سادہ ورق چھوٹا ہوا تھا جس سے یہ خیال تھا کہ کیا عجب نے سہواً چھوڑ دیا ہو لیکن اس نسخہ میں آیت 8 پر خاتمہ ہے اور پھر بغیر کسی فاصلہ کے انجیل لوقا کا آغاز ہو گیا ہے۔

الغرض مذکورہ بالا تین نسخے سب سے قدیم مانے جاتے ہیں لیکن یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تینوں نسخے چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے لکھے ہوئے نہیں ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ ان نسخوں میں عقائد فرقہ تثلیثہ (جس کا ہم نے اوپر حوالہ دیا ہے) مذکور ہیں جن کے باعث سے دین عیسوی کی اصلی تعلیم کا چشمہ گدلا ہو گیا ہے۔

اختلافات اناجیل:

علماء مسیحی نے عہد جدید کے متن کی تصحیح میں گزشتہ صدیوں سے سخت کوشش کی ہے۔انہوں نے

اس اہم کام میں تین مختلف ذرائع کا استعمال کیا ہے۔

اول:۔تراجم۔ان میں بہت مشہور یہ ہیں:۔(1) جروم کا لاطینی ترجمہ جو ولگیٹ کے نام سے مشہور ہے 383ء میں کیا گیا۔انگریزی مروجہ عہد جدید کا ماخذ یہی ترجمہ ہے جو بعہد شاہ جیمس اول 1611ء میں شائع ہوا۔(2) شامی ترجمہ جو پشتیو یعنی لفظی کہلاتا ہے اور جس کی نسبت خیال ہے کہ دوسری صدی میں ہوا ہوگا۔اس کا قدیم قلمی نسخہ پانچویں صدی لکھا ہوا ہے۔

سوم:۔آئمہ دین عیسوی کے اقوال اور تحریرات جن میں عہد جدید کے مضامین بطور حوالہ کثرت سے منقول ہیں۔ان آئمہ دین میں ارتجین المتوفی 254ء یوسی بس اسقف قیساریہ (315ء لغایت 340ء) جروم 378ء تا 420ء اور ٹرٹولین 230-200ء بہت مشہور اور صاحب تصانیف ہیں۔

علماء مسیحی کی اس تلاش و تحقیق سے امید تھی کہ اناجیل کا ایک ہی متن پر اتفاق ہو جائے گا لیکن نتیجہ برعکس نکلا۔مشہور جرمن ڈاکٹر میل نے عہد جدید کے چند نسخے جمع کر کے مقابلہ کیا تو تیس ہزار اختلاف عبارات شمار کیے[1]۔جان جیمس ویٹسطین نے مختلف ملکوں میں پھر کے اپنے متقدمین کی نسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود دیکھ کر جب مقابلہ کیا تو دس لاکھ اختلافات شمار کیے[2]۔

یہ اختلافات زیادہ تر ویریس ریڈنگ یعنی قرأت اور کتابت کے اختلاف ہیں۔لیکن ان میں ایسے بھی اختلاف ہیں جن سے سچی اور اصلی عبارت کی تمیز دشوار ہو جاتی ہے۔

پادری ہارن صاحب اپنی مشہور کتاب "انٹروڈکشن" (دیباچہ علوم بائبل) جلد 2 صفحہ 317 میں ان تمام اختلافات کے چار عالمانہ وجود قائم کرتے ہیں جن کو ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

وجوہ اربعہ

اول:۔ناقلوں کی غفلت یا غلطیوں سے اختلاف کا ہونا اور یہ کئی طرح پر ہوتا ہے۔

(1) عبری اور یونانی حرف آواز اور صورت میں مشابہ ہیں اس سبب سے غافل اور بے علم نقل کرنے والا ایک لفظ یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ کے لکھ کر عبارت میں اختلاف ڈال دیتا ہے۔

(2) تمام قلمی نسخے بڑے حرفوں میں لکھے جاتے تھے اور لفظوں بلکہ فقروں کے درمیان میں جگہ نہ چھوڑتے تھے اس سبب سے کہیں لفظوں کے جز لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مکرر لکھے گئے یا بے پرواہ اور جاہل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانوں کو جو قدیم قلمی نسخوں میں اکثر واقع ہوئے ہیں غلط سمجھا۔

(3) بہت بڑا سبب اختلاف عبارت کا نقل کرنے والوں کی جہالت یا غفلت ہے کہ انہوں

1، 2 انسائیکلو پیڈیا برٹینکا تحت لفظ "اسکر پچورس" 12

نے حاشیہ پر جو شرح لکھی ہوئی تھی اس کو متن کا جز سمجھا۔قدیم قلمی نسخوں کے حاشیہ میں مشکل مقامات کی شرح لکھنے کا اکثر رواج تھا اور آسانی سے سمجھا جاتا تھا کہ یہ حاشیہ کی شرح ہے پس ان حاشیوں کی شرحوں میں سے تھوڑا یا سب ان نسخوں کے متن میں آسانی سے مل گیا ہوگا جو نسخے ایسے نسخوں سے نقل ہوئے جن کے حاشیہ پر شرحیں لکھی ہوئی ہوں گی۔

دوم:۔دوسرا سبب اختلاف عبارتوں کا اس قلمی نسخے میں غلطیوں کا ہونا ہے جس سے کاتب نے نقل لی۔علاوہ ان غلطیوں کے جو بعض حرفوں کے شوشہ کم ہو جانے یا مٹ جانے سے واقع ہوئی ہیں چمڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔کاغذ یا چمڑا پتلا ہو جس میں سے ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف پھوٹ جائے اور دوسری طرف کے حرف کا ایک جز معلوم ہونے لگے اور لفظ سمجھ میں آئے۔

سوم:۔اختلاف عبارت کا سبب یہ بھی ہے کہ نکتہ چین سے اصلی متن کو ارادتاً بہتر اور درست کرنے کی نیت سے صحیح کرے۔جبکہ ہم ایک مشہور عالم کی مصنفہ کتاب پڑھتے ہیں اور اس میں صرف ونحو یا قواعد مناظرہ کی کوئی غلطی پاتے ہیں تو اس غلطی کو زیادہ تر چھاپنے والے پر منسوب کرتے ہیں۔بہ نسبت اس کے کہ خود مصنف کی طرف نسبت دیں اسی طرح ایک قلمی نسخہ کا نقل کرنے والا جو اس کتاب میں جسے وہ نقل کرتا ہے غلطیاں پائے تو ان کو ناقل اول کی طرف منسوب کرتا ہے اور پھر ان کو اپنی دانست میں اس طرح صحیح کرتا ہے کہ مصنف نے اس کو یوں لکھا ہوگا لیکن اگر وہ اپنے خوردہ گیر قیاس کو بہت وسعت دیتا ہے تو وہ خود اسی غلطی میں پڑتا ہے جس کے رفع کرنے کا اس نے ارادہ کیا تھا اور اس کا غلطی میں پڑنا کئی طرح پر ہوسکتا ہے۔(1) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت میں صحیح ہے غلط سمجھ لے یا جو مصنف کی مراد ہے اس کو غلط سمجھے اور یہ جانے کہ اس نے صرف ونحو کی غلطی پکڑی حالانکہ وہ خود غلطی پر ہے یا یہ بات ہو کہ خود مصنف ہی سے وہ غلطی صادر ہوئی ہو جس کو یہ صحیح کرنا چاہتا ہے۔(2) اختلاف عبارت کے اسباب میں بقول سکینس بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہ ہے کہ یکساں مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہے جس سے ان میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جائے اور خاص کرانا جیل کو اس طریقہ سے نقصان پہنچا ہے اور پال کے ناجات کو اکثر مقامات میں اس لئے الٹ پلٹ کیا ہے کہ عہد جدید کے حوالوں کو ان مقامات میں جہاں وہ سٹیوا یجنٹ (نسخہ سبعیہ) ترجمہ کے بعینہ الفاظ سے تفاوت رکھتے ہیں اسی ترجمہ سے مطابق کریں۔(3) بعض نکتہ چینوں نے عہد جدید کے نسخوں میں اس طرح اختلاف عبارت ڈال دیئے کہ ان کو ترجمہ رومی ولکیٹ کے مطابق تبدیل کر دیا۔

چہارم:۔ایک اور سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسی فریق کے

مطلب برائی کے لئے دانستہ کی گئی ہوں خواہ وہ فریق درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی ہو۔ یہ بات تحقیق ہے کہ ان لوگوں نے جو دیندار کہلاتے تھے بعض خرابیاں ارادتاً کیں یہ خرابیاں اس دوراندیشی سے کی گئی تھیں کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اس کو تقویت ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہ ہوسکے۔

مذکورہ بالا اسباب کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ عہد جدید کی کتابیں کس قدر مشکوک ہیں اور ان کی اصلیت پر کیسا پردہ پڑ گیا ہے تمثیلاً ہم یہاں چند مقامات کا حوالہ دیتے ہیں یہ وہ مقامات ہیں جن کو 27 مشہور علماء مسیحی کی ایک انجمن نے الحاقی ثابت کیا ہے۔ اس انجمن کی کیفیت یہ ہے کہ 1870ء میں نہر کنٹر بری (واقع انگلستان) میں علماء مسیحی کی ایک مجلس منعقد ہوئی تھی بحث یہ تھی کہ مروجہ انگریزی ترجمہ بائبل جو شاہ جیمس اول کے حکم سے 1611ء میں ہوا تھا اور جس کا ماخذ رومی ترجمہ ولگیٹ تھا اب اس وجہ سے ناقص ہو گیا کہ اس زمانہ میں دو سب سے قدیم مشہور و معروف نسخے یعنی نسخہ اسکندریہ اور نسخہ سینا (ان کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں) دستیاب نہیں ہوئے تھے علاوہ بریں زمانہ حال کے انکشاف متعلق آثار قدیمہ بھی اس وقت نہیں ہوئے تھے اس لئے ایک دوسرا ترجمہ قدیم ماخذوں اور جدید انکشافات کی مدد سے تیار کرنا چاہیے چنانچہ 27 اراکین اس خاص مقصد کے واسطے منتخب ہوئے جنہوں نے 1881ء میں نہایت جانفشانی سے ایک نیا ترجمہ جواب روائزڈ ورشن کے نام سے مشہور ہے چھاپ کر شائع کر دیا۔

اب ہم ان مقامات کا حوالہ دیتے ہیں جو بالاتفاق الحاقی ثابت ہوئے ہیں:۔

نامہ جان اول باب 5 درس 7	اس میں مسئلہ تثلیث کا ذکر ہے
اعمال حواریین باب 8 درس 37	اس میں ایک خواجہ سرا کا یہ عقیدہ کہ مسیح ابن اللہ ہے بیان ہوا ہے اس میں حضرت مسیح کا دوبارہ زندہ ہو کر حواریوں سے ملنا اور پھر آسمان پر چڑھ جانا مذکور ہے
انجیل یوحنا باب 8 درس 11	ایک زانیہ کا سنگساری کی حد سے بچنا
انجیل یوحنا باب 5 درس 4,3	فرشتہ کا بت شدا کی تالاب کو جنبش دینا
انجیل متی باب 6 درس 13	دعائے مسیحؑ

ہم نے مذکورہ بالا مقامات پر جن کو خود علمائے مسیحی نے اب الحاقی ثابت کیا ہے اکتفا کیا ہے ورنہ اگر عہد جدید کی مختلف کتابوں کا باہمی مقابلہ کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو بکثرت ایسے مقامات نظر آتے ہیں جن میں صریح تناقض اور تخالف ہے۔ نمونہ کے طور پر ہم یہاں ولادت مسیح کے متعلق اناجیل اربعہ کے اختلافات کو بیان کرتے ہیں۔

اناجیل اربعہ اور ولادت مسیحؑ

حضرت مسیح کی مافوق العادت ولادت کا قصہ انجیل متیٰ اور انجیل لوقا میں مذکور ہے۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ نہ مرقس کی انجیل میں جو ان دنوں اناجیل سے سابق اور اصل ماخذ ہے یہ قصہ بیان ہوا ہے اور نہ انجیل یوحنا میں حالانکہ یوحنا کو عیسائی برگزیدہ حواری یقین کرتے ہیں اور حضرت مسیح نے صلیب پر اسی حواری سے وصیت کی تھی کہ میں اپنی ماں کو تمہارے سپرد کرتا ہوں تم کفالت کرنا چنانچہ حضرت مریم یوحنا کے گھر میں رہیں۔(دیکھو انجیل یوحنا 26-19/27) اس لئے اس امر میں یوحنا کو سب سے پہلے واقفیت ہونا چاہیے تھی خاص کر جبکہ یوحنا نے اپنی انجیل میں بہت شدومد سے حضرت مسیح میں الٰہی شان کا جلوہ گر ہونا بیان کیا ہے۔لیکن حیرت ہے کہ متعدد مقامات پر یوحنا نے صاف صاف حضرت مسیح کو یوسف اور مریم کا بیٹا لکھا ہے اور آپ کے اور بھائیوں کا بھی حوالہ دیا ہے (دیکھو انجیل یوحنا 1/45-6/6-7/42,5)

اب متیٰ اور لوقا کے حواریوں کو لو۔انجیل متیٰ 18-1/21 میں لکھا ہے۔

''یسوع مسیح کی ولادت اس طور پر ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم یوسف کے ساتھ منسوب ہوئی تو قبل اس کے کہ ہم بستری کی نوبت آئے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو ایک نیک آدمی تھا اس اندیشہ سے کہ کہیں اس کی عام تشہیر نہ ہو جائے چاہا کہ مریم کو چپکے سے چھوڑ دے لیکن جب وہ یہ ارادہ کررہا تھا ناگاہ خدا کا فرشتہ اسے خواب میں نظر آیا اور کہنے لگا یوسف ابن داؤد مریم کو اپنی بی بی بنانے میں کچھ خوف نہ کر کیونکہ جو کچھ اس کے شکم میں ہے روح القدس میں سے ہے اور وہ ایک بیٹا جنے گی جس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنی قوم کو ان کے گناہوں سے بچائے گا۔یہ سب اس لئے ہوا تا کہ خدا نے جو کچھ رسول کی معرفت فرمایا تھا وہ پورا ہو۔وہ پیشن گوئی یہ ہے

''دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو کر بیٹا جنے گی جس کا نام عمانئیل رکھا جائے گا۔''

متیٰ نے یسوع کی مافوق العادت ولادت کی اس پیشن گوئی کی تصدیق میں پیش کیا ہے جو عہد عتیق کی کتاب یشعیاہ 7/14 میں مذکور ہے لیکن زبان عبرانی کا مشہور عالم ڈاکٹر ڈیوڈسن نے کتاب یشعیاہ کی شرح میں جو ٹمپل بائبل میں شائع ہوئی ہے لکھا ہے کہ یشعیاہ نبی نے اصل میں ''الما'' کا لفظ ارشاد فرمایا تھا جس کے معنی ہیں ''ایک نوجوان لڑکی جو شادی کے قابل ہو گئی ہو۔'' لیکن عہد عتیق کے یونانی ترجمہ یعنی نسخہ سبعینہ میں ''پارتھی نوس'' بمعنی ''باکرہ'' استعمال ہوا اور چونکہ

اناجیل اربعہ میں عہد عتیق کے حوالے اسی یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ سے اخذ کئے گئے ہیں اس لئے متیٰ نے بھی وہی باکرہ کا لفظ استعمال کر دیا۔ فرانس کا مشہور ڈاکٹر ریوس اپنی کتاب لاپروفٹ (کتاب الانبیاء) جلد اول صفحہ 233 میں اس پیشن گوئی کے متعلق ایک تاریخی لطیفہ لکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ یشعیاہ نبی نے احاز شاہ یہودیہ کو جب اس پر شام اور سماریہ کے حاکموں نے حملہ کر کے سخت پریشان کر دیا تھا تسلی دے کر یہ پیشن گوئی کی تھی کہ یہ دشمن جلد تباہ ہو جائیں گے اور نشان کے طور پر فرمایا تھا کہ جب ایک کنواری سے ایک لڑکا پیدا ہو جس کا نام عمانیل رکھا جائے اور وہ مسکہ اور شہد کھائے اور قبل اس کے کہ برائی سے بچنے اور اچھائی اختیار کرنے کی تمیز اس کو آئے یہ دونوں بادشاہ جو تیرے دشمن ہیں تباہ ہو جائیں گے" اب اگر عمانیل سے یسوع مسیح مراد ہیں تو گویا یشعیاہ نبی شاہ یہودیہ کو یوں تسلی دیتے ہیں کہ 750 برس بعد یعنی جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوں گے تو تیرے دشمن تباہ ہو جائیں گے۔ بھلا ایسی پیشن گوئی سے شاہ یہودیہ کو جو اس وقت دشمنوں کے نرغہ میں تھا کیا تسلی ہوئی۔ طرّہ یہ ہے کہ اسی کتاب یشعیاہ کے باب 8 درس الغایت 8 میں ایک کاہنہ کے بطن سے ایک لڑکے کا پیدا ہونا اور قبل اس کے کہ وہ سن رُشد کو پہنچے شاہ یہودیہ کے دشمنوں کا اسیریا کے بادشاہ کے ہاتھوں تباہ ہو جانا مذکور ہے۔

اب انجیل لوقا کو لو۔ باب اول درس 26 لغایت 35 میں لکھا ہے:۔

"زوجہ ذکریا کے حمل کے چھ ماہ بعد جبرئیلؑ خدا کی طرف سے جلیل کے ایک شہر ناصرہ میں ایک کنواری کے پاس آیا جو نسل داؤدؑ کے ایک شخص یوسف نام سے منسوب تھی اس کنواری کا نام مریم تھا۔ فرشتہ آیا اور کہنے لگا "بشارت ہو اے وہ جس پر رحمت کی گئی ہے۔ خدا تیرے ساتھ ہے تو عورتوں میں متبرک ہے" مریم نے جب اسے دیکھا تو متردد ہوئی اور دل میں کہنے لگی یہ کس قسم کی بشارت ہے فرشتہ کہنے لگا "اے مریم کچھ خوف نہ کر تو نے خدا کی رحمت کو پالیا اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہوگا اور ابن اعلیٰ کہلائے گا اور خداوند خدا سے اس کے باپ داؤد کا تخت عطا فرمائے گا اور وہ نسل یعقوب پر ہمیشہ حکمراں رہے گا اور اس کی حکومت کا خاتمہ نہ ہوگا" تب مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیسے ہوگا جب کہ میں کسی مرد سے نہیں ملی" تب فرشتہ نے کہا "تجھ پر روح القدس نازل ہوگی اور رب اعلیٰ کی قدرت تجھے ڈھانک لے گی اور اس لئے وہ پاک شے جو تجھ سے پیدا ہوگی ابن اللہ کہلائے گی۔"

لوقا کا یہ بیان متیٰ کے بیان سے کس قدر مختلف ہے پھر حضرت مسیح کا نسب نامہ جس کو لوقا باب 3 میں درج کیا ہے آپ کے اس نسب نامہ سے جس کو متیٰ نے باب اول درس الغایت 17 میں لکھا

ہے کسی طرح مطابقت نہیں رکھتا علاوہ اس کے خود لوقا نے اپنی انجیل کے متعدد مقامات پر حضرت مسیح کو یوسف و مریم کا بیٹا لکھا ہے (دیکھو لوقا 2/48) ''مریم نے عیسیٰ سے کہا دیکھ تیرا باپ اور میں غمگین ہو کر تجھے ڈھونڈتے تھے'' اسی طرح لوقا 2/33 کے موجودہ نسخوں میں یہ لفظ ہیں ''تب یوسف اور اس کی ماں'' مگر ڈاکر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کر کے چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لپسک (واقع جرمنی) 1805ء اور سنڈروف کی انجیل مطبوعہ 1849ء اور رومن ولکٹ کے انگریزی ترجمہ میں یوسف کا نام نہیں ہے بلکہ یوں ہے ''تب اس کا باپ اور اس کی ماں'' اور ٹروٹوپ نے یونانی انجیل کی شرح میں اسی کو صحیح مانا ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا صاف ظاہر ہے اسی طرح لوقا 2/41,27 میں یوسف و مریم کو حضرت عیسیٰ کے ماں باپ کہہ کر تعبیر کیا ہے۔

مسٹر کانی بیر نے 22 جون 1904ء کے اخبار ڈیلی کرانکل میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ ''حضرت مسیح کے متبع اور معاصرین یوسف کو آپ کا انسانی باپ مانتے تھے اور حواری بھی اس سے زائد نہیں جانتے تھے۔ آپ کی مافوق العادت ولادت ایک خاندانی راز تھا جس کو آپ کی ماں نے اس وقت تک ظاہر نہیں کیا جب تک پال اور اس کے رفیق دنیا سے رخصت نہ ہو گئے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ یہودیہ کا پہلا کلیسا اس مافوق العادت ولادت کا صاف منکر تھا......

غرض کہ حضرت مسیح کے دو سو برس بعد تک ہر جگہ عیسائیوں کے ایک نہ ایک فرقہ نے اس اعجوبہ سے انکار کیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا بابلکا تحت لفظ ''یسوع میں صاف لکھا ہے کہ:۔

''کچھ شک نہیں کہ باکرہ سے پیدا ہونے کا یہ قصہ ہم کو کفار کے خیالات[1] کے دائرہ میں داخل کر دیتا ہے۔''

---

1. حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هو الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جو کہتے ہیں مسیح ابن مریم وہی خدا ہے (سورۂ مائدہ) کلام مجید کے نزول کے زمانہ میں دو متضاد خیالات حضرت عیسیٰ کے متعلق اہل کتاب میں پھیلے ہوئے تھے، یہود آپ کو معاذ اللہ ولد الزنا یقین کرتے تھے اور حضرت مریم کو ایک شخص پنتھر اتالی کے ساتھ تہمت لگاتے تھے برعکس اس کے نصاریٰ آپ کو لوگاس (یعنی کلمۃ اللہ و روح اللہ) مسیح موعود اور ابن اللہ اور حضرت مریم کو خداوند کی کنواری ماں یقین کرتے تھے۔ کلام مجید نے یہود کی تہمت کو قطعاً باطل کیا اور نصاریٰ کی گمراہیوں کی اصلاح کر دی ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ۔ (اور مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا یعنی بدکاری نہیں کی۔ پس ہم نے اپنی روح اس میں پھونک دی۔ سورہ مریم) یہ یہود کے مقابلہ میں حضرت مریم کی عصمت اور محصنہ ہونے کی گواہی اور آپ کے بیٹے کو اپنی روح سے نسبت دے کر عظمت و تقدس عیسوی کی شہادت ہے اب دوسرے مقامات پر ارشاد ہوتا ہے۔ (باقی حاشیہ در صفحۂ آئندہ)

بے شک عیسائیوں نے اس قصہ کو اس طرح مان لیا ہے جس طرح بت پرست قوموں نے اپنے بعض بزرگوں کے متعلق مشہور کیا تھا مثلاً قدیم یونانی کہتے تھے کہ افلاطون اپالو دیوتا کا بیٹا ہے اور اس کے حمل کا قصہ بھی حضرت مسیح کے قصہ کی طرح مشہور تھا۔ مؤرخ پلوٹارک اسکندر رومی کے متعلق لکھتا ہے کہ جوپیٹر امون دیوتا سانپ کی شکل میں اسکندر کی ماں کی خواب گاہ میں آیا کرتا تھا ایک دن فیلقوس نے روزن دیوار سے اس حرکت کو دیکھ لیا فوراً اس کی ایک آنکھ جاتی رہی غرض کہ اس طور سے اسکندر کی ماں دیوتا سے حاملہ ہوئی۔ اسکندر کی زندگی ہی میں یہ قصہ کہ وہ جوپیٹر امون کا بیٹا ہے مشہور ہو گیا تھا۔

مہابھارت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کی کنواری لڑکی کو رشیون نے اس کے حسن خدمات کے عوض چند ایسے منتر سکھا دیئے تھے جن کو پڑھ کر وہ جس آسمانی دیوتا کو چاہے بلا سکتی تھی۔ ایک دن اس لڑکی نے آزمانے کی غرض سے سوریا دیوتا کے لئے منتر پڑھا فوراً دیوتا ایک جوان خوش رو کی شکل میں متشکل ہو کر سامنے موجود ہوا اور کہنے لگا "مجھے کیوں تکلیف دی ہے" لڑکی نے کہا "میں نے تو محض آزمائش کے طور پر منتر پڑھا تھا" دیوتا نے کہا "یہ ہو نہیں سکتا اب میں آیا ہوں تو اپنی ایک یادگار بھی چھوڑتا جاؤں" لڑکی جھجکی اور کہنے لگی کہ "دیوتا! میں بدنام ہو جاؤں گی" دیوتا نے جواب دیا "نازنین! تو ڈرتی کیوں ہے اس حمل کے رہ جانے سے تیری بکارت زائل نہ ہونے پائے گی۔"

غرض کہ اس طور سے کرن پیدا ہوا۔ یہ وہی مشہور سورما کرن ہے جو مہابھارت کی جنگ میں پانڈوں سے لڑا اور آخر میں ارجن کے ہاتھ سے مارا گیا اور یہ لڑکی پانچوں پانڈوں کی ماں کنتی ہے۔

ولادت مسیح کے ذکر کے بعد ذیل میں حیات وفات مسیح کی تشریح سنو۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ. (اے کتاب والو اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو خدا پر بجز سچ کے کچھ نہ کہو بے شک عیسیٰ مریم کا بیٹا خدا کا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے کہ اس کو مریم کی طرف ڈالا اور روح ہے اس کی طرف سے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور مت کہو کہ تین خدا ہیں اس کہنے سے باز رہو تمہارے واسطے بہتر ہے۔ سورہ النساء) یہ نصاریٰ کے مقابلہ میں ان کے خیالات کی اصلاح ہے ناسٹک فرقے حضرت عیسیٰ کو روح محض اور لاہوت کل کہتے تھے اسی طرح اسکندریہ کے عیسائی الٰہیات کے رنگ میں آپ کو لوگاس یعنی کلام ازلی یا کلمۃ اللہ کہتے تھے۔ ایانی فرقے آپ میں ناسوتی اور لاہوتی صفات ثابت کرنے اور فرقہ تثلیثیہ آپ کو ثالث ثلثہ اور ابن اللہ کہتا تھا غرض کہ یہود کے مقابلہ میں عیسائی نہایت غلو سے کام لیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہی حمایت دین (باقی حاشیہ۔ درصفحہ آئندہ)

انسائیکلو پیڈیا برٹینز کا طبع جدید جلد 3 میں ''بائبل'' پر ایک مبسوط اور عالمانہ مضمون لکھا گیا۔ جس کی ایک سرخی ''جمع وترتیب انجیل'' سے ہم چند فقرات کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔

''یسوع اور اس کے حواریوں کی کتابیں اصل میں تورات تھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع اور اس کے حواری دونوں انہیں کتابوں پر قانع تھے۔ غالبًا پورے دوسو برس بعد وفات مسیح اسے تحریرات نظر آتے ہیں جن کو کتب عیسوی کہہ سکتے ہیں۔ عیسائیوں کی پہلی نسلی تحریر کتب کی طرف مائل نہ تھی۔ اتنا ہی نہیں کہ کتاب لکھنے کے واسطے کوئی خاص وجہ نہ تھی بلکہ نہ لکھنے کے واسطے البتہ صریح علتمو جود تھی یہ علت ان کے اس رجحان طبیعت میں مضمر تھی جس کو مسیح کی ''حیات بعد الممات'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کی پہلی نسل مسیح کے آسمان سے دوبارہ تشریف لانے کے روزانہ منتظر رہتی تھی۔ اصل یہ ہے کہ عیسائی نہ صرف ''مسیحا'' کے دوبارہ ورود کے منتظر تھے بلکہ رجعت یسوع کا انتظار کرتے تھے۔ یہود کا عقیدہ تھا کا مسیحا میں صفات مافوق البشر پائے جائیں گے اس لئے یسوع کی پہلی تشریف آوری (جس سے نامرادی اور بے کسی ظاہر ہوئی) پر ورود ''مسیحا'' کا دعویٰ صادق نہ ہوا اس لئے عیسائیوں کی پہلی نسل جوش وخروش کے ساتھ یسوع کی بہت جلد ایسی آمد کے منتظر تھے جو جاہ وجلال اور عظمت وشان کے ساتھ ہو۔ قلوب کی یہ حالت ہو تو مستقل تصنیفات کی ضرورت ہی کیا تھی ان کو تو یقین تھا کہ عنقریب خداوند سے بالمشافہ گفتگو ہو گی۔'' (صفحہ 872)

اسی کا نام ہے۔ کلام مجید نے اس غلو کو باطل کیا اور فرمایا کہ بے شک حضرت عیسیٰ مسیح موعود ہیں کلمۃ اللہ ہیں، روح اللہ ہیں لیکن ان باعظمت خطابات کے ساتھ آپ مثل اور پیغمبروں کے ایک رسول ہیں اور اس خدائے لم یلد ولم یولد کے ایک بندے ہیں پھر صاف صاف فرمادیا۔ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ. (مسیح ابن مریم فقط ایک پیغمبر تھا اس سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے اور اس کی ماں سچے دل سے خدا کو ماننے والی تھی۔ دونوں کھانا کھاتے تھے (یعنی بشر تھے۔ سورہ مائدہ) حضرت عیسیٰ کے متعلق کلام مجید کی اصلی تعلیم یہی ہے باقی رہیں وہ آیات جن میں آپ کی ولادت کا ذکر ہے یعنی سورۂ آل عمران کی یہ آیات وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ...... الایہ اور سورہ مریم کی یہ آیات وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ الایہ یہ صرف ابراد قصص کے طور پر ہیں اور لوقا 26-1/35 کے بیان سے جس کو ہم نے اوپر ترجمہ کیا ہے مشابہ ہیں۔ (ختم شد)

عیسائی علماء کے اس ''حق برزبان جاری'' اقرار کے بعد اب ضرورت نہیں کہ ہم اناجیل اربعہ یا ان کی کتابوں پر کچھ تنقید کریں۔

عقائد یہود کے ضمن میں ہم لکھ چکے ہیں کہ کیونکر حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے جعلی مسیح تصور کیا لیکن ان کے مقابلے میں عیسائیوں نے آپ کو نہ صرف مسیح موعود بلکہ ابن اللہ اور ثالث ثلثہ یقین کیا جو کفارہ کے طور پر مصلوب ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر باپ کے پاس چلا گیا اور اب پھر جاہ وجلال کے ساتھ نازل ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل کے واسطے پہلے حضرت عیسیٰؑ کے واقعات زندگی پر غور کرنا چاہیے۔

ذیل میں ہم فرانس کے مشہور محقق رینان کی معرکتہ الآرا کتاب سیرت یسوع کا اقتباس درج کرتے ہیں۔

فاضل موصوف حضرت عیسیٰؑ کے حیات کے دو جداگانہ دور قرار دیتا ہے۔ دور اول وہ ہے جب آپ نے گیلی لی (شہر جلیل) کے گردونواح میں مؤثر تمثیلوں کے ذریعہ سے زہد، قناعت، مذمت دنیا اور تواضع پر وعظ کہنا شروع کیا اور درویشانہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ اس تعلیم سے اور نیز آپ کے اس رحیمانہ طرز عمل سے جو آپ نے مغرور جبہ ودستار والے فریسیوں (فقہا یہود) کے برعکس غربا و مساکین اور دل شکستہ گناہ گاروں پر رحم وکرم فرمانے سے اختیار کیا تھا آپ ہر دلعزیز ہو گئے لیکن اس کے ساتھ کسی نے آپ کو یہ کہنا شروع کیا کہ آپ ہی الیاس یا یرمیاہؑ (جو اب تک زندہ مگر نظروں سے غائب مانے جاتے تھے) ہیں اور جن کے ظہور سے دور مسیحا شروع ہوگا۔ کسی نے یہ خیال کیا کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں لیکن آپ نے ان کو ایسا کہنے سے منع کیا اتنا ہی نہیں بلکہ ایک دن آپ کے ایک حواری نے عرض کیا کہ اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ ''تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ لیکن اگر تو ایسی زندگی چاہتا ہے تو احکام کی تعمیل کر۔''

دوسرا دور وہ ہے جب آپ مع 12 حواریوں کے بیت المقدس کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ خلائق کے مجمع میں یکایک ایک اندھا بول اٹھا کہ یہی داؤد کا بیٹا مسیح موعود ہے۔ لوگوں نے اس کی تائید میں زور وشور سے ''ہمارا بادشاہ مبارک'' (ہوشعنا ابن داؤد) کے نعرے لگائے غرض کہ آپ اس شان سے ہیکل میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ عبادت کے عوض لوگ احاطہ حرم میں خرید وفروخت کر رہے ہیں اور ایک بازار لگا ہوا ہے۔ آپ سخت ناراض ہوئے اور نہی عن المنکر کے طور پر صرافوں کے تختے اور کبوتروں کی کابکیں الٹ دیں۔ یہ دیکھ کر فقہا اور علماء یہود حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ جب آپ نے ہیکل میں بے خوف وخطر فریسیوں (فقہاء) اور احبار کی ریاکاری حب دنیا اور جاہ طلبی کی قلعی کھول کر صدق نیت اور خلوص باطن کی طرف توجہ دلائی تو پیشوایان دین

اپنی عظمت اور وقار کے جاتے رہنے کے خوف سے آپ کے دشمن ہو گئے اور قتل کے در پے ہو گئے۔ حضرت عیسیٰؑ سمجھ گئے کہ قاتلین انبیاء اب آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ آپ نے ان پر نفرین کر کے بیت المقدس کے تباہ و برباد ہونے کی پیشن گوئی اور اپنے مریدوں کو اپنی موت کی خبر دے کر یہ وصیت کی کہ خبردار فریب میں مت آنا۔ بہت سے مسیح ہونے کا دعویٰ کریں گے اور بہتوں کو فریب دیں گے۔ جب تم جنگ و جدل کے ہولناک واقعات سننا تو پریشان مت ہونا۔ یہ ہونا ہے۔ آخر زمانہ میں فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا اور جب یہ سب مصائب گزر چکیں گے تو سورج تاریک ہو جائے گا۔ چاند میں روشنی اخذ کرنے کی قوت نہ رہے گی۔ ستارے آسمان سے گر جائیں گے۔ آسمان میں تزلزل پیدا ہوگا۔ مریدوں نے پوچھا کہ یہ وقت کب آئے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ نہ انسان، نہ آسمان کے فرشتے اور نہ ابن آدم کوئی بھی اس وقت کو نہیں جانتا ہے ہاں اگر اس کا علم ہے تو خدا کو، اس لئے ہوشیار رہو اور عبادت کرو کیونکہ تم کو اس ساعت کی خبر نہیں۔

حواریین آپ کے یہ الفاظ سن کر افسردہ ہو گئے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ اسرائیل کی بادشاہت قائم کر کے جاہ و جلال سے حکومت کریں گے۔ انہیں ایام میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو آپ کی گرفتاری کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ آپ کے حواری چونکہ تارک الدنیا ہو کر آپ کے ساتھ رہتے تھے اس لئے جو کچھ نذر و نیاز کے طور پر ملتا تھا وہ سب آپ کے ایک حواری یہوداہ اخریوطی کے پاس جمع ہوتا تھا وہ ان سب کے خورد و نوش کا سامان کرتا تھا اور سب کا خزانچی تھا۔ ایک دن حضرت عیسیٰؑ پریشانی کے ایام میں اپنے ایک دوست شمعون مبروص کے گھر تشریف لے گئے۔ ایک خوش عقیدہ عورت ایک قیمتی صندوقچہ میں خوشبودار تیل لائی اور آپ کے سر مبارک پر مل کر صندوقچہ کو اس زمانہ کی رسم کے موافق تصدق کر کے توڑ ڈالا۔ یہ دیکھ کر حواری اس عورت پر بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا فضول خرچی تھی اگر یہ سب ہم کو دیتی تو ہم تین سو درہم میں فروخت کر کے اپنے مصرف میں لاتے۔ حضرت عیسیٰؑ کو حواریوں کی یہ گدایانہ روش ناگوار گزری آپ نے پر درد لہجہ میں فرمایا ''اس عورت پر ناحق خفا ہوتے ہو، اس نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ محتاج تو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گے لیکن میرا اب آخری وقت ہے اس خوشبو سے میرا کفن معطر ہوگا اور جب لوگ انجیل پڑھیں گے تو اس نیک عورت کو بھی یاد کریں گے[1]''

یہ سن کر حواری چپ ہو گئے لیکن یہوداہ دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا آخر یہودیوں سے سازش کر کے روپیہ کے لالچ میں مخبری کر دی۔ یہود چند سپاہی لے کر رات کے وقت دوڑ پڑے۔ حواری دشمن کی صورت دیکھ کر آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اس طرح وہ معصوم نبی اللہ

---

1 مرقس باب 14 آیات 3 لغایت 9۔

گرفتار ہو گیا۔ یہودی شریعت میں ارتداد یا الحاد کی سزا سنگسار کرنا تھا مگر اس زمانہ میں رومیوں کی سلطنت تھی اور وہ یہودی شریعت سے مرتد ہونے کے جرم میں کسی کو سنگسار نہیں کرتے تھے اس لئے یہود نے حضرت عیسیٰؑ پر بادشاہ وقت سے باغی ہونے کی تہمت لگائی اور پائلٹ سے جو وہاں کا گورنر تھا یہ کہا کہ یہ شخص خود کو یہود کا بادشاہ کہتا ہے اور لوگوں کو ورغلاتا ہے۔ جرم بغاوت کی سزا صلیب پر چڑھا کر مارڈالنا تھی۔ اس لئے یہود نے پائلٹ سے درخواست کی کہ صلیب پر چڑھا دیا جائے۔

اناجیل اربعہ میں صاف لکھا ہے کہ حاکم نے آپ سے جرح کرنے کے بعد کہہ دیا کہ مجرم پر جرم ثابت نہیں ہوتا اس لئے وہ رہا کر دیا جائے لیکن مجمع یہود سے غل مچا کہ ایسے مفسد کو ہرگز رہا نہ کیا جائے تب حاکم نے کہا کہ یہ تمہارے عید فسح کا دن ہے جس میں ایک قیدی چھوڑ دینے کا دستور ہے اس لئے میں اس بے گناہ کو چھوڑے دیتا ہوں۔ یہودیوں نے پھر غل مچایا کہ اس کو نہیں بلکہ ایک دوسرے قیدی براباس کو جو واجب القتل تھا تب حاکم براباس کو رہا کر کے کہنے لگا اب تمہارے ''شاہ یہود'' کو کیا کروں۔ وہ کہنے لگے اس کو ''ملعونی موت'' یعنی صلیب چڑھا دیا جائے۔ تب حاکم نے حضرت عیسیٰؑ کو صرف کوڑے لگا کر سپاہیوں کی حفاظت میں مصلحتاً دیا کہ کہیں یہودی اس مظلوم کو اڑا نہ لے جائیں اور پھر آزار پہنچائیں۔ قدیم قوموں میں رومی قانون کے بڑے پابند تھے اور سپاہی حاکم کے بڑے مطیع اور مزاج شناس۔ حاکم نے حضرت مسیحؑ کی بے گناہی کا اعلان کر دیا تھا مگر چونکہ بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا اس لئے کوڑے لگوا دیئے تھے اور سپاہیوں کے سپرد کر دیا تھا وہ آپ کو ساتھ لے کر چلے مگر دستور کے خلاف صلیب کی لکڑی ایک دوسرے شخص شمعون پر جو دیہات سے آ رہا تھا لدوائی۔ کالوری پہاڑی پر دو ڈاکوؤں کی سولیاں تھیں اور بیچ میں جلی حرفوں میں لکھا تھا یہ ہے ''شاہ یہود'' جمعہ کا دن تھا، دوپہر ہو چکی تھی، یکا یک اندھیرا چھا گیا جو تین گھنٹہ تک رہا شاید سورج گرہن ہو یا کالی آندھی، بہر حال اندھیرا تھا۔ حواری پہلے سے ہی غائب تھے۔ یہود بھی آپ کو سپاہیوں کے ساتھ پہاڑی تک جاتے ہوئے دیکھ چکے تھے جہاں سولی دی جاتی وہ اب خوش خوش عید فسح کی خوشی منانے گھر چلے گئے کیونکہ دوسرا دن سبت کا تھا اور ان کا دن شام ہی سے شروع ہو جاتا تھا۔ انجیل یوحنا باب 20 آیت 26 میں صاف لکھا ہے کہ مسیح باغبان کے بھیس میں ایک مریدہ مریم مگدالن کو نظر آئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سپاہیوں نے پہاڑی پر پہنچ کر آپ کو چھوڑ دیا تھا۔ پھر آپ کھانا کھا کر دو حواریوں کے ہمراہ شہر جلیل (گیلیلی) میں پوشیدہ ہو گئے اور پھر چند دن کے بعد کہیں اور نہیں (اور نہ بقول غلط فہم فرقہ احمدیہ وادیٔ کشمیر میں) بلکہ اس دنیائے پرفتن سے عالم قدس میں اس طرح تشریف لے گئے جیسے حضرت ابراہیم و موسیٰ و سلیمان اور جس طرح حضرت داؤد کو آپ کا خسر طالوت قتل نہ کر سکا اور آپ محفوظ رہے اس طرح ہمارے حضرت خاتم النبیین کو شب ہجرت میں قریش قتل نہ کر سکے اور آپ صحیح و سالم محفوظ رہے۔ حضرت عیسیٰؑ نہ ہی

مقتول ہوئے اور نہ مصلوب۔ جس شب کی صبح کو آپ کی گرفتاری عمل میں آئی تمام رات آپ سجدہ میں دعا فرماتے رہے مجھے "ملعونی موت" (یعنی مصلوب ہونا) سے بچانا۔ یہ دعائے مضطر ایک پیغمبر معصوم کی تھی کیوں نہ مقبول ہوتی۔ قرآن مجید سورہ النساء میں صاف ارشاد کرتا ہے۔ وَمَا قَتَلُوْہ وَمَا صَلَبُوْہ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ یعنی آپ نے مقتول ہوئے نہ مصلوب لیکن وہ لوگ شبہ میں مبتلا ہوئے پھر قرآن میں اس کے بعد یوں ہی ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا قتلوْہُ یقیناً بل رَفَعَہُ اللّٰہ الیہ ۔ یعنی یقیناً وہ قتل نہیں ہوئے ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا کر سر بلند کر دیا۔ اس کھلی ہوئی شہادت سے یہودیوں کی شیخی اور عیسائیوں کی اعجوبہ پرستی دونوں کی قلعی کھل گئی۔ نہ آپ "ملعونی موت" مرے نہ زندہ آسمان پر چڑھ گئے اور نہ اتریں گے۔ ہم مسلمانوں کو لفظ رفعہ اللہ سے یہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام رازی لکھتے ہیں کہ لفظ رفع تعظیماً اور تفخیماً استعمال ہوا تھا۔ نہ مجسم آسمان پر چڑھ لینا جیسا کہ تثلیث کے قائل عیسائی آج تک کہتے ہیں اور غضب تو یہ ہے کہ ہم بھی ان کے ہمنوا بن کر گواہ چست ہو گئے حالانکہ قرآن مجید سورہ انبیاء میں صاف ارشاد ہوتا ہے۔

وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم فسئلو ا ھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وما جعلنا ھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانو ا خالدین ۔

یعنی (اے محمدؐ) پیشتر ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب مرد تھے جن پر وحی نازل ہوئی۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کر لو اور ہم نے ان رسولوں کو اس قسم کا بدن نہیں دیا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور ہمیشہ زندہ رہنے والے ہوں۔ پھر اسی سورت کی چند آیتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا جعلنَا لبشرٍ مِّن قبلک الخلدَ فاضرحتَ فھم الخَالِدون. یعنی (اے محمدؐ) تیرے پہلے کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو ہمیشہ زندہ رہے پھر اگر تیرا انتقال ہو جائے تو کیا وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

ایسی کھلی ہوئی اور صاف آیتوں کے بعد یہ کہنا کہ حضرت خاتم النبین کے پہلے ایسے بھی مرد تھے جو اب تک زندہ ہیں خواہ وہ حضرت الیاس ہوں یا حضرت عیسیٰؑ ہوں یا خواجہ خضر ہوں یا کوئی اور ہوں۔ یہ سب اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے جھوٹے قصے ہیں جس کو اسرائیلیات کہتے ہیں اور جن کو ہمارے متقدین اہل علم نے تفسیروں اور احادیث میں بغیر تحقیق درج کر کے قرآن پاک کی روشن آیات پر پردہ ڈال دیا۔ نص قرآنی کے مقابلہ میں کوئی بھی اگر کچھ کہے باطل ہے ہماری اس تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم قادیانی ہیں۔ معاذ اللہ۔ ہمارے رسول کریم حضرت رحمتہ للعالمین پر نبوت ختم ہو گئی۔ دین کامل ہو گیا۔ قرآن پاک سارے عالم کی ہدایت کے لئے ہے الحمد للہ اب اگر کوئی بھی دعویٰ کرے وہ مسیلمہ کی طرح کذاب ہے۔

باب سوم

قرآن مجید

آؤ! تاریخ کی دوربین کو بصیرت کی آنکھوں پر رکھ کر تیرہ سو برس پیشتر یعنی ساتویں صدی عیسوی میں اہل کتاب کے حالات کا معائنہ کریں۔ دیکھو یہود کی قومیت کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ وہ اقصائے عالم میں منتشر ہو کر محکوم مخذول ہو گئے ہیں۔ تورات کے اصلی نسخے فنا ہو چکے ہیں اور اس کی سچی تعلیم پر جو نور و ہدایت تھی۔ ربیین واحبار کے اقوال کا پردہ پڑ گیا ہے اور اب یہی اقوال تالمود کی ضخیم جلدوں میں مرتب ہو چکے ہیں اور بمنزلہ کلام الٰہی سمجھے جاتے ہیں۔ عہد عتیق کی کتابوں کا نہ اب تک کوئی ایک اصلاح شدہ متن تیار ہوا ہے اور نہ مسوراتیان کی ''تصیحات'' پیش ہوئی ہیں اختلافات کی کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے اور تحریف کا طوفان اٹھا ہوا ہے۔

دوسری طرف نصاریٰ کا حال دیکھو۔ مذہبی فرقہ آرائیوں اور باہمی خونریز معرکوں کا دور ختم ہو چکا ہے۔ ابیانی اور ناسٹک فرقے مع اپنی مذہبی کتابوں کے غارت ہو چکے ہیں۔ اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ جو علم و حکمت کا مخزن تھا پادریوں کے تعصب سے برباد ہو چکا ہے۔ فرقہ تثلیثیہ رومی سلطنت کے آہنی پنجے سے سب فرقوں پر غالب آ چکا ہے اور اب مصر و یونان و روم کے بت پرستانہ خیالات کے قالب میں ڈھالی ہوئی عہد جدید کی کتابیں جن میں مسائل حلول و کفارہ اصول دین قرار پائے ہیں متداول ہیں اور اصل انجیل یعنی حضرت مسیح کی سچی تعلیمات جو نور و رحمت تھیں مسخ ہو گئی ہیں۔

غرض کہ صحف سماوی کی یہ حالت تھی کہ یکا یک وہ آواز جو طور سینا پر سنائی دی تھی کالوری[1] کی پہاڑی پر صلیب کی وحشیانہ قوت سے خاموش کر دی گئی تھی اب غار حرا سے بجلی کی طرح چمک کر رعد کی طرح گرجنے لگی۔

نزول قرآن:

آنحضرت ﷺ کی رسالت کی مدت قریب 23 سال کے تھی 13 برس مکہ معظمہ میں اور 10 برس مدینہ منورہ میں اس کل مدت میں جس قدر کلام الٰہی آپ پر مختلف اوقات میں نازل ہوا اس

1 یروشلم میں ایک پہاڑی ہے جہاں حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔

کے مجموعہ کو قرآن کہتے ہیں۔قرآن مجید کی حفاظت ابتدائے نزول سے دو طرح پر ہوئی اول حفظ دوم تحریر و کتابت ہم ان دونوں طریقوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

1-حفظ

عرب میں قبل اسلام یہ عام رواج تھا کہ مشہور اشعار اور خطبات کو زبانی یاد کر لیتے تھے۔ شعرائے جاہلیت کا کلام اسی طور سے محفوظ رہا ہے۔امراء لقیس۔زہیر۔نابغہ۔حاتم طائی وغیرہ ہما کے دیوان جو عہد بنو اُمیہ میں قلمبند ہوئے اسی طور سے محفوظ رہے۔جاہل قوموں کا حافظہ عموماً قوی ہوتا ہے اور عرب اس خصوصیت میں مشہور تھے۔

نزول کلام مجید کی کیفیت یہ تھی کہ ابتداء میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوئیں اور پھر تھوڑا تھوڑا مختلف اوقات اور خاص خاص مواقع پر اس کی وجہ خود کلام مجید میں یہ بیان ہوئی ہے۔

وَقُرْاٰناً فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُکْثٍ وَنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلاً (سورۂ بنی اسرائیل) اور قرآن کے ہم نے حصے حصے کر دیئے اس لئے کہ تو اسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائے اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا۔

پھر کفار کا اعتراض بیان کر کے جواباً ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً کَذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلاً (سورۂ فرقان) اور کافروں نے کہا کہ اس (پیغمبر) پر قرآن سب کا سب ایکبارگی کیوں نہ اترا۔ایسے ہی تاکہ تیرے دل کو ہم اس سے مضبوط کریں اور ہم نے اسے تھم تھم کر پڑھا

اس طور سے صحابہ آسانی کے ساتھ جس قدر حصہ نازل ہوتا جاتا تھا یاد کر لیتے تھے اور چونکہ ابتدائے بعثت سے نماز فرض ہو چکی تھی اس لئے نازل شدہ حصہ کی تلاوت نماز میں بار بار ہوتی تھی اور آسانی سے حفظ ہو جاتا تھا۔خود آنحضرت ﷺ قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے کی ترغیب اور تاکید فرماتے تھے اور صحابہ نہایت اہتمام اور شوق سے یاد کرتے تھے۔ذیل میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

پہلی حدیث جو بخاری و مسلم دونوں میں منقول ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلعم لا حسد الا علی اثنین رجل اتاہ اللّٰہ القراٰن فھو یقوم بہ اناء الیل و اناء النھار ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رشک کے قابل صرف دو شخص ہیں ایک وہ جس کو خدا نے قرآن دیا اور وہ برابر دن رات

ورجل اتاه اللّٰه مالاً فهو ينفق منه اناء الليل واناء النهار۔ | تلاوت کرتا ہے اور ایک وہ جس کو خدا نے مال دیا ہو اور وہ برابر دن رات (راہ خدا میں) خرچ کرتا ہے۔

دوسری حدیث۔ یہ بھی متفق علیہ ہے:۔

عن عائشته قالت قال رسول اللّٰه صلعم الماهر بالقران مع السفرة الكرام البررة والذى يقراء القران وينتقع فيه وهو عليه شاق له اجران | عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قرآن کا ماہر ہو وہ پاک لکھنے والے بزرگ نیکوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی زبان اٹکتی ہے اور یہ اس پر تکلیف دہ ہے اس کو دہرا ثواب ہے۔

تیسری حدیث بھی متفق علیہ ہے۔

عن عبداللّٰه بن مسعود قال قال رسول اللّٰه صلعم على المنبر اقراء على قلت اقراء عليك وعليك انزل قال انى احب ان اسمعه من غيرى فقراء ت سورة النساء حتى تيت الى هٰذه الأيه "فكيف اذاجئنامن كل امته بشهيد وجئنابك على هؤلاء شهيدا" قال حسبك الان فالتفت اليه فاذا عيناهُ تذرفان۔ | عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ منبر پر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قرآن سناؤ" میں نے کہا "آپ کے آگے میں پڑھوں اور آپ پر تو نازل ہوا ہے" آپ نے فرمایا "مجھے یہ بہت پسند ہے کہ دوسرے سے سنوں" پس میں نے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر آیا "پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھ کو (اے محمد) ان سب گواہوں پر گواہ لائیں گے" آپ نے فرمایا اچھا بس میں نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

الغرض کلام مجید اس طور سے سینوں میں محفوظ رہتا تھا۔ بخاری میں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ میں نے ستر سورتیں خود زبان مبارک رسول اللہ سے سن کر یاد کی ہیں اسی طرح اور کثرت سے صحابہ[1] تھے جو قرآن کو حفظ کر لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے ہی سال جب عہد حضرت ابوبکر میں یمامہ کا خونخوار معرکہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں پیش آیا تو اس میں ستر صحابہ ایسے شہید ہوئے جن کو قرآن حفظ تھا۔

1۔ مشہور حفاظ صحابہ کے نام یہ ہیں:۔ ابوبکرؓ، علیؓ، عثمانؓ، عمرؓ، طلحہؓ، ابن مسعودؓ، حذیفہؓ، سالم مولیؓ، حذیفہ، ابوہریرہؓ، عبداللہ بن سائب، عبداللہ بن عمرو قاص، عبادہ بن اصامتؓ، مسلم بن کلد، تمیمؓ داری، عقبہؓ بن ابوموسیٰؓ اشعری 12۔

حقیقت یہ ہے کہ ابتدائے نزول سے آج تک کلام مجید سینوں ہی میں خاص طور سے محفوظ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہیں کوئی بستی ایسی نہ ملے گی جہاں حفاظ قرآن موجود نہ ہوں۔ فرض کرو کہ تورات، اناجیل، قرآن مجید اور دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں کے قلمی اور مطبوعہ نسخے سب کے سب ایک ساتھ ضائع کر دیئے جائیں تو بتاؤ کہ بجز کلام مجید کے جو سینۂ مسلم میں بجنسہٖ محفوظ ہے اور کون سی الہامی کتاب پھر دنیا میں اپنی اسی اصلی حالت میں شائع ہو سکتی ہے۔ یہ اس کلام الٰہی کے مختصات میں سے ہے۔ کیوں نہیں:۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ بلکہ یہ قرآن بزرگ ہے لوح محفوظ میں۔

لوح محفوظ سے سینہ مسلم کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ چونکہ اس آیت کے پہلے فرعون کا ذکر آتا ہے اس لئے لامحالہ ذہن توریت کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ پتھر کی چند لوحیں کوہ طور سے اپنے ساتھ لائے تھے جن پر احکام شریعت کندہ تھے لیکن بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی میں مشغول دیکھ کر آپ نے جوش غضب میں الواح کو زمین پر ڈال دیا اور وہ ٹوٹ گئیں بعد کو پھر آپ کوہ طور پر تشریف لے گئے اور وہ لوحیں صندوق میں بند کر کے لائے اس صندوق کی نہایت حفاظت کی جاتی تھی لیکن حوادث اور انقلاب میں وہ صندوق مع الواح ضائع ہو گیا۔ تورات کے اصلی نسخے بھی برباد ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں الواح توریت سے مقابلہ کیا ہے اور کلام مجید کا ایک ایسی لوح میں موجود ہونا مذکور ہے جو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ ہے۔ وہ لوح سینۂ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ[1] پھر اس سینہ پاک سے امت محمدی کے سینوں میں آج تک محفوظ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ[2]

1۔ بیشک اس کو عالموں کے پروردگار نے اتارا ہے۔ روح الامین نے تیرے دل پر تا کہ ڈرانے والوں سے ہو (سورہ شعراء)

2۔ بلکہ یہ کھلی ہوئی آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے (سورہ عنکبوت) تفاسیر میں بالعموم لوح محفوظ سے وہ لوح مراد ہے جو آسمان پر ہے چنانچہ تفسیر معالم میں بہ سند ابن عباس لکھتے ہیں کہ "لوح محفوظ سفید موتی کی ہے طول اس کا جیسے زمین سے آسمان اور عرض جیسے مشرق سے مغرب اور کناروں پر اس کے یاقوت جڑے ہوئے ہیں اور دونوں دفتیاں یاقوت سرخ کی ہیں اور نور کے قلم سے کلام قدیم اس میں لکھا ہے۔" اس روایت کے بعض لوگ لفظی معنی لیں گے۔ بعض امام غزالی کے اصول پر تاویل کریں گے بعض شاہ ولی اللہ کے عالم مثال میں اس کا وجود یقین کریں گے ہم کو یہاں لوح محفوظ کی اصلیت سے بحث نہیں بلکہ اس آیت میں لوح محفوظ سے جو لطیف کنایہ پیدا ہوتا ہے اس کو ظاہر کرتا ہے و الکنایۃ ابلغ من الصراحتہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

2- تحریر وکتابت

قبل اس کے کہ ہم قرآن مجید کی تحریر وکتابت کا ذکر کریں پہلے عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہیں۔

عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ:

قدیم الایام میں یمن عربی تمدن اور شائستگی کا گہوارہ تھا۔ یہیں سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں سن عیسوی سے سینکڑوں برس پیشتر قائم ہوئیں جن کی فتوحات کا اثر ایران و روم تک پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے ایک خط ایجاد کیا تھا جس کو خط مسند یا حمیری کہتے تھے۔

مؤرخ ابن خلدون لکھتے ہیں: "کہ دولت تبابعہ کے عہد میں خط عربی ضبط استحکام اور خوبی کے لحاظ سے انتہائی حد پر پہنچ گیا تھا کیونکہ ان میں تمدن اور شائستگی تھی اسی خط کا نام خط حمیری ہے۔"

علمائے آثار قدیمہ نے اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں بھی پائے ہیں۔ العلا، مدین تبوک اور صفا کے قرب و جوار میں مشہور مستشرق آرٹنگ نے بہت سے ایسے پرانے کتبے ڈھونڈ نکالے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر یونانی کے حملہ تک شمالی عرب میں اسی خط کا رواج تھا لیکن جب نبطیوں کا زور ہوا اور انہوں نے اپنی مستقل حکومت شمالی و مغربی حصہ عرب پر قائم کر کے پٹرا کو اپنا پایہ تخت قرار دیا (پٹرا کو رومیوں نے 106ء میں تخمیناً پانچ سو برس کی حکومت کے بعد تباہ کر دیا) تو ایک دوسرا خط نبطی جو ارامک کی شاخ سریانی سے ماخوذ تھا خط نبطی کے نام سے رائج ہو گیا۔

نبطیوں کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ اصح یہ ہے کہ یہ لوگ قیدار ابن اسمٰعیل کی نسل سے ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کا مشہور یہودی مورخ جوسیفس کی یہی رائے ہے اور توریت کتاب پیدائش 26/13 و کتاب یسعیا 50/7 سے بھی اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔ خط نبطی کے بہت سے کتبے جو پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی تک کے لکھے ہوئے ہیں دمشق سے مدینہ تک منتشر پائے گئے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے جسے نبطیوں کی تباہی کے بعد بنی لخم نے حیرہ میں ترقی دی[1]۔

اس زمانہ تک جس قدر خطوط مروج تھے ان کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور شمار میں 22 حروف تہجی تھے اور کہیں اس سے بھی کم مثلاً عبرانی، سریانی، نبطی وغیرہ ہما میں 22

[1] ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ 381 لغایت 393۔ یہ قابل قدر تالیف ابھی ناتمام ہے۔

حروف بہ ترتیب ابجد تا قرشت استعمال ہوتے تھے لیکن خط میخی جو ایران کا قدیم خط تھا اور جس کا نمونہ ہم عہد عتیق میں درج کر چکے ہیں اس میں صرف 21 حروف تھے بعض حروف کی متعدد شکلیں تھیں اس طور سے کل 32 شکلیں تھیں۔ سامی خطوط کے برعکس اس میں خدائے معجمہ اور ثائے مثلثہ بھی موجود تھے لیکن ح۔ ذ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ق۔ ل۔ مستعمل نہ تھے۔

عربی رسم الخط نے جب ارتقائی صورت اختیار کی تو خصوصیت کے ساتھ دو یا تین اضافہ کیں اول حروف کے جوڑ ملائے جس سے جلد لکھنے میں سہولت پیدا ہوگئی دوم چھ اور حروف یعنی ثخذ ضظغ کا اضافہ کر کے نقطوں کی بنیاد قائم کی کیونکہ یہ حروف صورت کے لحاظ سے وہی سابقہ حروف ہیں صرف نقطے مابہ الامتیاز قرار پائے۔ اس طور سے عربی رسم الخط نے جامعیت کی شکل پیدا کی جس طرح اردو حروف تہجی عجم اور ہند کے حروف تہجی کے جامع ہیں۔

مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں جب مورخین اور علمائے اسلام کی روایات پر جو بظاہر ایک دوسرے کی مخالف ہیں نظر ڈالی جائے تو اصل مطلب ظاہر ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ہم ان روایات کو درج کرتے ہیں۔

پہلی روایت:

الفہرست ابن ندیم صفحہ 4 و کشف الظنون بحث علم الخط میں لکھا ہے کہ "ملوک مدین میں سے چھ شخصوں نے جن کے طلسمی نام ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص قرشت تھے عربی خط کو ایجاد کیا۔" لیکن یہ طلسمی نام نہیں ہیں اصل میں وہی عبرانی اور نبطی 22 حروف تہجی ہیں۔ زبور نغمہ 119 میں 22 مناجات کا ایک مجموعہ ہے ہر مناجات ایک ایک حرف تہجی سے شروع ہوتی ہے اور وہی اس مناجات کا نام بھی رکھ دیا گیا ہے جس طرح کلام مجید میں سورۂ ق۔ ن۔ ص اور اسی طرح اور حروف مقطعات۔ الغرض مذکورہ بالا روایت سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ عربی رسم الخط کا ماخذ نبطیوں کا شہر مدین ہے۔

دوسری روایت:

فتوح البلدان بلاذری صفحہ 476 میں عباس بن ہشام بن محمد بن السائب الکلبی سے روایت ہے اور اس کو الفہرست کشف الظنون اور ابن خلکان ذکر ابن بواب کاتب میں بھی نقل کیا ہے کہ عربی خط کو قبیلہ طے کے تین شخصوں نے جو شہر انبار میں رہتے تھے ایجاد کیا۔ مرامر بن مرہ نے حروف کی شکلیں، اسلم بن سندو نے حرفوں کے جوڑ اور عامر بن جدرہ نے نقطے اور حرکات ایجاد

کئے۔انبار سے یہ خط حیرہ میں پہنچا جہاں قریش نے سیکھا[1]۔عہد رسالت میں سترہ شخص لکھنا جانتے تھے جن میں سے چند مشہور نام یہ ہیں۔عمرؓ بن الخطاب،علیؓ بن ابی طالب،عثمانؓ بن عفان،ابوعبیدہؓ بن الجراح،ابوسفیانؓ،ابوحذیفہؓ،طلحہؓ،ابانؓ بن سعید بن العاصیؓ۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط شہر انبار میں جو ساسانیوں کے پایہ تخت مدائن سے قریب آباد تھا ایجاد ہوا اور حیرہ میں جہاں آل منذر حکمران تھی اور جنہوں نے عجمی اور عربی تمدن کو باہم ملا دیا تھا اس کی ترقی ہوئی اس طور سے خط مسنجی اور سامی خطوط کی آمیزش سے اٹھائیس حروف تہجی بشمول چھ حروف منقوطہ یعنی ثخذ ضظغ مستعمل ہوئے اور حروف کے جوڑ ملا کر تحریر میں آسانی پیدا ہوئی اور بالعموم مقبول ہو کر اسی خط کا رواج ہو گیا پھر اسلام کی سرپرستی میں مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔

اول 22 حروف تہجی کے علاوہ آخر میں لا (لام الف مرکب) درج تشریح ہے اور اس کا پتہ صرف چوتھی صدی عیسوی تک چلتا ہے عبرانی میں اور تیسری صدی عیسوی تک نبطی میں اس کا وجود نہیں۔عربی رسم الخط کا سب سے قدیم کتبہ جواب تک دریافت ہوا ہے وہ 328ء کا ہے جو مقام نمارا متصل حوران واقع ملک شام میں دستیاب ہوا ہے۔یہ کتبہ حیرہ کے قدیم بادشاہ امراء القیس بن عمرو بن عدی کی قبر پر بطور یادگار کندہ پایا گیا۔امراء القیس چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں گزرا ہے اور بادشاہ عجم شاپور ذوالا کتاف کا جس نے شہر انبار کو دوبارہ آباد کیا معاصر تھا۔

دوم عبرانی میں س اور ش کی علیحدہ شکلیں ہیں اور نام بھی الگ ہیں یعنی س کو سمک اور ش کو شین کہتے ہیں۔تیسری صدی عیسوی تک نبطیوں میں بھی یہ دونوں حروف علیحدہ علیحدہ تھے لیکن چوتھی صدی سے نمارا میں پہلے پہل حرف س (سمک) غائب ہو گیا اور ش کی طرح لکھا جانے لگا فرق صرف نقطوں کا قائم کر دیا گیا۔

سوم مختلف صدیوں کے حروف کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شکلوں کا فرق زیادہ تر ان اشیاء کی نوعیت پر منحصر تھا جن پر یہ حروف لکھے جاتے تھے مثلاً پتھر یا سخت چیزوں پر ان میں اس قدر انحنا اور باہمی وصل نہ تھا جس قدر نرم چیزوں میں مصری کاغذ یا چمڑے پر پایا جاتا ہے۔

چہارم موجودہ عربی رسم الخط کا آغاز اگرچہ چوتھی صدی عیسوی میں خیال کیا جاتا ہے لیکن خط

1۔ بلاذری کی روایت کے مطابق ایک نصرانی شخص بشر کندی نے حیرہ میں عربی خط سیکھا اور پھر مکہ میں آ کر سفیان بن امیہ اور ابوقیس بن عبد مناف کو سکھایا پھر ان دونوں تاجروں کے ساتھ جب طائف گیا تو وہاں غیلان ثقفی نے یہ خط سیکھ لیا۔پھر دیار مصر میں عمرو بن زرارہ نے غرض کہ اس طور سے مختلف قبائل عرب میں عربی رسم الخط جاری ہو گیا ابن خلکان نے لکھا ہے کہ حرب بن امیہ والد ابوسفیان نے حیرہ میں جا کر یہ خط سیکھا تھا اور پھر واپس آ کر مکہ میں اپنے احباب کو سکھا دیا۔بہر حال حیرہ وہ مقام ہے جو عربی رسم الخط کا گہوارہ تھا12۔

مسند یا حمیری جو قدیم عربی خط ہے وہ سن عیسوی سے سینکڑوں برس پیشتر کا ایجاد کیا ہوا ہے اس کی شان خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم خط مینی کا (جس کا نمونہ ہم نے عہد عتیق میں دیا ہے) ہمعصر ہوگا۔ لیکن یہ خط تبالعہ یمن کے ساتھ ہی مٹ گیا تھا۔ ظہور اسلام کے وقت اس کا کوئی جاننے والا باقی نہ تھا۔

پنجم اگرچہ حروف منقوط رائج ہو گئے تھے لیکن نقطوں کا استعمال ساتویں صدی عیسوی یعنی عہد اسلام سے نظر آتا ہے اس کے متعلق ہم آگے چل کر بیان کریں گے یہاں اب کلام مجید کی تحریر و کتابت کا ذکر کرتے ہیں۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قریش میں سترہ آدمی فن کتابت سے واقف تھے جن میں حضرت علی، عمر، عثمان، ابوعبیدہ بن الجراح، طلحہ، حذیفہ، ابوسلمہ، خالد بن سعید، ابان بن سعید شروع ہی سے مکہ معظمہ میں دولت ایمان سے فائز ہو چکے تھے۔ کلام مجید جس قدر نازل ہوتا تھا رسول اللہ ﷺ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے جو مکہ معظمہ میں کاتب وحی مقرر ہوئے تھے لکھوا دیتے تھے اور خود صحابہ بھی لکھ لیتے تھے۔ اس کا ثبوت کہ کلام مجید ابتدا ہی سے لکھ لیا جاتا تھا خود کلام مجید کی اندرونی شہادت ہے۔ ذیل میں ہم چند آیات پیش کرتے ہیں۔

كَلَّا اِنَّمَا تَذْكِرَةٌ شَآءَ ذَكَرَهٗ لِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ (سورہ عبس)

سن لے (قرآن) تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے نصیحت لے عزت والے ورقوں میں لکھا ہے اونچے رکھے ہوئے پاک لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو سردار ہیں نیک۔

یہ سورت نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور مکی ہے اس میں کتابت وحی کا صحیفوں میں لکھا جانا اور کاتبان وحی کی تعریف، توثیق مذکور ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے **والسفرة الكرام البررہ هم اصحاب رسول اللہ ﷺ وقيل هم القراء**[1]۔ یعنی سفرائے کرام سے مراد آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں اور بعضوں نے کہا کہ حفاظ قرآن مراد ہیں۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب خوب سمجھتے تھے کہ سابقہ کتب سماوی کاتبوں کی بے احتیاطی، غفلت اور خود رائی سے کس طرح محرّف ہوگئی ہیں اس لئے یہ امر یقینی ہے کہ قرآن مجید کی تحریر میں نہایت احتیاط عمل میں آتی ہوگی یہاں تک کہ اگر مشابہ الفاظ میں بھی کسی نے بے احتیاطی کی تو وہ نکال دیا جاتا تھا۔ چنانچہ عبداللہ ابن ابی سرح جو مدینہ میں وحی کی کتابت کرتا تھا۔ ظالمین کی جگہ کافرین اور سمیع

1۔ تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 473 باب اول عہد عتیق میں ہم لکھ آئے ہیں کہ "سفریم" توریت کے حامل اور کاتب تھے یہاں سفراہ کرام صحابہ ہیں جو کاتب اور حافظ قرآن تھے 12۔

علیم کے عوض غفور رحیم لکھ دیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا مگر حضرت عثمان کی سفارش سے درگزر فرمائی۔

وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ (سورہ طور) اور قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں۔

رَق چمڑے کو کہتے ہیں۔ صراح میں پوست آہو لکھا ہے۔ انگریزی میں اس کو پارچمنٹ کہتے ہیں اس کے متعلق ہم عہد عتیق میں لکھ آئے ہیں کہ کس طرح سن عیسوی سے ایک صدی پیشتر مصرف پیپرس کے مقابلہ میں اس کا رواج شہر پرگوس واقع ایشیائے کوچک سے شروع ہوا۔ منشور کے معنی پھیلے ہوئے کے ہیں جس سے مراد ہے کہ اس کو ملاطفہ کی صورت میں جیسے کہ توریت لکھی جاتی تھی نہیں لکھا ہے بلکہ کشادہ ورق کی کتاب کی شکل میں لکھا ہے۔ کتاب مسطور سے تفسیر کبیر میں قرآن مجید مراد لیا ہے[1]۔

یہ آیت بھی مکی ہے چونکہ انجیل کے نسخے مصری پیپر پر لکھے جاتے تھے جو ناپائیدار اور سستا ہوتا تھا اور بار بار کے استعمال سے جلد بوسیدہ اور تلف ہو جاتا تھا اس لئے زیادہ حفاظت اور صیانت کے لحاظ سے قرآن مجید شروع میں چمڑے کے ورقوں پر لکھا جاتا تھا اور حفاظت کا خاص اہتمام ہوتا تھا اور بغیر طہارت کے لوگ ہاتھ نہیں لگاتے تھے جیسا کہ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ اور صُحُفٍ مُّطَهَّرَةٍ" سے صاف ظاہر ہے۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے واقعہ میں آپ کا اپنی بہن کے مکان پر صحیفہ کا لکھا ہوا دیکھنا اور پھر اس کی تلاوت سے متاثر ہو کر ایمان لانا ثابت کرتا ہے کہ عہد رسالت کے آغاز ہی سے کلام مجید صحیفوں میں تحریر کر لیا جاتا تھا اور اس کی نہایت حفاظت کی جاتی تھی۔

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (بقرہ) یہ کتاب ہے کچھ شک نہیں اس میں

رَسُولٌ" مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا رسول اللہ کا پڑھنا پاک صحیفے جن میں مضبوط كُتُبٌ" قَيِّمَةٌ (بینہ) کتابیں ہیں۔

یہ آیات مدنی ہیں۔ مکہ میں جب اسلام کو دنیاوی عروج نہیں ہوا تھا اور دشمنوں کے پنجہ میں تھا وحی کی کتابت خاص اہتمام سے ہوتی تھی۔ مدینے میں جب دین حق کو غلبہ ہوا اس وقت لامحالہ بہت کچھ تحریر و کتابت کا انتظام اور اہتمام کیا گیا جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے اور کثرت سے ایسی مدنی آیات ہیں جن میں کلام مجید کو کتاب کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

مدینہ میں حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق عبرانی بھی سیکھ لی تھی خاص طور سے کتابت وحی کیا کرتے تھے ان کے علاوہ اور صحابہ بھی کتابت قرآن پر مامور تھے اور بطور خود بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے انتظام

1۔ تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 691۔

فرمایا تھا کہ مدینہ میں لکھنے پڑھنے کا چرچا عام ہو جائے چنانچہ جنگ بدر میں جو اہل مکہ گرفتار ہوئے اور وہ فن تحریر سے واقف تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کا فدیہ یہی مقرر کیا کہ وہ ایک ایک مسلمان مدینہ کو لکھنا سکھا کر آزاد ہو جائیں۔

نکتہ:

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ کلام مجید میں صرف الفاظ بجنسہ جمع ہیں جن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے صاف فرمادیا تھا کہ یہ مجھ پر بذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں اور کلام الٰہی ہیں۔ ان کے علاوہ اور جو کچھ آپ سے منقول ہے مثلاً خطبات یا ادعیہ ماثورہ یا صحابہ سے گفتگو وغیرہ ہما ان سب کا مجموعہ علیحدہ ہے اور احادیث کے نام سے مشہور ہے۔ مسلم نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا تھا۔

لا تکتبوا عنی شیئاً غیر القرآن میری باتوں میں سے قرآن کے سوا اور کسی چیز کو نہ لکھو۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث نبوی نہ عہد رسول اللہ اور نہ خلفائے راشدین کے عہد میں لکھی گئیں۔ اس تفریق سے کلام الٰہی روایت بالمعنی کے طور پر غیروں کے کلام متعلق آثار دسیر کے ساتھ مخلوط ہو گیا ہے۔ مثلاً اہل کتاب کا دعویٰ ہے کہ تورات کی ابتدائی پانچ کتابوں کو جو لفظاً اور معناً کلام الٰہی ہیں حضرت موسیٰ نے خود تحریر فرمایا تھا لیکن اسی خمسہ کی کتاب استثناء باب 34 میں حضرت موسیٰ کی وفات کا واقعہ اور آپ کے مدفن کی کیفیت بھی درج ہے اسی طرح کتاب پیدائش خروج اور اعداد کے مختلف ابواب میں ایسے تاریخی واقعات اور اسماء مذکور ہیں جو حضرت موسیٰ کی وفات کے بہت عرصہ بعد صورت پذیر ہوئے دیکھو پیدائش 36/31,37/14,35/27,13/18 خروج 16/36,35، اعداد 32/41-21/3 وغیرہ ہما۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دوسرے کی تحریر ہے نہ حضرت موسیٰ کی۔ یہی حال اناجیل کا ہے جن میں سیرت عیسوی روایت بالمعنی کے طور پر قلمبند ہے۔ غرضکہ اس تخلیط کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں کلام الٰہی کی مختص حیثیت جیسی کہ قرآن مجید میں ہے قائم نہ رہی اور نہ صرف الفاظ بلکہ معنی کے اختلافات کے تیرو تار جنگل میں حقیقت کا راستہ گم ہو گیا۔

جمع وترتیب کلام مجید

نزول قرآن کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی سورت نازل ہونا شروع ہوتی تھی تو دودو، چار چار آیتیں موقع بہ موقع اترتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ ان آیات کو اس سورت میں داخل کراتے جاتے تھے مثلاً سب سے پہلے سورۂ اقراء کی ابتدائی آیات عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ تک نازل ہوئیں پھر سورۂ مدثر کا نزول شروع ہوگیا ایک عرصہ کے بعد جب سورہ اقراء کی بقیہ آیات نازل ہوئیں تو آپ نے ان آیات کو سورۂ اقراء میں لکھوا دیا اور اس طور سے سورت پوری ہوئی۔ جب ایک سورت ختم ہوجاتی تھی تو علیحدہ نام سے موسوم ہوجاتی تھی۔ کبھی کوئی سورۃ ایک ہی مرتبہ پوری نازل ہوجاتی تھی جیسے والمرسلات۔ کبھی ایک ساتھ دو سورتیں نازل ہونا شروع ہوتی تھیں اور آنحضرت ﷺ دونوں سورتوں کو الگ الگ لکھواتے تھے۔ یہ امر کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں سورتوں کی آیات مرتب ہوچکی تھیں اور ان کے نام قرار پاچکے تھے عموماً احادیث سے ثابت ہے۔ صحاح میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ نماز فجر میں آپ کبھی سورہ ق کبھی سورہ ردم پڑھتے تھے کبھی سفر میں اختصار کے طور پر معوذتین اور کبھی اذازلزلت جمعہ کے دن نماز فجر میں آپ رکعت اول میں الم تنزیل السجدہ اور رکعت دوم میں ھل اتیٰ پڑھتے تھے۔ نماز مغرب میں کبھی سورۂ اعراف پڑھتے اور کبھی والتین اور کبھی والمرسلات۔ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ ومنافقین نماز عید میں سورۂ ق اور اقتربت اور کبھی سورۂ اعلیٰ اور غاشیہ غرض کہ خدائے پاک کا یہ وعدہ کہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ خود عہد رسالت میں پورا ہوچکا تھا اور قرآن کی تمام سورتیں مرتب ہوچکی تھیں اور اسی کے مطابق تلاوت ہوتی تھی۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رمضان شریف میں قرآن مجید ہر سال ایک مرتبہ رسول خدا کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور آپ دس دن اعتکاف فرماتے تھے لیکن سال وفات میں آپ نے ماہ صیام میں بیس دن اعتکاف فرمایا اور قرآن مجید دو مرتبہ آپ کے سامنے دہرایا گیا اس عرصۂ اخیرہ کے بعد آپ چھ ماہ اور زندہ رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید آپ کی زندگی ہی میں جمع ہوچکا تھا لیکن چونکہ سلسلۂ وحی وفات تک جاری رہا ہے اور سورۂ توبہ کا اختتام لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ" من اَنْفُسِکُمْ...... الآیہ۔ وفات سے نو دن پیشتر نازل ہوا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ قرآن مجید ایک ہی مجلد میں نقل نہیں کیا گیا اگرچہ وہ بہت سے صحابہ کے پاس متفرق طور پر مختلف چیزوں[1] پر لکھا ہوا تھا اور بہت سے صحابہ کو زبانی یاد تھا۔ یہ کام

1۔ وہ چیزیں بالعموم یہ تھیں عسیب یعنی کھجور کی شاخ، لخعہ پتھر کی پتلی تختیاں، کتف اونٹ یا بکری وغیرہ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں، رق یعنی چمڑا، قتب پالان کی لکڑی۔

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی خلافت میں جنگ یمامہ کے بعد حضرت زید بن ثابت کاتب وحی کے ہاتھوں سے پورا کرایا حضرت زید عہد رسول اللہ میں بھی قرآن مجید کو ٹکڑوں اور پرزوں سے لے کر جمع کیا کرتے تھے جیسا کہ حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔

کنا عند رسول اللّٰہ نولف القرآن من الرقاع۔ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس قرآن کو پرزوں اور ٹکڑوں سے لے کر جمع کیا کرتے تھے

زید بوجوہ یہ کہ حافظ قرآن تھے لیکن جب تک دو تحریری شہادتیں پیش نہیں ہوتی تھیں وہ کسی جز قرآن کو اس مجموعہ میں جس کو حضرت ابوبکر تیار کرا رہے تھے درج نہیں کرتے تھے۔ سورۂ توبہ کی آخری آیتیں جو وفات نبوی سے 9 دن پیشتر نازل ہوئی تھیں صرف ابی جزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملیں اور کسی کے پاس نہیں ملیں اس لئے انہیں کی شہادت پر اکتفا کیا گیا۔ اس طور سے تمام قرآن ایک مجلد میں نقل کر لیا گیا[1] یہ نسخہ حضرت ابوبکر کے خزانہ میں رہا اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے قبضہ میں آیا حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ نے اس کو حضرت ام المومنین حفصہ سے لے کر متعدد نقلیں کرا کر شائع کیں۔ جس بناء پر حضرت عثمانؓ نے اس نسخہ کی نقلیں شائع کیں وہ ایک اہم واقعہ ہے جس کو ہم بالتفصیل بیان کرتے ہیں:۔

حضرت ابوبکرؓ نے اگرچہ قرآن مجید کو ایک ہی مجلد میں نقل کرا کے خزانہ میں رکھ لیا تھا لیکن اس کی نقلیں شائع نہیں کی تھیں صرف زبانی قرأت اور حفظ پر اکتفا کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسی طریقہ کو خاص اہتمام سے جاری رکھا اور اپنے عہد خلافت میں قاریوں اور معلموں کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور ایک شخص ابوسفیان کو جیسا کہ اصابہ میں مذکور ہے چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں گشت لگا کر ایک ایک شخص کا امتحان لے اور جس کو قرآن مجید کی کوئی آیت یاد نہ ہو اس کو سزا دے۔ خانہ بدوش بدوؤں میں بھی قرآن مجید کی جبری تعلیم جاری کر دی اور تمام ممالک مفتوحہ میں درس قرآن کا خاص اہتمام کیا اور صحابہ میں جو مشہور حفاظ قرآن تھے ان کو اس کام پر مقرر کیا۔ چنانچہ عبادہ بن الصامت حمس میں ابو درداء دمشق میں اور معاذ بن جبل بیت المقدس میں قیام کر کے درس قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ بو درداء کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ نماز صبح کے بعد جامع مسجد

---

1. بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت علی مرتضٰی کے بیٹے محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کلام الٰہی میں کچھ اور بھی چھوڑا دونوں نے فرمایا:۔ ماترک الا مابین الدفتین (نہیں چھوڑا مگر جو دو دفتیوں میں ہے) اس حدیث سے ابن حجر نے استدلال کیا ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ غلط ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن سے کچھ گم ہو گیا ہے۔ قرآن جس قدر عہد رسول اللہ ﷺ میں تھا بجنسہٖ موجود ہے (دیکھو فتح الباری جلد 9 صفحہ 58)

میں جاتے تھے۔قرآن پڑھنے والے کثرت سے جمع ہوتے تھے دس دس آدمیوں کی ٹکڑیاں کردی جاتی تھیں اور ہر ٹکڑی پر ایک قاری مقرر ہوتا تھا اور جب کوئی پورے قرآن کا حافظ ہوجاتا تھا تو ابو درداء اس کو اپنا خاص شاگرد بنالیتے تھے ایک دن شمار کرایا تو معلوم ہوا کہ سولہ سو طالب علم اس وقت حلقۂ درس میں شامل ہیں۔

بایں ہمہ چونکہ قرآن کے نسخے شائع نہیں ہوئے تھے ادھر روم وایران ومصر میں اسلام روز بروز پھیلتا جاتا تھا اور نئی نئی قومیں مسلمان ہوتی جاتی تھیں جو عربی لب ولہجہ سے بالکل نامانوس تھیں اس لئے الفاظ کے اعراف تلفظ اور وجوہ قرأت میں اختلاف ہوتا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ عربوں کے مختلف قبائل کے لب ولہجہ کے لحاظ سے فرمادیا تھا کہ **ان ھذا القرآن انزل علی سبعه احرف فاقرؤا ماتیسر منه** ۔یعنی یہ قرآن سات طریقوں یعنی متعدد طور پر نازل ہوا ہے پس پڑھو جس طور پر تم کو آسان ہو مثلاً ایک قبیلہ حتی کو عتی پڑھتا تھا کوئی علامت سفارع کو فتحہ کے بجائے کسرہ سے پڑھتا تھا۔کسی قبیلہ میں مالک کو ملک پڑھتے تھے غرض کہ اس قسم کے قدرتی اختلافات تھے جن کی اجازت صرف یہیں تک تھیں کہ معنی پر اثر نہیں پڑتا تھا[1] ۔لیکن جب غیر قوموں کے اختلاط سے اختلاف قرأت اختلافات معنی کی شکل میں تبدیل[2] ہونے لگے تو حضرت عثمانؓ نے فوراً سدباب کردیا۔صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

حدثنا موسیٰ بن اسمعیل قال حدثنا ابراهیم قال حدثنا ابن شهاب ان انس بن مالک حدثه ان حذیفته بن الیمان قدم علی عثمان وكان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینه و اذربائیجان مع اهل العراق فافزع حذیفه اختلافهم فی القرأة نقال حذیفته عثمان امیر

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ عراق والوں کے ساتھ اہل شام سے لڑرہے تھے ارمینہ اور آذربائیجان کی فتح میں ان لوگوں کی قرأت قرآن میں اختلاف کرنے سے حذیفہ سخت گھبرائے اور عثمان سے یوں کہنے لگے۔اے امیرالمومنین!اس امت کی خبر لو قبل اس کے کہ

---

1 دیکھو فتح الباری مجلد 9 صفحہ 22 لغایت 27۔

2 تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ 18 میں لکھا ہے کہ ایک شخص سے باوجود کوشش طعام الاثیم کے عوض طعام الیسیتم نکلتا تھا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا اچھا طعام الفاجر پڑھ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اقوام کے مبتدیوں کو قرآن سے مانوس کرنے کے لئے ابن مسعود نے کس حد تک آسانی روا رکھی تھی۔اسی طرح آپ نے ایک مرتبہ کالعہن المنفوش کے عوض کالصوف المنفوش پڑھایا۔اسی قسم کے تفسیری الفاظ اکثر آپ سے منقول ہیں۔لیکن اس قسم کی اجازتیں اختلاف کا پیش خیمہ تھیں اس لئے حضرت عثمان کے عہد میں فوراً سدباب کیا گیا12۔

المومنین ادرک هذه الامته قبل ان	یہود و نصاریٰ کی طرح یہ لوگ کتب یعنی قرآن
یختلفوافی الکتاب اختلاف الیهود	میں اختلاف کرنے لگیں عثمان نے حفصہ کے
والنصاریٰ فارسل عثمان ابی حفصه ان	پاس کہلا بھیجا کہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دو ہم نقل
ارسل الینا بالصحف ننسخهانی	کر کے واپس بھیج دیں گے حفصہ نے وہ صحیفے
المصاحف ثم نردهاالیک فارسلت	عثمان کے پاس بھیج دیئے عثمان نے زید بن
بها حفصه الی عثمان فامر زید بن ثابت	ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور
و عبدالله بن الزبیر وسعید بن العاص	عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا سو ان
وعبدالرحمن بن الحارث بن هشام	لوگوں نے ان کو مصحفوں میں نقل کیا اور عثمان
فنسخوهافی المصاحف وقال عثمان	نے تین قریشی گروہوں سے کہا کہ جب تم لوگ
للرهط القرشیین الثلاثه اذا اختلفتم	اور زین بن ثابت قرآن کی کسی چیز (یعنی
انتم وزید بن ثابت فی شیء من القران	عربیت میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان
فاکتبوه بلسان قریش فانمانزل	میں لکھو کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں اترا ہے
بلسانهم ففعلوا حتی اذانسخوا	پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب
الصحف فی المصاحف ردعثمان	صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کر لیا تو عثمان نے
الصحف الی حفصة وارسل الی کل	صحیفے حفصہ کے پاس بھجوا دیئے اور نقلوں کو ہر
افق بمصحف مما نسخواوامر بما	صوبوں میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا جو
سواه من القران فی کل صحیفته او	کچھ کسی صحیفے یا مصحف میں ہو سب جلا دیا جائے
مصحف ان یحرق.	

یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ مقرر ہونے سے دوسرے سال یعنی 25ھ میں پیش آیا۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے اس کامل نسخہ کی نقل جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے ہی سال زید بن ثابت نے کی تھی بلاد اسلام میں شائع کر دی اور تحریر و کتابت میں اسی قرأت کو قائم رکھا جو قرأت رسول اللہؐ یعنی زبان قریش تھی باقی تمام ان تحریروں کو جنہیں اپنے اپنے طور پر لوگوں نے جمع کیا تھا اور اپنی اپنی قرأتوں سے پڑھتے تھے اور جن کے باعث سے فتنہ تحریف کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا بالکل مٹا دیا۔ حارث محاسبی نے خوب کہا ہے جیسا کہ اتقان کے نوع 18 میں مذکور ہے۔

''لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن کو عثمان نے جمع کیا مگر دراصل یہ بات ٹھیک نہیں عثمان نے تو صرف یہ کیا کہ اپنے اور اپنے پاس موجود ہونے والے مہاجرین اور انصار کی باہمی اتفاق رائے سے عام لوگوں کو ایک ہی وجہ سے قرأت کرنے پر آمادہ بنایا کیونکہ ان کو اہل عراق اور اہل شام کی قرأتوں کے حروف میں باہم اختلاف رکھنے کے باعث فتنہ کا خوف پیدا ہو گیا تھا ورنہ

عثمان کے اس عمل سے پہلے جس قدر مصاحف تھے وہ تمام ایسی قرأت کی صورتوں سے مطابق تھے جن پر حروف سبعہ کا اطلاق ہوتا تھا اور یہ بات کہ قرآن جملۃً سب سے پہلے کس نے جمع کیا وہ ابوبکر صدیقؓ تھے اور علی مرتضیٰؓ کا قول ہے کہ ''اگر میں حکمران ہوتا تو مصاحف کے ساتھ وہی عمل کرتا جو عثمان نے کیا ہے۔''

چند اعتراض اور ان کے جواب:

ضرورت ہے کہ یہاں ہم معترضین کے چند اعتراض رفع کریں۔

مخالفین اسلام خاص کر عیسائی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں بھی کمی بیشی ہوئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

اول: عبداللہ ابن مسعود کے نزدیک معوذتین داخل قرآن نہیں ہیں لیکن مصحف عثمانی میں ان کو داخل کر دیا گیا۔

دوم: اہل تشیع کہتے ہیں کہ بعض آیات اور سورہ خاص کر جو اہل بیت کی شان میں تھیں مصحف عثمانی سے خارج کر دی گئیں۔

ان وجوہ سے مخالفین اسلام دعویٰ کرتے ہیں کہ مروجہ قرآن جو مصحف عثمانی کی نقل ہے ناقص اور محرف ہے لیکن یہ دعویٰ محض بے بنیاد اور باطل ہے اصل یہ ہے کہ تحریف تورات وانا جیل کے ثابت شدہ الزام پر پردہ ڈالنے کی غرض سے اہل کتاب نے ان روایات کو جن میں یہ لغو باتیں مذکور ہیں نہایت آب و تاب سے بیان کر کے اپنا دل خوش کر لیا ہے۔ ذیل میں ہم ان کے اعتراض کو علیحدہ علیحدہ رَد کرتے ہیں۔

اوّل: ابن حجر نے اگرچہ بخاری کی شرح میں احمد اور ابن حبان کی روایت سے یہ لکھ دیا ہے کہ ابن مسعود معوذتین کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے لیکن محدث ابن حزم اپنی کتاب قدح المعلیٰ میں لکھتے ہیں کہ ''یہ ابن مسعود پر جھوٹا الزام لگانا اور موضوع قول ہے کیونکہ ابن مسعود کی جو صحیح قرأت زر کے واسطے سے عاصم نے کی ہے اس قرأت میں معوذتین شامل قرآن ہیں'' (اتقان نوع 22)
اسی طرح نووی مہذب کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ''ابن مسعود کا جو قول نقل کیا گیا ہے وہ سراسر باطل اور غلط ہے۔''

لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم انکار ابن مسعود کو صحیح فرض کر لیں تو سوال یہ ہے کہ کیا ابن مسعود نے قرآن کا کامل نسخہ اسی احتیاط اور اجماع صحابہ کی مدد سے جمع کیا تھا جس طرح حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عہد خلافت میں کیا تھا اور پھر جس کی نقل حضرت عثمان نے اپنے زمانہ میں شائع کی؟ کیا ابن مسعود کی شخصی رائے خلفاء اربعہ مہاجرین وانصار کے اجماع کے مقابلہ میں قطعی تھے؟

کیا آنحضرت ﷺ کا ابی ابن کعب مشہور قاری کے سوال کے جواب میں یہ فرمانا کہ معوذتین داخل قرآن ہیں جیسا کہ بخاری میں مروی ہے۔

حدثنا قتیبته بن سعید قال حدثنا سفیان عن عاصم وعبدة عن رزبن حبیش قال سألت ابی بن کعبؓ عن المعوذتین فقال سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال قیل لی فقلت فنحن نقول کما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

رزین جیش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب سے معوذتین کے متعلق پوچھا انہوں نے رسول ﷺ سے پوچھا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ ”مجھ سے ایسا ہی کہا گیا (یعنی یہ سورتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں) پس میں نے یہی کہا“ اور اب ہم وہی کہتے ہیں جو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عبداللہ بن مسعود کی رائے کے مقابلہ میں حجت نہیں۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لیلتہ التعریس کی نماز میں ان سورتوں کو پڑھا اور بیماری کی حالت میں اکثر پڑھا بعض آدمی سمجھے کہ یہ رد سحر کی دعائیں ہیں لیکن یہ ان کی غلطی تھی۔ بزاز سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے آخر میں اپنے قول سے رجوع کیا (دیکھو تیسیر القاری جلد 4 صفحہ 666,665) شیعوں کی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں منقول ہے۔

عن الصادقؑ انہ سئل عن المعوذتین اھما من القران فقال نعم ھنما من القران فی قرأۃ ابن مسعود ولا فی مصحفہ فقال اخطأ ابن مسعودؓ۔

حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ سے معوذتین کے متعلق کہ یہ داخل قرآن ہیں پوچھا گیا آپ نے فرمایا ہاں وہ شامل قرآن ہیں ایک شخص کہنے لگا کہ ابن مسعود کی قرأت میں داخل قرآن نہیں اور نہ ان کے مصحف میں ہیں آپ نے فرمایا ابن مسعود نے غلطی کی۔

کیا ان واضح دلیلوں کے بعد بھی عیسائیوں کی آنکھیں نہ کھلیں گی لیکن اگر وہ پھر بھی اصرار کریں تو ابن مسعود کے انکار معوذتین سے عیسائیوں کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ معوذتین میں تثلیث کا رد مذکور نہیں ہے ہاں جن آیتوں میں تثلیث اور الوہیت مسیح کا رد مذکور ہے اگر ان آیتوں کا داخل قرآن نہ ہونا عبداللہ ابن مسعود کی طرف منسوب کرتے تو کچھ بات بھی تھی۔

دوم: حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں کا نتیجہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت حضرت امام حسنؓ کی خلع خلافت اور بنی امیہ کی جابرانہ حکومت کی شکل میں ظاہر ہوا تو فرقہ بندیوں کے ساتھ جھوٹی روایات کا بھی ایک سلسلہ قائم ہوگیا جو ہر فریق اپنے اپنے گروہ کی حمایت میں وضع کرتا تھا۔ طرفداران اہل بیت اطہار میں جو لوگ حد سے بڑھ گئے انہوں نے

بنی امیہ کے ساتھ خلفائے ثلثہ کو بھی مورد لعن وطعن قرار دیا اوران کی خوبیوں کو بھی برائی کی شکل میں ظاہر کرنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں قرآن مجید کو توریت وانجیل کیطرح مُحرّف ہوجانے سے بچا کر دین کی ایک بہت بڑی خدمت کی تھی لیکن عداوت کی آنکھ میں ان کا یہ ہنر سب سے بڑا عیب ہو گیا۔ ان پر کلام مجید کے متعلق طرح طرح کے الزام لگائے گئے اور بے سروپا روایتیں گڑھ لی گئیں۔ یہی وہ روایات ہیں جو کتب احادیث کے قلمبند ہوتے وقت بغیر تنقید کے بجنسہٖ نقل کردی گئیں۔ سنیوں کی بعض کتب احادیث مثلاً طبرانی وبیہقی (جن کو شاہ ولی اللہ تیسرے درجہ پر رکھتے ہیں) میں اس قسم کے روایات جن کی اسناد میں شیعی راوی داخل مذکور ہیں مثلاً طبرانی نے کتاب الدعا میں عباد بن یعقوب الاسدی کے طریق پر یحییٰ بن یعلی کے واسطے سے ابن لہیعہ ہبیرہ سے عبداللہ بن زریر الغافقی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ''مجھ سے عبدالملک بن مروان نے یہ بات کہی کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تو کس وجہ سے ابوتراب کے ساتھ محبت رکھتا ہے تو بس ایک خشک دماغ دیہاتی شخص ہے۔'' میں نے کہا'' واللہ میں نے اس وقت میں قرآن کو جمع کیا ہے جبکہ تیرے ماں باپ اکٹھا بھی نہیں ہوئے تھے اور اس قرآن میں سے علی ابن ابی طالب نے دو سورتیں مجھ کو سکھائی تھیں جو ان کو رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر تعلیم کی تھیں اور وہ سورتیں ایسی ہیں جن کو نہ تو نے سیکھا ہے اور نہ تیرے باپ نے ان کی تعلیم پائی تھی وہ سورتیں یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک.

اللّٰھُمَّ ایاکَ نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفذ ونرجوا رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق.

مذکورہ بالا رویات میں پانچ راوی ہیں جن کی کیفیت یہ ہے کہ عباد بن یعقوب کو علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں غالی شیعہ اور رؤس بدعت لکھا ہے اور چونکہ غالی شیعہ قرآن مین حذف و اضافہ کے قائل ہیں اس لئے ایک ایسے راوی کی روایت جس سے اس کے مذہب کی تقویت مدنظر ہو اصول حدیث کے موافق باطل ہے۔ اسی طرح یحییٰ بن یعلیٰ اسلمی کو میزان الاعتدال میں مضطرب الحدیث لکھا ہے۔

لیکن تھوڑی دیر کے لئے ہم اس روایت کو اگر مان بھی لیں تو نتیجہ درایتاً یہ نکلتا ہے کہ اول راوی یعنی عبداللہ بن زریر الغافقی نے حضرت علی سے دعائے قنوت سیکھی اور اس کو عبدالملک کے سامنے پڑھی لیکن راوی اخیر یعنی عباد بن یعقوب نے جو غالی شیعہ تھا اور قرآن میں حذف و اضافہ کا قائل تھا دعا کے عوض سورہ کہہ دیا حالانکہ **اللھم انا نستعینک** اور **اللھم ایاک نعبد** کے دونوں ٹکڑے دعائے قنوت کے مجموعہ ہیں اور آج تک نماز میں پڑھتے ہیں لیکن وہ کبھی داخل قرآن

مجید نہیں سمجھے گئے۔ اکثر لوگوں نے چونکہ اس دعا کو اجزائے قرآن مجید کے ساتھ لکھ لیا ہو گا (کیونکہ کاغذ وغیرہ اس زمانہ میں اس قدر وافر نہ تھا) اس لئے بعض کم فہم غلط روایت کرنے لگے جیسا کہ مصحف ابی بن کعب کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس میں الحفد اور الخلع دو سورتیں تھیں حالانکہ نحفد اور نخلع کے جو الفاظ دعائے قنوت میں مذکور ہیں انہیں پر سے یہ دو سورتوں کے نام تراش لئے ہیں۔ پھر ان نام نہاد سورتوں کی عبارت وہی ہے جو دعائے قنوت کی۔

یہ کیفیت تو سنیوں کی کم درجہ احادیث کی ہے۔ اب شیعوں کی کتب مذہبی کو لو۔

محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں اس قسم کی روایتیں درج کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جہاں حضرت علی کا نام اور اہلبیت کا ذکر تھا وہ مقامات کلام مجید سے خارج کر دیئے گئے۔

ان روایات کو علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر میں آب و تاب سے بیان کیا پھر یہ لکھ دیا کہ صحیح کلام مجید وہ ہے جس کو حضرت علی نے جمع فرمایا تھا اب وہ امام غائب یعنی بارہویں امام مہدیؒ کے پاس موجود ہے قریب قیامت ظہور مہدی کے ساتھ وہ بھی نکلے گا[1]۔

ہم ان روایات کے متعلق بجائے اس کے کہ خود کچھ لکھیں ان محققین علماء شیعہ کے اقوال بجنسہ نقل کرتے ہیں جنہوں نے ان روایتوں کی اصلیت جرح و تعدیل کی روشنی میں ظاہر کر دی۔

علامہ ابو علی الطبرسی اپنی مشہور تفسیر مجمع البیان طبع ایران جلد اول صفحہ 4 میں لکھتے ہیں۔

ومن ذلک الکلام فی زیادۃ القرآن ونقصانہ فانہ لا یلیق بالتفسیر فاما الزیادۃ فجمع علی بطلانہ واما النقصان منہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان فی القرآن تغیراً او نقصاناً والصحیح من مذہب اصحابنا خلافتہ وھو الذی نصرہ المرتضیٰ قدس اللہ روحہ

انہیں میں سے ایک بحث یہ ہے کہ قرآن مجید میں زیادتی یا کمی ہوئی یا نہیں یہ بحث فن تفسیر سے متعلق ہے۔ یہ امر کہ قرآن میں کچھ زیادتی ہوئی سب کے نزدیک باطل ہے باقی رہا نقصان تو ہماری جماعت میں سے ایک گروہ نے اور سنیوں نے حشویہ نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں تغیر اور نقصان ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارے فرقہ کا صحیح مذہب اس کے خلاف ہے اور سید مرتضیٰ

---

1. تفسیر صافی مقدمہ

کیا عجیب بات ہے کہ صحیح کلام مجید کو حضرت علی نے اپنی پنج سالہ مستقل خلافت میں کیوں چھپا رکھا اور وہی مصحف عثمانی جاری رکھا۔ اب وہ بارہویں امام غائب کے ساتھ قرب قیامت نکلے گا۔ سبحان اللہ! افسوس فرقہ پرستی کی ظلمت میں حقیقت کیوں کر نظر آ سکتی ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

والکلام فیہ غایتہ الاستیفا فی جواب
المسائل الطبرسیات وذکر فی مواضع
ان العلم بصحتہ نقل القراٰن کالعلم
بالبلدان والحوادث الکبار والوقائع
العظام والکتب المشھورۃ واشعار
العرب المسطورۃ فان الانابتہ اشتات
والدواعی تونرت علی نقلہ وحراستہ
وبلغت الی حدلم یبلغہ فیما ذکرناہ
لان القراٰن معجزۃ النبویتہ وماخذ
العلوم الشرعیتہ والاحکام الدینیتہ
وعلماء المسلمین قدبلغوا فی حفظہ
وحمایتہ الغایتہ حتی عرفوا کل شئ
اختلف فیہ من اعرابہ وقراء وحدوفہ
فاٰیاتہ فکیف یجوزان یکون مغیرًا
اومنقوماً مع العنایتہ الصّادقتہ والضبط
الشدید. وقال ایضاً ان القراٰن کانٰ علی
عھد رسول اللّٰہ محموعاً مؤلفا علی
ماھوعلیہ الأن واستدل علی ذٰلک بان
القراٰن کان یدرس ویحفظ جمیعہ فی
ذلک الزمان حتی عین علی جماعتہ
من الصحابتہ فی حفظھم لہ وانہ کان
یعرض علی النبیؐ ویتلی علیہ وان
جماعہ من الصحابتہ مثل عبداللّٰہ بن
مسعود وابی بن کعب وخیرھما ختموا
القراٰن علی النبی عدۃ ختمات وکل
ذلک یدل بادنیٰ تامل علی انہ کان
مجموعاً مرتباً غیرمتبورولا مثبوت
وذکر ان من خالف فی ذلک من

نے اسی کی تائید کی ہے اور مسائل طبر سیاست
کے جواب میں اس پر نہایت مفصل بحث کی ہے
سید مرتضٰی نے متعدد موقعوں پر لکھا ہے کہ قرآن
کی صحت کا علم ایسا ہی ہے جیسا شہروں کا علم اور
بڑے بڑے واقعات اور مشہور کتابوں اور عرب
کے مدون اشعار کا علم۔ کیونکہ قرآن کی نقل اور
حفاظت کے اسباب غایت کثرت سے تھے اور
اس حد تک پہنچے تھے کہ اور کسی چیز کے سنے نہیں
گئے اس لئے کہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم
شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور علمائے اسلام
نے اس کی حفاظت اور حمایت میں انتہا درجہ کی
کوشش کی یہاں تک کہ قرآن کے اعراب
قرأت حروف آیات کے اختلافات تک انہوں
نے محفوظ رکھے اس لئے کیونکر قیاس ہوسکتا ہے
کہ اس احتیاط شدید کے ہوتے اس میں نقصان
یا تغیر آنے پائے اور سید مرتضٰی نے یہ بھی کہا ہے
کہ قرآن مجید آنحضرتؐ کے زمانہ میں ایسا ہی
مکتوب اور مرتب تھا جیسا اب ہے اور اس پر
دلیل یہ ہے کہ قرآن اس زمانہ میں پڑھا جاتا تھا
اور لوگ اس کو حفظ کرتے تھے اور نبی کو سناتے
تھے اور متعدد صحابہ مثلاً عبداللہ بن مسعود اور ابی
بن کعب وغیرہ نے قرآن کو آنحضرتؐ کے
سامنے چند بار ختم کیا تھا ان سب باتوں پر غور
کرنے سے بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ قرآن مکمل
مدون اور مرتب تھا نہ کہ منتشر اور متفرق۔ سید
مرتضٰی نے یہ بھی کہا ہے کہ جو امامیہ یا حشویہ اس
کے مخالف ہیں ان کی مخالفت قابل اعتبار نہیں
کیونکہ اس میں جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے

الامامیتہ والحشویتہ لایعتد نجلا فھم فان الخلاف من ذلک مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارًا ضعیفہ اعتقادنا ان القراٰن الذی انزل اللّٰہ علی نبیہ ھومابین الدفتین ومافی ایدی الناس لیس اکثرمن ذلک ومن نسب الینا.	وہ اہل حدیث میں سے ایک گروہ ہے اور انہوں نے ضعیف روایتیں نقل کی ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ قرآن جس کو خدا نے اپنے نبیؐ پر اتارا ہے وہی ہے جو دو دفتیوں کے درمیان تھا اور جو لوگوں کے پاس ہے اس سے کچھ زائد نہیں ہے
انا نقول انہ اکثر من ذلک نھو کاذب	جو لوگ ہماری طرف نسبت کرتے ہیں کہ قرآن زیادہ تھا موجودہ قرآن کے وہ جھوٹے ہیں۔

قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ خلفاء ثلثہ کو سختی سے مورد لعن وطعن ٹھہراتے ہیں۔ لیکن کلام مجید کے متعلق لکھتے ہیں۔

مانسب الی شیعۃ الامامیہ یوقوع التغیر فی القراٰن لیس من ماقال بہ جمھور الامامیۃ انما قال بہ شر ذمتہ قلیلتہ لااعتداد بھم فیما بینھم.	شیعہ امامیہ کی طرف یہ بات جو منسوب کی گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں تغیر ہوا ہے جمہور امامیہ اس کے قائل نہیں ہیں اس کا قائل صرف ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو کسی شمار میں نہیں۔

(مصائب النواصب)

رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ القمی کتاب الاعتقادات میں لکھتے ہیں[1]۔

مذکورہ بالا اقتباسات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا اہل تشیع کو پیش کرنا مدعی سست گواہ چست کا معاملہ ہے لیکن یہ چست گواہ جنھوں نے تحریف اناجیل کی ندامت پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اگر پھر بھی اصرار کریں اور اس چھوٹے سے گروہ کو پیش کریں جسے قاضی نور اللہ شوستری کسی شمار میں نہیں رکھتے اور جسے رئیس المحدثین قمی ''کاذب'' کا لقب دیتے ہیں اور علامہ طبرسی جسے ''ناقابل اعتبار اور باطل'' قرار دیتے ہیں تو ہم سوال کریں گے کہ کیا اس چھوٹے سے گروہ نے سوائے اس کے کہ جھوٹی روایت بیان کردی کبھی یہ کیا کہ موجودہ قرآن کے مقابلہ میں کسی زمانہ میں کوئی قلمی یا مطبوعہ نسخہ قرآن کا اپنے زعم باطل کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسلام پر ہزاروں مصائب پیش آئے، سینکڑوں فرقے پیدا ہو گئے جنھوں نے ایک دوسرے کو کافر تک کہہ دیا اور قتل وخون کا بازار گرم کردیا لیکن بایں ہمہ قرآن سب کا وہی رہا جو عہد رسول اللہ میں

1۔ دیکھو تفسیر صافی صفحہ 15 مقدمہ 6۔

مرتب ہوا جو عہد ابوبکرؓ میں ایک ہی مصحف میں قلمبند ہوا اور جس کی نقل حضرت عثمان نے قرأت رسول اللہ کے مطابق دنیا میں شائع کی۔ہم دیکھتے ہیں کہ دو ہزار برس کے قریب زمانہ گزرا۔لیکن اب تک ایک متن انجیل پر اکتفا نہ ہوا لیکن ہمارا قرآن وہی ہے جو تھا اور ہے اور ہمیشہ رہے گا کیوں نہیں۔انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون. لایاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید.

مصطفیٰ را وعدہ داد انعام حق　　گر میری تو نمیرد این سبق

کس نتاند بیش و کم کردن درو　　توبہ ازمن حافظے دیگر مجو

سورتوں کی ترتیب:

قرآن مجید کی سورتوں کی موجودہ ترتیب اس طور پر ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد پہلے سبع طوال یعنی سات بڑی سورتیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف انفال بشمول توبہ پھر مئین یعنی وہ سورتیں جن میں کم وبیش سو آیتیں ہیں۔یونس سے فاطر تک پھر مثانی جن میں قصص ونصائح کی تکرار ہے اور سو آیتوں سے کم ہیں سورہ یٰسین سے ق تک پھر مفصل یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں ق سے ناس تک اس طور سے کل 114 سورتیں ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے جب قرآن مجید کے نسخے شائع کیے تو سورتوں کو مذکورہ بالا طور پر ترتیب دیا اس وقت سے آج تک یہی ترتیب جاری ہے۔ظاہر بیں اور مخالفین اسلام کا خیال ہے کہ اس ترتیب میں کوئی خوبی نہیں صرف پہلے بڑی سورتیں پھر چھوٹی سورتیں جمع کر دیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے کہ مئین میں سورۂ رعد جس میں صرف 43 آیات ہیں۔سورہ ابراہیم جس میں 52 آیات ہیں اور سورۂ نور جس میں 64 آیات ہیں شامل کر دی ہیں حالانکہ ان کو مثانی میں رکھنا تھا۔اس طرح مثانی میں سورہ الصّٰفّٰت جس میں 182 آیات ہیں مئین میں رکھنا چاہیے تھا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ سورتوں کی لفظی اور معنوی مناسبت سے مذکورہ بالا ترتیب اجماع صحابہ سے عمل میں آئی ہے اور ترتیب ابن مسعود و ابن ابی و علی مرتضیٰ جو ایک دوسری سے مخالف اور اپنے طور پر تھیں پسند نہیں کی گئیں حضرت علی مرتضیٰ کی ترتیب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چونکہ اس میں شان نزول کے لحاظ سے سورتیں جمع تھیں اس لئے نہایت عمدہ تھی۔بے شک تاریخی حیثیت سے یہ ترتیب مناسب تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ یہ ایک ہی وقت میں پوری پوری سورتیں نازل نہیں ہوئیں اس لئے مکمل سورتیں یکے بعد دیگرے جمع نہیں ہو سکتی تھیں۔یہی وجہ تھی کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اس ترتیب سے رجوع کر کے ترتیب عثمانی کو اپنے عہد میں جاری رکھا۔

مناسبت آیات و سورۂ کا علم ایک دقیق اور لطیف علم ہے۔متقدمین نے اکثر رسائل اس علم

میں لکھے مثلاً علامہ برہان الدین بقائی المتوفی 885ء نے ''نظم البدر فی تناسب آلائے والسور'' لکھی۔ جلال الدین سیوطی نے اسرار التنزیل لکھی۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس مبحث پر بہت کچھ لکھا ہے اور ہندوستان میں شاہ ولی اللہ نے اپنی تصانیف میں جابجا افادہ فرمایا ہے اور فوز الکبیر میں بھی عنوان قائم کیا ہے۔

اپنے زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہم بھی ایک جدید عنوان سے یہاں کچھ لکھتے ہیں وباللہ التوفیق۔

لطائف ترتیب سور ہائے قرآنی:

قرآن مجید جس اصول پر نازل ہونا شروع ہوا اسکو بخاری نے باب تالیف القرآن میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے یوں بیان کیا ہے:۔

انما نزل اول مانزل منه سورة من المفصل فيهاذكر الجنته والنار حتى اذا شاب الناس الى اسلام نزل الحلال والحرام ولونزل اول شئى لا تشربوا الخمر لقالوالاندع الخمرابداولونزل لا تزنوالقالو الاندع اندناابدالقد نزل بمكته على محمد صلى الله عليه وسلم وانى لجاريته العب بل الساعته ادهى وامر ومانزلت سورة البقر والنساء الا وانا عنده.

سب سے پہلے جو کچھ نازل ہوا وہ بس وہی سورت ہے جو مفصل میں ہے جن میں جنت اور دوزخ کا بیان ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف رجوع ہوئے تو حلال اور حرام کی آیات نازل ہوئیں اور اگر پہلے ہی سے یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم شراب ہرگز نہیں چھوڑتے اسی طرح اگر یہ حکم ہوتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز زنا کو ترک نہ کریں گے۔ بہ تحقیق رسول اللہ ﷺ پر مکہ میں جبکہ میں کھلنڈری لڑکی تھی سورہ قمر کی یہ آیت نازل ہوئی۔ بلکہ قیامت ان کا وعدہ گاہ ہے اور قیامت بہت سخت اور تلخ ہے اور سورہ بقرہ اور سورۂ النساء نازل نہیں ہوئیں مگر اس وقت جب میں آپ کے ساتھ تھی۔

اس حدیث پر غور کرنے سے اس خدائے رحمٰن ورحیم کی حکمت صاف نظر آجاتی ہے جس نے رحمۃ للعالمین نبی کے ذریعہ سے پہلے بشارت وانذار، وعدہ و وعید، ترغیب وترہیب کی سورتیں نازل کر کے سرکش اور جاہل عرب کے قلوب کو نرم کر کے قبول اوامر ونواہی کی استعداد پیدا کردی اور پھر حلال وحرام کے احکام نازل فرمائے جن کو انہوں نے ایسے جوش وخروش سے قبول کیا اور ایسے مہذب ومتقی ہوگئے کہ اگر ظلمت کدہ عالم میں چراغ لے کر ڈھونڈیں تب بھی ان کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰ چالیس شبانہ روز کوہ طور پر تشریف فرما رہے اور ایک دم سے احکام عشرہ کے الواح لاکر قوم کے سامنے پیش کردیئے مگر اس قوم نے کیا کیا؟ پہلے آپ کی غیبت میں گوسالہ پرستی اختیار کی اور آپ کے منہ پر صاف کہہ دیا کہ ہم اس قدر احکام کیسے مانیں پھر اس خوف سے کہ کہیں پہاڑ پھٹ نہ پڑے جبراً وکرہاً اطاعت کا وعدہ کرلیا۔ برعکس اس کے حضرت رسول ﷺ (روحی فداہ) نے مثل اس شفیق طبیب کے جو مریض کی حالت کا پورا اندازہ کر کے اسی کے موافق دوا دے اور وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اصلاح کرتا جائے اور ازالہ مرض کے بعد رفتہ رفتہ مقویات کا استعمال کرا کے اصلی صحت کی طرف مزاج کو عود کرلائے 23 برس تک سرکش اور جاہل عربوں کے ساتھ سفر وحضر میں ساتھ رہ کر فطرت انسانی کا پورا اندازہ کر کے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی اور اس طور سے گروہ اُمیین کو خیر اُمم بنا دیا لیکن جب حکمت خداوندی اپنا جلوہ دکھا چکی تو اب اس ترتیب سے نزول قرآنی میں عکس مستوی کی ضرورت پیش آئی یعنی وہ لوگ جو اسلام کے پاک دائرہ میں داخل ہو چکے تھے ان کے سامنے سب سے پہلے احکام الٰہی اوامر ونواہی پیش کئے جائیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لااله الا الله وان محمد رسول الله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة والحج وصوم رمضان۔	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمۂ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج اور روزے رکھنا۔

چونکہ یہ پنجگانہ ارکان بجز سورہ بقرہ کے اور کسی سورت میں جمع نہیں ہیں اس لئے ضرور تھا کہ پہلے یہی سورت رکھی جائے اور اسی طرح سبع طوال جن میں احکام حلال وحرام مذکور ہیں باقی سورتوں پر مقدم رکھے جائیں پھر وہ سورتیں جن میں تذکیر بآلاء اللہ اور تذکیرہ بایام اللہ کے علوم مذکور ہوں اور عجائبات آفرینش، جمالی وجلال الٰہی کے مظاہر قصص وآثار حشر ونشر اور حیات بعد الممات کا تذکرہ نہ ہو۔

اس اجمالی تشریح کے بعد اب مروجہ ترتیب قرآنی پر غور کرو سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے جو مقدمہ کتاب کے طور پر ہے۔ اس میں سات آیتیں ہیں جو تعلیم قرآنی کے مقصد اور منشاء کا آئینہ

ہیں۔ابتدائی تین آیتوں میں خدا کے صفات چہارگانہ ربوبیت رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کا ذکر ہے۔یہود خداوند یہواہ کو بنی اسرائیل کا خدا سمجھتے تھے۔یہاں خدا نے سب سے پہلے اپنی صفت رب العالمین بتائی جس میں اسلام کی وسعت مشرب اور اس کی تعلیم کے ہمہ گیر اثر کا نکتہ مضمر ہے۔ پھر رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کی صفت بیان کی۔علماء مسیحی اسلام پر ہمیشہ یہ طنز کیا کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا ایک خوفناک مطلق العنان حاکم ہے حالانکہ عیسائی اس کو باپ کہہ کر پکارتے ہیں جس سے اس کی شفقت اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔مگر یہ کوتاہ بین اتنا نہیں سمجھتے کہ رحمٰن و رحیم کا تصور باپ تجسمانہ تصور سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے۔رحمٰن یعنی خدا کی وہ صفت رحم بالبدل جس نے قبل تخلیق انسان اپنا جلوہ دکھا کر اس کے واسطے سامان فلاح مہیا کر دیئے اس طور سے عیسائیوں کے اس فاسد عقیدہ کفارہ کا ابطال ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا بدل رحم نہیں کر سکتا اس لئے اس نے اپنے اکلوتے فرزند کو دنیا میں بھیجا تا کہ جب اس کی قربانی چڑھائی جائے تب کہیں گناہگار انسان کی نجات ہو۔

صفات چہارگاہ کے بعد یہ بتایا کہ بس ایسے خدا کی عبادت کرو اسی سے استعانت طلب کرو اور صراط مستقیم کے واسطے دعا مانگو جو یہود کی تفریط اور نصاریٰ کے افراط کے درمیان میں ہے۔اتنا ہی نہیں بلکہ جملہ مذاہب عالم کے خطوط میں جو ایک سطح زمین پر معاش اور معاد کے دو نقطوں کے درمیان کھنچے ہیں بس یہی ایک خط مستقیم ہے۔جس پر منعم علیہم گروہ قدم رکھتے ہیں۔

حقیقت میں فاتحہ الکتاب کا بطور مقدمہ قرآن مجید میں سب سے پہلے درج ہونا کس قدر موزوں ہے توریت کا آغاز تخلیق عالم سے شروع ہوتا ہے جس کی حیثیت ایک قصہ سے زائد نہیں انجیل کی ابتدا متی کے نسب نامہ مسیح سے ہوتی ہے جو تاریخی حیثیت سے سخت مشکوک ہے بلکہ یوں کہیے کہ بسم اللہ ہی غلط ہے برعکس اس کے قرآن مجید کا دیباچہ ایسے عنوان سے شروع ہوا جس کی نظیر کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتی۔

سورة البقرة:

فاتحہ کے بعد بقرہ ہے جو مقدمہ کے بعد آغاز کتاب کے طور پر درج ہے۔دیکھو سب سے پہلے کیا ارشاد ہوتا ہے "ذلک الکتاب لاریب فیه" بائبل جو عہد عتیق وجدید کا مجموعہ ہے اس کے معنی بھی کتاب کے ہیں اہل کتاب کے نزدیک توریت کی ابتدائی پانچ کتابیں ام الکتاب سمجھی جاتی ہیں لیکن چونکہ وہ اپنی اصلی حالت میں باقی نہ رہیں اس لئے سورہ بقرہ جس میں پنجگانہ ارکان اسلام ایک جا جمع ہیں بمنزلہ "خومیس موسیٰ" توریت کی ابتدائی پانچ کتابوں کے پیش کی جاتی ہے۔اب یہی وہ کتاب ہے جو تحریف وتدلیس سے محفوظ ہے۔"لاریب فیه" میں اسی نکتہ کی

طرف اشارہ ہے۔

اب توریت کی پانچوں کتابوں کے مضامین پر بحیثیت مجموعی ایک نظر ڈالو دیکھو:۔

(1) پہلی کتاب پیدائش میں آفرینش آدم کے قصہ سے شروع کر کے حضرت یوسف کے قصہ پر ختم کیا بالفاظ دیگر بنی اسرائیل علم الانساب کی روشنی میں پیش کئے گئے اور یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ قوم مصر کیونکر پہنچی۔

(2) دوسری کتاب خروج سیرت موسوی اور نزول احکام پر مشتمل ہے۔

(4,3) تیسری و چوتھی کتاب اعداد ولویاں ہیں جن میں رسوم و شعائر کے جزئیات مذکور ہیں۔

(5) پانچویں کتاب توریت مثنیٰ جس میں حضرت موسیٰ کی وفات تک کے واقعات اور احکام و شعائر کا اعادہ کیا گیا ہے۔

اب ان پانچوں کتابوں کے مقابلہ میں سورۂ بقرہ کو لو دیکھو قصہ آدم کس مؤثر اور حکیمانہ تمہید سے شروع ہوتا ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتاً فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ.

کیونکر اللہ کے ساتھ انکار کرو گے حالانکہ تم مردہ تھے پھر تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دے گا پھر زندگی بخشے گا پھر اس کی طرف واپس جاؤ گے

پھر کس اختصار اور جامعیت کے ساتھ تخلیق وجوہ شرف، ہبوط آدم کا تذکرہ کیا اور یہ اصول سمجھا دیا کہ دنیا میں آکر انسان کو کیا کرنا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ.

ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جب ہماری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے اور جو پیروی کرے گا ان کو نہ کچھ خوف ہے نہ کوئی غم مگر جنہوں نے انکار کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہ ناری ہیں اور ہمیشہ دوزخ مین رہیں گے۔

اب بجائے اس کے کہ کتاب پیدائش کی طرح علم الانساب کی داستان اعجوبہ پرستی کے طور پر بیان ہوتی رہے ترغیب و ترہیب کے اصول پر جس کا لحاظ جملہ قصص قرآنی ہیں جو کہیں مجمل اور کہیں مفصل مذکور ہیں کیا گیا ہے بنی اسرائیل کی طرف خطاب کیا اور ان کے برگزیدۂ الٰہی ہونے اور انعام و افضال خداوندی سے سرفراز ہونے کا ذکر شروع کیا پھر ان کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث سزاؤں کا حوالہ دیا تا کہ ان کو عبرت ہو۔

پھر ایک گائے ذبح کرنے اور بنی اسرائیل کے بحث وتکرار کا ذکر کیا۔ یہ قصہ بقرہ درحقیقت خصائل یہود کا آئینہ ہے اور اسی نام سے یہ سورت بھی منسوب ہے۔ اس قصہ کا مقصد اس امر واقعی کا اظہار ہے کہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج بحثی نے سیدھے اور صاف احکام کو بھی قیود اور سختیوں کی زنجیروں میں جکڑ دیا تو ریت کی کتاب اعداد واحبار کو پڑھو اور پھر دیکھو کہ احکام میں کس قدر بال کی کھال نکال کر دین میں نا قابل برداشت سختیاں پیدا کر دیں۔ اس نکتہ کو کس بلیغ پیرایہ میں کیسا صاف بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

واذقال موسیٰ لقومہٖ ان اللّٰہ یامرکم ان تذبحوا البقرہ قالوا اتتخذنا ھزوا قال اعوذباللّٰہ ان اکون من الجاھلین قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ماھی قال انہ یقول انھا بقرۃ لافارض ولا بکر عوان بین ذلک فافعلوا ماتومرون قالوا ادع لنا ربک یبین لنا مالونھا قال انہ یقول انھا بقرۃ صفرآء فاقع لونھا تسر الناظرین قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ماھی ان البقر تشبہ علینا وانا انشاء اللّٰہ ملھتدون قال انہ یقول انھا بقرۃ لاذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لاشیۃ فیھا قالوا الئٰن جئت بالحق فذبحوھا وما کادوا یفعلون.

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کیا تو ہم کو ہنسی میں پکڑتا ہے۔ اس نے کہا خدا کی پناہ کہ میں نادانوں میں ہو جاؤں بولے اپنے رب سے ہمارے لئے دریافت کر کہ ہم سے بیان کرے کہ وہ کیسی ہے جواب دیا وہ کہتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ بچھیا بیچ کی راس ہے اب جو حکم ہوا بجالاؤ بولے اپنے رب سے ہمارے لئے دریافت کر کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ جواب دیا وہ کہتا ہے وہ گائے ہے ڈھڈھاتی زرد رنگ کی دیکھنے والوں کو بھلی لگتی۔ بولے اپنے رب سے ہمارے لئے دریافت کر کہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے کس قسم کی ہے ہم کو شبہ پڑ گیا ہے اور ہم اللہ نے چاہا تو راہ پالیں گے۔ موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے وہ ایک گائے نہ تو کمیری زمین جوتتی ہے نہ کھیت کو پانی دیتی ہے پوری بدن کی بے داغ۔ بولے اب تو نے ٹھیک بات کہی پھر اس کو ذبح کیا اور امید نہ تھی کہ وہ ایسا کریں گے۔

شریعت یہود کی آہنی پنجہ قیود کا یہی وہ راز تھا جو آخر سلب روحانیت کی شکل میں ظاہر ہوا اور کج بحثی کر پڑی، بے ادبی، نافرمانی، گردن کشی سے ہوتے ہوتے قساوت کے درجہ تک پہنچ گیا اور یہود کی یہ حالت ہوگئی۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔ پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس کے بعد پھر وہ مثل پتھر کے ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت۔

پھر حضرت سلیمان کا زمانہ جو بنی اسرائیل کے انتہائے عروج کا زمانہ تھا یاد دلایا کہ کس طرح ان نافرمانیوں نے پیغمبر برحق کے طریق کو چھوڑ کر شیاطین اور کفار کی پیروی کر کے اعلانیہ سونے کی بچھڑوں کی پرستش شروع کی اور پھر طرہ یہ کہ حضرت سلیمان پر بھی کفر کی تہمت لگا دی۔

واتبعوا ماتتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر اور اس چیز کی پیروی کی جو شیاطین عہد سلیمان میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا۔ آدمیوں کو جادو سکھاتے تھے

یہود کی جب یہ حالت ہوگئی اور شامت اعمال نے ان کو مسخ کر دیا تو ان کی شریعت کو جس سے وہ اب مستفید نہیں ہوتے تھے نسخ کر کے اس سے ملتی ہوئی دوسری بہتر شریعت عطا کی۔

مانسخ من اٰیته اَونُنسهانات بخیر منها اومثلها الم تعلم ان اللّٰه علیٰ کل شیء قدیر۔ ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی دوسری نازل کر دیتے ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے

یہ تغیر عظیم اس قوم کے واسطے جو کبھی خداوند یہواہ کی برگزیدہ تھی نہایت شاق گزرا لیکن حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر یہواہ کا یہ دوسرا انعام ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ نئی شریعت کسی غیر قوم کے نبی پر جو روم و ایران و مصر و یونان کی قوموں سے ہوتا نازل ہوتی خاص بنی اسرائیل کے خاندان میں رہی ہاں اس قدر فرق ضرور ہوا کہ مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم کے فرزند اکبر حضرت اسمٰعیل کی نسل میں نبوت منتقل ہوگئی اور آل اسحٰق شامت اعمال سے عاق ہوگئی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی	اے بنی اسرائیل میرا احسان یاد کرو جو میں نے
انعمت علیکم وانی فضلتکم علی	تم پر کیا اور یہ کہ تم کو سارے جہان پر فضیلت دی
العالمین واذا بتلی ابراهیم ربه بکلمت	اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں
فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما	میں آزمایا پھر اس نے وہ پوری کیں فرمایا میں تجھ
قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی	کو سب لوگوں کا پیشوا بناؤں گا بولا میری اولاد
الظلمین واذیرفع ابراهیم القواعد من	میں بھی کہا نہیں پہنچتا میرا اقرار بے انصافوں کو
البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک	اور جب اٹھانے لگا ابراہیم بنیادیں اس گھر کی
انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا	اور اسمٰعیل بھی (کہنے لگے) اے رب ہمارے
مسلمین لکَ ومن ذریتنا امة مسلمة	قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا اے
لکَ وارنا مناسکنا وتب علینا انکَ	ہمارے رب اور ہم کو حکم بردار بنا اور ہماری اولاد

انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انکَّ انت العزیز الحکیم۔

میں بھی ایک حکم بردار امت تیرے لئے اور جتا ہم کو حج کرنے کے دستور اور ہم کو معاف کر تو ہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔ خداوندا ان میں ایک رسول پیدا کر انہیں میں سے جو پڑھے گا ان پر تیری آیتیں اور ان کو کتاب سکھا دے اور حکمت اور ان کو سنوارے تو ہی ہے اصل زبردست حکمت والا۔

لیکن اہل کتاب اپنی بدبختی سے کج بحثی چھوڑتے نہیں اور بجائے اس کے کہ نسل اسمٰعیل کے نبی کی جوان کے نبی اعمام سے ہے پیروی کر کے اپنی اصلی دین ابراہیم کو زندہ کریں اور فرقہ بندیوں کو مٹا کر ایک ہی صراط مستقیم۔

قولوا امنّا باللّٰہ وماانزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وماأوتی موسیٰ و عیسیٰ وماأوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون

تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے کسی میں ان میں سے اور ہم اس کے حکم پر ہیں

پر قدم رکھیں یوں کہنے میں کہ اگر دین ہے تو یہودیت دین ہے تو نصرانیت حالانکہ یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب اور ان کی اولاد نہ یہودی تھے نہ نصرانی۔ وہ سب خدا کے خاص بندے تھے جو دنیا سے اٹھ گئے اور اب یہ ناخلف باقی رہ گئے۔

ام تقولون ان ابراھیم واسمٰعیل و اسحٰق ویعقوب والاسباط کانوا ھودًا او نصاریٰ قل انتم اعلم ام اللّٰہ ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللّٰہ وما اللّٰہ بغافل عما تعلمون تلکَ امۃ قد خلت لھاما کسبت ولکم ماکسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اس کی اولاد یہود تھے یا نصاریٰ کہہ تم کو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے گواہی چھپائی جو تھی اس کے پاس اللہ کی اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں وہ ایک جماعت تھے جو گزر گئے اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم کماؤ اور تم سے پوچھ نہیں ہے ان کے کاموں کی

اس کے بعد اب خدا ایک ایسا حکم دیتا ہے جو "امۃ وسطاً" (پیروان دین محمدی) کو اہل کتاب سے ممیز کر دے یہود بیت المقدس کو اپنا قبلہ مانتے تھے اور قربانی کے تمام فرائض وہاں ادا کرتے

تھے لیکن بیت المقدس حضرت سلیمان کے عہد سے قبلہ قرار پایا تھا اس سے پیشتر بنی اسرائیل کا کوئی خاص قبلہ نہ تھا۔ خود حضرت ابراہیم اور آپ کی تمام اولاد میں یہ رواج تھا کہ ایک لمبا بغیر تراشا ہوا پتھر بطور ایک نشان کے کھڑا کر لیتے تھے اور اس کو مذبح یعنی قربان گاہ قرار دے کر وہاں خدا کی عبادت بجالاتے تھے اور طواف کرتے تھے۔

ذیل میں توریت کے چند حوالہ جو اس رسم کے متعلق ہیں درج کیے جاتے ہیں:۔

"تب خداوند نے ابراہیمؑ کو دکھائی دے کر کہا یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا اور اس نے وہاں خداوند کے لئے جو اس پر ظاہر ہوا ایک مذبح بنایا۔" (کتاب پیدائش 12/7)

"تب ابراہیم نے اپنا خیمہ اکھاڑا اور بلوطستان حمری میں جو حبران میں ہے جا رہا اور وہاں خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا۔" (پیدائش 13/18)

"اضحٰق نے خدا کے نام پر ایک مذبح بنایا اور وہاں اپنا خیمہ نصب کیا اور اضحٰق کے خدمت گاروں نے وہاں ایک کنواں کھودا۔" یہ مقام بیر شبع تھا جہاں اضحٰق کا خداوند ظاہر ہوا تھا۔ (پیدائش 26/25)

"یعقوب علی الصباح اٹھا اور اس پتھر کو جسے اس نے اپنا تکیہ کہا تھا لے کر ستون کے مانند کھڑا کیا اور اس کے سر پر تیل ڈالا اور کہا یہ پتھر جو میں نے ستون کے مانند کھڑا کیا خدا کا گھر یعنی بیت اللہ ہوگا۔" (پیدائش 18-22/28)

"اور موسیٰ نے خداوند کی ساری باتیں لکھیں اور صبح کو سویرے اٹھا اور پہاڑ کے تلے ایک مذبح بنایا اور اسرائیل کے بارہ سبطوں کے موافق بارہ ستون بنائے گئے۔" (خروج 24/4)

"خداوند یہواہ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اگر تو میرے لئے پتھر کا مذبح بنائے تو تراشے ہوئے پتھر کا مت بناؤ۔ کیونکہ اگر تو اس کو اوزار لگائے گا تو اسے ناپاک کر دے گا۔" (خروج 20/25)

خدا نے جب نبوت بنی اسمٰعیل میں منتقل کی تو اپنے خلیل ابراہیم کے قدیم طریق عبادت کو جاری رکھا اور اس بے چھت کی چاردیواری کو جسے اس نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کے ساتھ سب سے پہلے خدا کے نام پر بنایا تھا اور جو اب کعبہ کے نام سے مشہور تھا قبلہ قرار دیا۔ یہود کو یہ امر شاق گزرا اور وہ کہنے لگے۔

سیقول السفھآء من الناس ماولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا قل لِلّٰہِ المشرق والمغرب یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔ اب کہیں گے بے وقوف لوگ کیوں پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے جس پر پہلے تھے تو کہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب چلادے جس کو چاہے سیدھی راہ۔

بے شک مشرق و مغرب کی کوئی تخصیص نہیں اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ۔ انبیاء نے ان

مقامات کو صرف ایک نشان یا شعار کے طور پر مخصوص کر لیا تھا ورنہ محض کسی سمت منہ کر لینے اور اس کو اپنا قبلہ قرار دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البرمن امن باللّٰہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتٰمی والمسکین وابن سبیل والسائلین وفی الرقاب وقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصٰبرین فی الباساء والضرآء وحین الباس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون۔	نیکی یہی نہیں کہ اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر دو بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں مال دیوے ناتے والوں کو اور یتیموں کو اور مسافر کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دیا کرے اور اپنا عہد پورا کرنے والے جب عہد کر چکے اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت وہی لوگ ہیں جو سچے ہوئے اور وہی متقی ہیں۔

تحویل قبلہ کے بعد اب احکام شروع ہوئے یاایھا الذین امنو کتب علیکم القصاص سے سورہ کے آخر تک احکام قصاص، وصیت، مسائل صیام و حج و عمرہ، نکاح، طلاق، عدت و رضاعت، انفاق فی سبیل الہ صدقات، منع ربوا، دین، شہادت، ان احکام کا مقابلہ احکام توریت سے کرو اور پھر فرق مراتب آپ ہی نظر آ جائے گا۔ مثال کے طور پر ہم قربانی کو لیتے ہیں۔

توریت کتاب احبار 5-5/9 میں لکھا ہے کہ قربانی کی کھال کھینچ کر اور گوشت کے ٹکڑے کر کے اعضائے رئیسہ اور چربی قربان گاہ پر چڑھائی جائیں اور ٹانگیں اور آنتیں وغیرہ پانی میں دھو کر چڑھائیں اور پھر ان سب کو خدا کے گھر کے سامنے جلا ڈالیں اور خون قربان گاہ پر چھڑک دیں اب دیکھو کہ کعبہ شریف کے سامنے نہ اس طور کی چراہندی قربانی ہوتی ہے اور نہ اس کا خون در و دیوار کعبہ پر چڑھایا جاتا ہے بلکہ مقام منامین خدا کے نام پر ذبح کر کے غرباء و مساکین کو کھلاتے ہیں اور خود کھاتے ہیں۔ یہود اور مسلمانوں کی قربانی میں جو فرق بین ہے اس کا اظہار ایک دوسری آیت میں کس خوبی سے ہوتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ (سورۃ الحج)	اللہ کو نہ ان کا (قربانیوں کا) گوشت پہنچتا ہے نہ خون بلکہ تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

احکام کی تفصیل کے بعد آخر سورۃ کو دعا پر ختم کیا۔ توریت کا خاتمہ وفات موسیٰؑ کے تذکرہ پر ہوتا ہے (دیکھو توریت ثنیٰ) یہاں اللہ اس کے فرشتے اور اس کے تمام رسولوں میں خواہ وہ موسیٰ ہوں یا محمد ﷺ فرق نہ کرتے اور شریعت یہود کی سختیوں کے مقابلہ میں دین میں آسانی پیدا کرنے

کی التجا پھر دعائے مغفرت ورحمت ونصرت۔

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولاتحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکفرین۔

رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کی طرف سے اس پر اتارا گیا اور ایمان والے سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور پیغمبروں پر ہم نہیں فرق کرتے کسی میں اس کے پیغمبروں سے اور بولے ہم نے سنا اور اطاعت کی اے ہمارے رب ہم کو بخش اور تیری طرف بازگشت ہے اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدر اس کی وسعت کے۔ اسی نفس کے لئے جو اس نے کمایا اور اسی پر ہے جو کچھ اس نے کیا۔ اے رب ہمارے اگر ہم بھول گئے یا خطا کی تو ہم پر گرفت نہ کر۔ اے رب ہمارے جیسا تو نے ہمارے اگلوں پر بوجھ ڈالا ہم پر نہ ڈال اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسے ہم اٹھا نہ سکیں اور ہم سے معاف کر اور بخش اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مولیٰ ہے پس ہم کو کافروں پر نصرت دے۔

سورۂ آل عمران:

سورۂ بقر کا جس طرح توریت سے مقابلہ ہے اسی طرح سورۂ آل عمران انجیل کے مقابلے میں ہے جس میں عقائد نصاریٰ کی اصلاح اور دین حقہ کی تعلیم ہے لیکن قبل اس کے کہ ہم اس کی تشریح کریں عہد رسول اللہ میں نصاریٰ کے جو عقائد تھے ان کا ایک اجمالی خاکہ یہاں کھینچ دینا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم "عہد جدید" کے عنوان میں لکھ چکے ہیں نیقہ کی مشہور کونسل میں مسئلہ تثلیث عیسائیوں کا اصول دین قرار پایا تھا اور عیسائیوں نے اقانیم ثلثہ کو مساوی الحیثیت مان کر مسیح کو الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا تھا لیکن حضرت مریم کو اس وقت تک کوئی خاص درجہ نہیں دیا گیا تھا۔ اس کمی کو مصریوں کے تخیل نے جو قدیم الایام میں کنواری دیوی آئی سس اور اس کے بیٹے ہورس کی جس کا باپ آسمانی دیوتا اسائرس تھا پرستش کرتے تھے پورا کر دیا اور حضرت مریم کی پرستش بحیثیت "مادر خداوند" (تھیوٹی کس) اور آسمانی ملکہ کے ہونے لگی۔ ابتداً نسطور نے جو 427ء میں قسطنطنیہ کا بطریق اعظم تھا اس بدعت کو روکنا چاہا لیکن جب اس کے رقیب سائرل نے جو

اسکندریہ کا بطریق اعظم تھا ''مادر خداوند'' کی حمایت کا بیڑا اٹھایا تو دنیائے مسیحیت میں ایک تہلکہ مچ گیا یہاں تک کہ 430ء میں بمقام آفیسس ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں سائرل نے اپنی حکمت عملی اور خفیہ کارروائی سے نسطورا اور اس کے حامیوں کو شکست دے کر حضرت مریم کی پرستش کو بھی ارکان کلیسا میں داخل کرا دیا اور آپ کی مورت گرجا میں پجنے لگی اور اجابت دعا کا ذریعہ قرار پائی۔ چند انجیلیں بھی آپ کی شان میں تصنیف ہوگئیں جن میں دو خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

اول: انجیل متیٰ بزبان لاطینی جو 450ء میں لکھی گئی کہتے ہیں کہ اس انجیل کا ماخذ انجیل جیمس ہے جو 140ء میں تحریر ہوئی۔ کتاب ولادت مریم اسی لاطینی انجیل سے ماخوذ ہے۔

دوم: (Tranoitus Marioe) جس میں معراج مریم اور آپ کا وسیلہ اجابت دعا قرار پانا مذکور ہے۔ اصل میں یہ کتاب تیسری صدی میں ایک شامی ناسٹک نے لکھی تھی جس کو 410ء میں ایک کیتھولک نے اپنے طور پر مرتب کر کے پیش کر دیا۔

مروجہ عہد جدید سے اگرچہ یہ کتابیں خارج ہیں لیکن یہ تعلیمات عیسائیوں میں بجنسہٖ داخل ارکان دین ہیں اور عہد رسول اللہؐ میں حضرت مریم کی پرستش بحیثیت ''مادر خداوند'' عام طور سے جاری تھی۔

سورۂ آل عمران میں انہیں عقائد باطلہ کی تردید ہے کیونکہ یہ اصلی انجیل میں مذکور نہ تھے۔ انجیل تو حقیقت میں کلام الٰہی تھی جو حضرت عیسٰی پر نازل ہوئی اور سراسر نور و ہدایت تھی۔ مسئلہ توحید میں اس کی وہی تعلیم تھی جو توریت کی تھی اور جو قرآن کی ہے اس طور سے یہ تینوں آسمانی کتابیں یعنی توریت، انجیل اور قرآن ایک دوسرے کی مصدق ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اللّٰہ لاالٰہ الاھو الحی القیوم نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لمابین یدیہ و انزل التوراۃ والانجیل۔ اللہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے زندہ تھامنے والا ہے اتاری تجھ پر کتاب تحقیق ثابت کرتی اگلی کتاب کو اور اتاری تھی توریت و انجیل

اب تمہیداً ذہن کو اس طرف منتقل کیا کہ یہ خدائے خالق برحق کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ وہ ارحام مادر میں جس طور سے چاہے مصوری کر کے انسان کی جیتی جاگتی تصویر بنا کر پیدا کر دے۔

ھو الذی یصور کم فی الارحام کیف یشآء لاالٰہ ھو العزیز الحکیم۔ وہی ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے زبردست ہے حکمت والا۔

مریم ہوں یا عیسٰی دونوں اپنی اپنی ماؤں کے پیٹ سے معمولی مدت حمل پوری کر کے انسانوں کی طرح پیدا ہوئے (جیسا کہ خود اناجیل میں مذکور ہے) پھر دونوں خدائی کے درجہ پر کیسے مان لئے گئے بات یہ تھی کہ یہود پر ان کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث یونانیوں اور رومیوں

کے ہاتھوں اس قدر مصائب اور ذلتیں نازل ہوئیں کہ ان کے قلوب میں یہ بات جم گئی کہ خداوند یواہ سخت جبار اور منتقم ہے نہ اپنے برگزیدہ اسرائیل پر رحم کرتا ہے نہ کفار کے دیوتاؤں کے مقابلہ میں اپنی قوت دکھاتا ہے اس کا ہیکل ویران ہے مگر بت خانے آباد ہیں ان خیالات کے باعث جو کَادَالْفَقْرُاَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کی تشریح ہیں یہود نا امیدی اور حزن کی حد تک پہنچ گئے تھے اور تسلیم و رضا کے بلند درجے سے نیچے گر گئے تھے لیکن حضرت عیسیٰ جس وقت مبعوث ہوئے آپ چونکہ شان جمالی کے مظہر تھے اس لئے خداوند یہواہ کو آسمانی باپ سے تعبیر فرمایا۔

اس تمثیل سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح باپ اپنے سرکش فرزند کو تادیب کے طور پر مارتا پیٹتا ہے اسی طرح رب الانواع نے جو سزائیں بنی اسرائیل کو دیں وہ اس لئے ہیں کہ ان کو عبرت ہو اور راہ راست پر آجائیں پس اصل وجہ شفقت پدرانہ سمجھنا چاہیے نہ انتقام وقہر محض اور اس لئے اسی کے دامن رحمت میں چھپنا چاہیے اور اسی سے تفرع وزاری کے ساتھ دعا مانگنا چاہیے اور آسمانی بادشاہت کا منتظر رہنا چاہیے۔ انجیل میں جہاں حضرت عیسیٰ کی زبان سے خدا کی شان میں آسمانی باپ کا لقب استعمال ہوا ہے اس کا منشاء اصل میں یہی تھا لیکن چونکہ یہ لقب از قسم متشابہات ہے (جیسے کلام مجید میں استوا علی العرش اور ید اور وجہ اور روح اللہ وکلمتہ اللہ) نصاریٰ کو دھوکا ہوا اور انہوں نے مسیح کو ابن اللہ کہہ کر الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا اور آپ کی والدہ مریم کو آسمانی ملکہ اور مادر خداوند کا لقب دے کر پرستش کرنے لگے۔ اس قسم کے متشابہات سے **راسخون فی العلم** کا دھوکا نہ کھانے اور خدا سے ان کے اصل غایت سمجھنے کی دعا کرنے کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

ھو الذی انزل علیک الکتب منه ایت محکمت ھن ام الکتب واخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنابه کل من عندربنا وما یذکر الا اولاالباب	وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں محکم آیتیں ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری متشابہ ہیں پھر جن کے دلوں میں پھیر ہے وہ متشابہ کے پیچھے پڑے ہیں تلاش کرتے ہیں فتنہ اور تلاش کرتے ہیں اس کی تاویل اور کوئی نہیں جانتا۔ ان کی تاویل سوائے اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

اب انجیل کی اس خصوصیت کو کہ اس میں پند وموعظت وامثال مذکور ہیں ملحوظ رکھ کر کس جامعیت سے انہیں مضامین کا استقصاء کر کے ارشاد ہوتا ہے۔

زین للناس حب الشھوات من النساء	لوگ عورتوں کی محبت پر رجھائے گئے ہیں جیسے

والبنین والقناطیر المقنطرة من الذهب	عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر لگے
والفضة والخیل المسومة والانعام	ہوئے اور پوری بدن کے گھوڑے اور مویشی اور
والحرث ذلک متاع الحیٰوة الدنیا	کھیت یہ سب دنیا کی زندگی کے مزے ہیں اور
واللّٰہ عندہ حسن المآب قل اؤنبئکم	اچھا ٹھکانا اللہ ہی کے پاس ہے۔ کہہ دے کیا
بخیر من ذلکم للذین اتقوا عند ربھم	میں تم کو ان سے بہتر مزہ بتاؤں؟ جو لوگ پرہیز
جنٰت تجری من تحتھا الانھر خلدین	گار ہیں ان کے لئے اپنے رب کے یہاں باغ
فیھا وازواج" مطھرة ورضوان من اللّٰہ	ہیں جن کے تلے نہریں بہتی ہیں رہ پڑے انہیں
واللّٰہ بصیر بالعباد الذین یقولون ربنا	میں اور پاکیزہ بیبیاں اور اللہ کی رضامندی اور
اننا اٰمنا فغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار	اللہ کی نگاہ میں بندے ہیں وہ جو کہتے ہیں اے
الصّٰبرین والصّٰدقین والقٰنتین	رب ہمارے ہم یقین لائے ہیں سو بخش ہم کو
والمنفقین والمستغفرین بالاسحار.	ہمارے گناہ اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے
	وہ صبر والے سچے بندگی میں لگے ہوئے خرچ کرنے
	والے اور پچھلی راتوں کو گناہ بخشوانے والے۔

قصہ مریم وعیسیٰ شروع کرنے سے پہلے نصاریٰ کے اس زعم باطل کے جواب میں کہ مریم اگرچہ محبوبۂ خدا اور عیسیٰ اس کے برگزیدہ فرزند نہ تھے تو ان کی شان میں محبت اور اصطفا کے الفاظ کیوں استعمال ہوئے ارشاد فرمایا کہ خدا ان سب سے محبت کرتا ہے جو بہ اتباع رسول نیکوکار ہوں فاتبعونی یحببکم اللّٰہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح مریم وعیسیٰ کو خلعت اصطفا عطا ہوا اسی طرح آدم ونوح وابراہیمؑ اوران کی ذریت کو بھی عطا ہوا۔ لیکن اس افضال الٰہی سے یہ سب خاصان خدا خدا نہیں ہو گئے پھر مریمؑ وعیسیٰؑ کے واسطے اگر وہی الفاظ استعمال ہوئے تو کیوں حد سے بڑھ کر گمراہ ہوئے جاتے ہیں۔

ان اللّٰہ اصطفیٰ اٰدم ونوحاً واٰل	اللہ نے پسند کیا آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور
ابراھیم وَاٰلِ عمران علی العالمین ذریة	آل عمران کو سارے جہاں سے کہ اولاد تھے
بعضھا من بعض واللّٰہ سمیع علیم.	ایک دوسرے کی اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اب حضرت مریم کی ولادت اور پرورش کا قصہ اذقالت امرات عمران سے شروع کیا۔ یہ قصہ مروجہ اناجیل اربعہ میں مذکور نہیں۔ لیکن ان دو انجیلوں میں جن کا حوالہ ہم نے اوپر سورہ آل عمران کی تمہید میں دیا ہے مفصل[1] بیان ہوا ہے۔ کلام مجید میں اس قصہ کا تذکرہ صرف اس لئے ہے

[1] دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹینکا طبع جدید تحت عنوان "مریم"

کہ مریم دلیہ اور صدیقہ تھیں نہ کہ آسمانی ملکہ۔ پھر اس قصہ کے ساتھ ہی بشارت ملائکہ ولادت حضرت مسیح اور آپ کے عہد طفولیت[1] تعلیم و تلقین اور پھر تصلیب کا مجملاً حوالہ دے کر اصل مطلب یعنی مسئلہ الوہیت کی تردید کی ارشاد ہوتا ہے۔

ان مثل عیسیٰ عنداللّٰہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلاتکن من الممترین. بے شک عیسیٰ کی مثال جیسے آدم کی مثال جس کو مٹی سے بنایا پھر اس کو کہا ہو جا وہ ہو گیا حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو شک میں نہ رہ۔

چونکہ انجیل لوقا 3/28-23 میں حضرت عیسیٰ کا پشت نامہ آپ کے والد یوسف بخار سے شروع کر کے حضرت آدم تک ملایا ہے اور حضرت آدم کے متعلق یہ لکھا ہے کہ آدم ابن اللہ گویا اس طور سے حضرت عیسیٰ کا سلسلہ نسب خدا تک ملا کر حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ قرار دیا اس لئے حق تعالیٰ نے وفد نجران کے مقابلے میں الزاماً ارشاد فرمایا کہ تم مانتے ہو کہ آدم بن ماں باپ کے مٹی سے پیدا ہوئے لیکن اس طور سے پیدا ہونے سے تم ان کو ابن اللہ مان کر پرستش نہیں کرتے پھر عیسیٰ جو بطن مادر سے پیدا ہوئے کیوں ابن اللہ سمجھ کر پوجتے ہو۔ وفد نجران کے نصاریٰ پھر بھی حجت کرتے رہے تب حکم ہوا کہ ان کج بحثوں سے مباہلہ کا اعلان کر دو۔

فمن حاجک فیہ من بعد ماجائک من العلم نقل تعالوا ندع ابناء ناوابناء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبقل فنجعل پھر جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ تجھ کو علم پہنچ چکا پس کہہ دے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں

---

1. عہد طفولیت مسیح کے واقعات از قسم خلق طیور وغیرہ مروجہ اناجیل اربعہ میں مذکور نہیں ہیں لیکن ان اناجیل میں جن کو نصاریٰ نے ابوکریفل گاسپل (جعلی انجیل) قرار دے کر خارج کیا ہے مذکور ہیں۔ اناجیل کا ترجمہ بی اچ کا چھ نے انگریزی میں کیا ہے ان میں بہت سے عجیب وغریب قصے آپ کے متعلق مذکور ہیں مثلاً جنگلی شیر آپ کی پاسبانی کرتے تھے اور حکم مانتے تھے۔ بت آپ کے سامنے اوندھے ہو جاتے تھے۔ ایک مبروص شاہزادہ آپ کے مستعمل آب غسل سے چنگا ہو گیا۔ آپ کے کپڑوں کی خوشبو سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے مٹی کی چڑیاں اور جانور بنائے اور ان میں روح پھونک دی۔ جن لڑکوں نے کھیل میں آپ کا کہنا نہ مانا آپ نے ان کو بکرا بنا دیا۔ آپ کے کپڑوں کی ایک دھجی ایک بچہ کے لپیٹ دی گئی اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جلنے اور ڈوبنے سے محفوظ ہو گیا وغیرہ وغیرہ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مروجہ اناجیل اربعہ میں بھی اسی قسم کے بلکہ زیادہ عجیب وغریب قصے مذکور ہیں۔ قرآن مجید میں بعض یہ قصے جو منقول ہیں ان کی غایت شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں خوب لکھی ہے ہم نے تذکرہ المصطفیٰ صفحہ 58 لغایت 61 میں ان کی تشریح کی ہے 12

لعنت اللّٰہ علی الکذبین. تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کریں اور لعنت بھیجیں جھوٹوں پر۔

مگر نصاریٰ مباہلہ کی جرأت نہ کر سکے جس سے معلوم ہو گیا کہ ان کی حجت سخن پروری اور تقلیدی طور پر ہے نہ تصدیق قلبی۔ پھر اتمام محبت کے طور پر ایک ایسے اصول کی تشریح کی کہ اگر اہل کتاب اس کو بہ نظر انصاف دیکھیں تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قل یاھل الکتٰب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبدالاللّٰہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضاار بابامن دون اللّٰـہ فان تولوا فقولوا انھدوا ابانا مسلمون. کہہ دے اے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی یہ کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ پکڑیں ایک ایک کو آپس میں رب اللہ کے سوائے پھر اگر وہ قبول نہ رکھیں تو کہہ شاہد رہو کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔

اس اصول کو اگر اہل کتاب تسلیم کر لیں تو اسلام نصرانیت اور یہودیت ایک ہی دائرہ ہیں جس کا نقطہ دین حنفی ہے یعنی طریق حضرت ابراہیم جو ان تینوں فرقوں کے مورث اعلیٰ ہیں۔

ماکان ابراھیم یھودیا ولانصرانیا ولکن کان حنیفا مسلماً وماکان من المشرکین ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھٰذاالنبی والذین اٰمنوا واللّٰہ ولی المومنین. ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی لیکن ایک طرف کا حکم بردار تھا اور مشرکین میں نہ تھا لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو اس کے تبع تھے اور یہ نبی اور ایمان والے اور اللہ والی ہے مومنین کا۔

یہاں تک نصاریٰ کی اصلاح عقائد سے بحث تھی اب تعلیم انجیل کے مقابلہ میں چند کلیات ارشاد ہوتے ہیں پہلے خیرات جس پر انجیل میں خاص طور سے زور دیا گیا ہے اور جو حوارئین اور ان کے متبعین کا شعار تھا۔ اس کے لئے یہاں ایک ایسا کلمہ ارشاد فرمایا جو حقیقت میں اصل سخاوت اور روح ایثار ہے۔

لن تنالوا البرحتی تنفقوا مماتحبون. ہرگز نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک وہ خرچ نہ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔

پھر باہمی ہمدردی، اتفاق اور اخوت کے اصول.................

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولاتفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم اور مضبوط پکڑ لو اللہ کی رسی اور متفرق نہ ہو اور یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب تم دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈالی اب ہو گئے اس

بنعمة اخوانا. کے فضل سے بھائی کے ذریعہ سے سمجھا کر ایک ایسا دستور العمل سکھایا جو اشاعت دین اور ترقی مذہب کی روح رواں ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

ولتکن منکم امة یدعون الیٰ الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون. اور چاہیے کہ رہیں تم میں ایک جماعت نیک کام کی طرف بلاتی اچھائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی اور وہی مراد کو پہنچے۔

یہی دستور العمل تھا جو ابتدائے اسلام میں ہر مسلمان کا نصب العین تھا۔ جب صحابہ و تابعین کا مبارک دور گزر گیا تو حضرات صوفیہ کرام اور علمائے دیندار نے اس مقدس فرض کو ادا کیا اور چین و مالا بار و جاوا ممالک افریقہ و اکثر ممالک یورپ کے حصوں میں اسلام کو پھیلایا اور اگرچہ عیسائیوں کی طرح باقاعدہ مشنری اور تنخواہ دار جماعتیں قائم نہیں ہوئیں لیکن اسلام کی یہ خاصیت ہے کہ جہاں ''صبغتہ اللّٰہی'' رنگ غالب ہوا ممکن نہیں کہ دوسروں پر انعکاس انوار نہ ہو گویا ایک روحانی کہربائیت ہے جو قلوب کو بے اختیار کھینچتی ہے اس میں اس کی تخصیص نہیں کہ دستار بند ہو یا کلاہ پوش ادنیٰ مزدور ہو یا امیر الامرا کوئی ہو سب کے واسطے صلائے عام ہے[1]۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف تنھون عن المنکر وتومنون باللّٰہ. تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا ہوئے لوگوں میں اچھائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان لاتے۔

اب قریب قریب آخر سورۃ تک جنگ احد کے واقعات مذکور ہیں یہ واقعات صرف اسی سورت میں بیان ہوئے ہیں ان کی ایک لطیف توجیہہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کرایا۔ آپ ہی کے ایک حواری نے مخبری کی، بقیہ مفرور ہو گئے۔ رومی عدالت میں حواری پطرس نے بخوف گرفتاری تین مرتبہ حواریت سے انکار کیا۔ آخر رومی سپاہی آپ کو قتل گاہ کی طرف لے گئے پھر کسی نے یہ سمجھا کہ آپ زندہ مع جسم آسمان پر چڑھ گئے۔ کسی نے کہا کہ تین دن کے بعد مردوں میں سے زندہ ہو کر صعود کر گئے۔ کسی نے کہا نہیں آپ مصلوب ہی نہیں ہوئے ایک اور شخص آپ کی صورت کا مصلوب ہوا۔ اب جنگ احد کے واقعات پر غور کرو حضرت رسالت مآب ﷺ

---

1. جب سے ہمارے صوفیہ نے مساحت اور تن آسانی اختیار کی علما نے نفسانیت اور حسد کے باعث للّٰہیت کو کھو دیا اور امرا و سلاطین نے عیش و عشرت اور جہالت میں مبتلا ہو کر خدمت دین چھوڑ دی تب سے ''خیر امتہ'' کا لقب ہم سے چھن گیا نعوذ باللہ من شرور انفسناء

کی قوم قریش نے آپ پر حملہ کیا۔ آپ اپنے جانباز صحابہ کے ساتھ دین حق کی حمایت کو نکلے۔ کفار کو شکست ہوئی لیکن جب وہ مسلمان جو درّہ کی حفاظت کو مقرر ہوئے تھے اور جن کو آخر تک اپنی جگہوں پر ٹھہرنے کا حکم تھا لڑائی کو ختم سمجھ کر مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے تو کفار کا ایک گروہ پلٹ کر اسی درہ میں گھس آیا اور پشت پر حملہ کر دیا مسلمان جو مال غنیمت لوٹ رہے تھے اسی ناگہانی دار و گیر میں متفرق ہو گئے کفار نے آنحضرت پر نرغہ کر دیا اکثر جانباز صحابہ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے آخر آپ خود بھی زخموں سے چور ہو کر فرش خاک پر غش کھا کر آرہے۔ کفار نے آپ کی شہادت کا اعلان کر دیا۔ مسلمان بدحواس ہو گئے کوئی دیوانہ وار لڑ بھڑ کر شہید ہو گیا کوئی میدان میں سراسیمہ پھرنے لگا کسی نے راہ فرار اختیار کی۔ آخر آنحضرتؐ ہوش میں آئے جانباز صحابہ نے غار سے نکالا آپ کا جمال آراد یکھتے ہی صحابہ مثل پروانہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سب کو ساتھ لے کر احد کی ایک گھاٹی میں قدم جما دیئے کفار کو پھر جرأت نہیں کہ زخم خوردہ شیروں پر حملہ کر دیں انہوں نے اسی قدر چیرہ دستی کو غنیمت سمجھ کر میدان سے کوچ کر دیا[1]۔

ان واقعات کے نتائج کس خوبی سے ادا ہوئے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ماحمد الارسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات اوقتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزى الله الشاكرين.	اور سست نہ ہو نہ غم کرو اور تم غالب رہو اگر تم ایمان رکھتے ہو اور محمد تو ایک رسول ہے اس سے پہلے بہت رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا وہ اللہ کا کیا بگاڑے گا اور اللہ ثواب دے گا شاکروں کو۔
فيما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا انفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم فى الامر فاذا عزمت فتوكل على الله ان لله يحب المتوكلين ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتاً بلاحياء عند ربهم يرزقون فرحين بمااتهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقو	سو چو اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا اور اگر تو ہوتا سخت گو اور سخت دل تو منتشر ہو جاتے تیرے پاس سے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے لئے مغفرت چاہ اور کام میں ان سے مشورہ لے پھر جب ٹھہرا چکا تو بھروسہ کر اللہ پر اللہ متوکلین کو چاہتا ہے اور تو یہ نہ سمجھ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں خوشی کرتے ہیں

[1] جنگ احد کو ہم نے تذکرہ المصطفیٰ میں بالتفصیل بیان کیا ہے (دیکھو صفحات 139 الغایت 148 طبع ثانی)

ایھم من خلفھم الاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے ان میں پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر اور نہ ان پر اور نہ ان کو غم ہے۔

سورہ کے آخر میں ذکر وفکر دوام حضور اور لذت مناجات کو یوں ارشاد فرمایا:۔

ان فی خلق السموٰات والارض واختلاف الیل والنھار لآیات لاولی الباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا ولی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔ الایہ بے شک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلنا عقل والوں کو نشانیاں ہیں وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر اور زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے! تو نے یہ عبث نہیں بنایا تو پاک ہے عیب سے سو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا

سورۂ بقرہ اور آل عمران کے لطائف ترتیب بیان کر کے اس کتاب کے موضوع کے لحاظ سے اب اس کا موقع نہیں کہ ہم دوسری سورتوں کے لطائف ترتیب بیان کریں اس لئے اس عنوان لطیف کو ہم یہاں ختم کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے قدیم نسخے:

ہم اوپر ''جمع وترتیب کلام مجید'' کے عنوان سے لکھ چکے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کی متعدد نقلیں بلاد اسلام میں شائع کیں۔ایک مضمون جو تہذیب الاخلاق بابت سفر 1329 ہجری میں چھپا ہے۔علامہ شبلی مرحوم ان مصاحف کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''حضرت عثمان نے جو مصاحف نقل کرا کے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ، دمشق میں بھجوائے تھے مدت تک موجود رہے چنانچہ ان کی تفصیل جیسا کہ مقری نے نفح الطیب میں لکھی ہے (جلد اول صفحہ 283 مطبوعہ مصر) حسب ذیل ہے:۔

دمشق:

اس مصحف کو ابوالقاسم سبتی نے 657ھ میں جامع دمشق کے مقصورہ میں دیکھا۔عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے اس کو 737ھ میں دیکھا۔یہ مصحف میرے سفر قسطنطنیہ کے زمانے تک دمشق میں موجود تھا۔کئی برس ہوئے جب سلطان عبدالحمید خان کے زمانہ میں جامع مسجد جل گئی تو یہ مصحف بھی جل گیا۔

مدینہ منورہ:

اس مصحف کا بھی 735ء تک پتہ چلتا ہے۔اس نسخہ کی پشت پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:۔
هٰذاما اجمع علیه جماعته من اصحاب رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم منهم زید بن ثابت و عبدالله ابن الزبیر و سعید بن العاص ۔اس کے بعد اور صحابہ کا نام تھا۔

مکہ معظّمہ:

یہ بھی 735ء تک موجود تھا۔

بصرہ یا کوفہ:

یہ قرآن معلوم نہیں کس زمانہ میں قرطبہ میں پہنچا پھر عبدالمومن اس کو قرطبہ سے اپنے دارالسلطنت میں بڑے تزک و احتشام سے لایا۔645ء میں وہ معتضد کے قبضہ میں آیا۔اس کے بعد ابوالحسن نے جب تلمسان فتح کیا تو یہ نسخہ اس کے قبضہ میں آیا۔اس کے مرنے کے بعد پرتکیز میں پہنچا۔وہاں سے ایک تاجر نے کسی طرح اس کو حاصل کیا اور 745ء میں شہر فاس میں لایا چنانچہ مدت تک خزانہ شاہی میں موجود تھا۔

علامہ مقریزی نے کتاب الخطط میں جہاں قاضی فاضل (سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا) کے مدرس کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ اس کے کتب خانہ میں مصحف عثمانی کا نسخہ موجود تھا جس کو قاضی فاضل نے تیس ہزار اشرفی میں خریدا تھا۔

یہ نسخے جوامہات یا مصحف امام کے لقب سے مشہور ہوئے عہد عثمان سے آج تک ان لاکھوں کروڑوں کلام مجید کے نسخوں کے جو اقصائے عالم میں شائع ہوئے اصل مآخذ ہیں اور انہیں کے مطابق تلاوت ہوتی ہے اور یہاں تک احتیاط کی جاتی ہے کہ باوجودیکہ عہد عثمانؓ کے بعد سے رسم الخط قدیم کی بہت کچھ اصلاح ہوئی لیکن انہیں اُمہات کے رسم الخط کی پابندی کی جاتی ہے اور اس کی مخالفت گناہ سمجھی جاتی ہے امام مالک سے پوچھا گیا کہ "کیا مصحف کو لوگوں کے بنائے ہوئے ہجا کے مطابق لکھنا چاہیے جواب دیا نہیں بلکہ اس کو اس کی پہلی کتابت کے انداز پر لکھنا چاہیے۔" امام احمدؒ کا قول ہے کہ زائد حروف مثلاً اُو لُو میں واد وغیرہ کے بارے میں مصحف عثمانؓ کے رسم الخط کی مخالفت حرام ہے۔بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ جو شخص مصحف کو لکھے اسے چاہیے کہ وہ انہیں حروف تہجی کی حفاظت کرے جن کے ساتھ صحابہ نے ان مصاحف کو لکھا ہے[1]۔ یہ اسی

1. اتقان نوع 76۔

احتیاط سخت کا نتیجہ ہے کہ کلام مجید ہر قسم کے تغیر ونقصان وغیرہ سے محفوظ رہا۔
عہد صحابہؓ کے بعد رسم الخط میں جو اصلاحیں ہوئیں ان کا یہاں ذکر کر دینا ضروری ہے۔

اول نقطے اور اعراب:

حضرت عثمانؓ نے جو مصحف لکھوائے تھے ان میں نقطے اور اعراب نہ تھے۔ عربوں کو اس کے پڑھنے میں کوئی دقت نہ تھی کیونکہ ان کی زبان تھی علاوہ اس کے قرآن بطور حفظ پڑھنے اور پڑھانے کا چرچا ایسا عام ہوگیا تھا اور اس کثرت سے حفاظ موجود تھے اور قرأت رسول اللہ ایسی مشہور ہوگئی تھی کہ پڑھنے والوں کو کوئی دشواری نہ تھی لیکن جب عجمی کثرت سے مسلمان ہونے لگے تو زبان عرب سے ناآشنا ہونے کے باعث ان کو بطور خود پڑھنے میں سخت دقت پیش آئی۔ اس وقت کی طرف سب سے پہلے ابوالاسود دوئلی (المتوفی 69ھ) شاگرد حضرت علی مرتضیٰ نے توجہ کی۔ واقعہ یہ تھا کہ ابوالاسود نے ایک دن ایک شخص کو کلام مجید کی اس آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیٌ" مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ' میں رَسُوْلُہٗ' کو "رَسُوْلِہٖ" پڑھتے سنا جس سے معنی کچھ سے کچھ ہوگئے یعنی صحیح قرأت کے مطابق معنی یہ ہوئے کہ "بے شک اللہ مشرکین سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی" لیکن اس کے غلط اعراب لگانے سے یہ معنی ہوئے کہ "اللہ مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے" ابوالاسود یہ سن کر سخت گھبرائے اور مکان پر آکر ایک کاتب کو بلایا اور اس کو اپنے پاس بٹھا کر ہدایت کی کہ میں قرآن کو لکھواتا ہوں جس حرف کے ادا کرنے میں اپنا منہ کھول دوں اس کے اوپر ایک نقطہ دینا جس حرف کے ادا میں آواز کا رخ نیچے ہو اس کے نیچے نقطہ دینا اور جس حروف کو منہ کھول کر ادا کروں تم اس کے آگے نقطہ دینا[1]۔

اسی زمانہ میں حجاج بن یوسف نے اپنے کاتب نصر بن عاصم اور ایک روایت میں ہے کہ یحییٰ بن یعمر سے قرآن مجید کو نقطوں کے ذریعہ سے اعراب کا اظہار کر کے لکھوانا شروع کیا[2]۔

لیکن یہ طریقہ مبہم تھا اس لئے خلیل بن احمد (المتوفی 170ھ) نے نقطوں کے عوض مروجہ زیر و زبر پیش کے علامات ایجاد کئے جو آج تک رائج ہیں[3]۔

دوم خطوط المصاحف:

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ قریش نے لکھنا اہل حیرہ (کوفہ 17ھ میں حیرہ کے کھنڈروں کے پاس

1۔ فہرست ابن ندیم صفحہ 40 وابن خلکان ذکر ابوالاسود 12۔ 2۔ کشف الظنون صفحہ 447۔
3۔ اتقان نوع 76۔

آباد ہوا) سے سیکھا پھر آنحضرت ﷺ نے اسیران بدر کے ذریعہ سے مسلمانان مدینہ کو سکھایا۔

کشف الظنون صفحہ 466 علم الخط کی بحث میں ابن اسحٰق سے یہ روایت ہے:۔

اول خطوط العربیتہ الخط المکی وبعده المدنی ثم البصری ثم الکوفی والمکی والمدنی ففی شکله انضحاح یسیر.

پہلے عربی خطوط خط مکی پھر مدنی پھر بصری پھر کوفی ہیں۔لیکن مکی اور مدنی خطوط ان کی شکلوں میں آسان جھکاؤ ہے۔

عہد رسول اللہ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہی خط مدنی مستعمل تھا لیکن سخت یا نرم چیزوں پر لکھتے وقت قدرتاً شان تحریر میں فرق ہوتا ہوگا۔سخت چیزوں پر گوشہ دار حروف اور نرم پر مدور ہوتے ہوں گے۔یہی نمایاں فرق ہے جو زمانہ مابعد میں خط کوفی اور خط نسخ میں قائم رہا[1]۔

فہرست ابن ندیم میں محمد بن اسحٰق سے روایت ہے کہ حسن خط سے جس نے پہلے مصحف کو لکھا وہ خالد ابن ابی السیاج ہے(ابن ندیم نے چوتھی صدی میں اس مصحف کو خود دیکھا)ولید بن عبدالملک اموی نے سعد کو مصحف اشعار اور اخبار کی کتابت کے واسطے سرکاری طور پر مقرر کیا اس نے قرآن مجید کو سونے سے لکھا پھر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اسی نمونہ پر لکھوایا۔عہد بنی اُمیہ میں قطبہ خاص کاتب تھا جس نے چار قلم ایجاد کئے تھے۔پھر ضحاک بن عجلان کاتب بنی عباس نے قطبہ پر زیادتی کی پھر منصور ومہدی کی خلافت میں اسحٰق ابن حماد نے ضحاک پر زیادتی کی۔خشنام البصری اور صدی الکوفی عہد ہارون الرشید میں مشہور کاتب قرآن تھے۔اسی زمانہ میں علی بن حمزہ کسائی (المتوفی 182ھ) جو مامون رشید کا استاد تھا اصلاح خط کی طرف متوجہ ہوا اور جو خط اس نے جاری کیا وہ اصلاح میں ''خط کوفی'' کے نام سے مشہور ہوا۔

قرآن مجید کا ایک پرانا پورا نسخہ ایک قدیم خط میں لکھا ہوا خوش قسمتی سے بڑودہ میں میری نظر پڑ گیا۔اس کے خاتمہ پر اسی قلم اور اسی روشنائی سے جس سے پورا کلام مجید لکھا ہوا ہے یہ عبارت تحریر ہے۔

''کتبہ علی بن موسیٰ الرضا بن جعفر الصادق بن
مُحَمد الباقر بن عَلیؓ بن الحسین بن علی ابن ابی
طالب صلی اللہ علیٰ سیّدنا محمدٌ وَآلہ وَسلّم.''

حضرت امام رضا کی ولادت 153ھ اور وفات 203ھ میں ہوئی اس لئے یہ نسخہ تقریباً ساڑھے بارہ سو برس کا لکھا ہوا ہے اوراق جابجا سے بوسیدہ ہو گئے ہیں۔

---

1 انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ 387۔

تاریخی شہادت فارسی میں

"ونیز فرمان شد که چون بعوض اقدس رسیده که بکتاب خانه درگاه شاه عالم قدس سره قرآن مجید و کلام حمید نحط شریف حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیه التحیته والثنا موجود است آن را از سجاده نشین آسجا گرفته بحضور بیارد که بزیارت دستخط آنحضرت تبرک جسته آید بنابران عبدالحمید خاں قرآن را از صاحب سجاده بطریق امانت گرفته باخزانه روانه گرزید چون هنگام روانگی بقصبه سانولی رسید از انجاکه صلابت محمد خان بابی راکه سید عقیل خاں بفوجداری آنجا مقرر کرده بروسنا بر بدرقه همراه خود تالشکر فیروزی برد و در نزدیکی قصبه دهار متعلقه صوبه مالوه باردوی معلیٰ پیوسته شرف اندور ملازمت گشت و قرآن مجید رابجناب والا رسانید بعد چندی معروض داشت که قرآن بطریق امات را سجاده نشین آنجا گرفته بحضور آورده ام حکم اقدس بشرف صدور پیوست که مارا زیارت مدعا بودا میں تحفهٔ بی بها سزاوار هما نجا است حواله فرمودند دحکم شد که سید صاحب سجاده رابحضور برساند"

تاریخ مراۃ احمدی گجرات مصنفہ مرزا محمد حسن
الملقب بہ علی محمد خاں بہادر صفحہ 385 جزو اول

یہ نسخہ سلاطین گجرات کے پایہ تخت احمد آباد کے خزانہ میں محفوظ تھا معلوم نہیں ایران سے وہاں کیونکر پہنچا۔ مرہٹوں نے جب احمد آباد کو تاراج کیا تو یہ نایاب نسخہ بڑودہ آیا اور اب سردار امین الدین کے قبضہ میں ہے۔ اس نسخہ کی چند خصوصیات ہیں جو یہاں قابل ذکر ہیں:۔

(1) سورتوں کے مدنی یا مکی کی تخصیص تعداد رکوع اور شمار کلات و حروف اس نسخہ میں مطلق نہیں جہاں ایک سورہ ختم ہوا دوسرا سورہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ شروع ہے اور سورہ کا نام سرخی سے تحریر ہے۔

(2) علامات اوقات مثلاً م، ط، ج، وغیرہ ہما اور رکوع کے نشان اس نسخہ میں نہیں ہیں سرخ روشنائی سے کسی نے چند پاروں تک زمانہ مابعد میں اس کا التزام کیا ہے اور سونے سے رکوع کا ع

آیت کا دائرہ اور ربع، نصف، ثلث وغیرہ نشانات تحریر کئے ہیں۔

(3) زیر وزبر پیش تنوین وتشدید کے علامات اس نسخہ میں موجود ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خلیل نحوی (المتوفی 170ھ) کے یہ مخترعہ علامات مقبول ہو چکے تھے اور کلام مجید میں درج ہونے لگے تھے۔

(4) سورتوں کی تعداد اور ان کی ترتیب وہی ہے جس پر حضرت عثمانؓ کے عہد میں اجماع ہو چکا تھا اور آج تک مصاحف میں اسی کی پابندی کی جاتی ہے۔

(5) یہ نسخہ قدیم کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔کاغذ 150ھ میں ایجاد ہوا ہے۔ابن ندیم کا بیان ہے کہ دولتعباسیہ میں صناعان چین چینی ورق کی طرح خراسان میں کنان سے کاغذ بناتے تھے جو ورق خراسانی کہلاتا تھا[1]۔

دوسری صدی ہجری کے لکھے ہوئے کلام مجید کے نسخے دنیا میں بہت کم ہیں ایک کامل نسخہ قاہرہ مصر میں 65ھ کا لکھا ہوا اب تک موجود ہے (دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ 388) ممکن ہے کہ اس سے قدیم نسخے بھی بلاد اسلامیہ میں موجود ہوں لیکن افسوس ہے کہ اب تک گنج پنہاں کی طرح پوشیدہ ہیں۔مصحف امام رضا کی زیارت کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں بھی اسی قسم کے قدیم نسخے ضرور ہوں گے۔لیکن باوجود یہ کہ آج کل ذرائع اطلاع اس قدر وسیع ہیں لیکن پھر بھی ہماری عدم توجہی اور غفلت کے باعث پبلک کو خبر نہیں۔

تیسری صدی کے آخر میں مشہور کاتب ابن مقلہ (المتوفی 328ھ) نے خط کوفی کو جو زودنویسی کے واسطے موزوں نہ تھا خط نسخ میں بدل دیا جو عام طور سے قبول ہو گیا۔پھر ایک صدی بعد ابن البواب (المتوفی 423ھ) کاتب نے خط نسخ کو ایسا خوشنما بنا دیا کہ اس کی پسندیدگی اور قبولیت کے سامنے خط کوفی تقویم پارینہ ہو گیا اور اس وقت سے اب تک اسی خط میں کلام مجید لکھے جاتے ہیں۔

اختلاف قرأت:

حضرت عثمان نے جس وقت مصاحف کو لکھوا کر بلاد اسلامیہ میں شائع کر دیا تو قرآن مجید توریت وانجیل کے برخلاف کمی وبیشی تحریف وتغیر سے ہمیشہ کے واسطے محفوظ ہو گیا لیکن چونکہ ان مصاحف میں نقطے اور اعراب نہ تھے اس لئے مدار صحابہ کی قرأت پر رہا۔علامہ ذہبی طبقات القراء میں لکھتے ہیں کہ صحابہ میں سات مشہور قاری تھے حضرت علی، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابن مسعود عثمان بن عفان، ابوالدرداء، ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہم۔تابعین نے انہیں بزرگوں سے قرأت سیکھی اور پھر ان سے تبع تابعین نے جن میں بعض نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور اپنے وقت کے امام قرأت مشہور ہوئے ''ہفت قراء'' ان میں سے خاص طور یہاں قابل ذکر ہیں:۔

1۔ کتاب الفہرست ذکر انواع ورق 12۔

نافع:

ابن ابی نعیم مولی جعونہ۔ اصل وطن اصفہان تھا مگر مدینہ منورہ میں نشو ونما ہوئی اور وہیں قیام رہا۔ ستر برس کی عمر پائی۔ 167ھ میں انتقال کیا۔

ابن کثیر:

عبداللہ ابن کثیر مولی عمرو بن علقمہ۔ یہ بھی عجمی تھے۔ 45ھ میں پیدا ہوئے مدت تک عراق میں رہے پھر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں 120ھ میں وفات پائی۔

ابوعمرو:

بن العلا۔ اصل وطن گازرون، بصرہ میں نشو ونما ہوئی۔ 155ھ میں بمقام کوفہ وفات ہوئی۔

ابن عامر:

عبداللہ ابن عامر الدمشقی۔ وفات نبی ﷺ سے دو سال قبل مقام رحاب میں پیدا ہوئے۔ دمشق فتح ہونے پر وہیں مقیم ہوئے اور 118ھ میں وہیں انتقال کیا۔

عاصم:

ابن ابی النجو وکنیت ابوبکر تابعی ہیں۔ 128ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔

حمزہ:

ابن حبیب الزیات۔ یہ بھی کوفی ہیں۔ 158ھ میں بمقام حلوان وفات پائی۔

کسائی:

ابوالحسن علی الکسائی مولی بنی اسد۔ مامون رشید کے استاد تھے۔ 180ھ میں انتقال کیا۔ (مراج القاری مطبوعہ مصر صفحہ 9 تا 12)

مذکورہ بالا قاریوں کے دو دو راوی منتخب کیے گئے چنانچہ نافع کے شاگردوں میں قالوں اور ورش ہیں جو خود نافع سے روایت کرتے ہیں۔ ابن کثیر کے طریقہ میں قنبل اور البزی جو ابن کثیر کے یاروں سے روایت کرتے ہیں۔ ابوعمرو سے الدوری اور السوسی بہ یک واسطہ راوی ہیں۔ ابن عامر سے ہشام اور ابن ذکوان بواسطہ یاران ابن عامر عاصم کے تلامذہ خاص میں حفص اور ابوبکر بن

عیاش، حمزہ سے خلف اور خلاد بہ یک واسطہ اور کسائی سے الدوری اور ابوالحارث (اتقان نوع بستم)

راویوں کے طریق روایت پر غور کرنے سے صاف نظر آتا ہے کہ بالواسطہ راوی نافع اور عاصم کے ہیں۔ پھر نافع کی عمر مدینہ منورہ میں گزری جہاں قرآن کی جمع وترتیب عمل میں آئی۔ اس سبب سے نافع کی قرأت بردایت قالون دورس اور عاصم کی قرأت بروایت حفص (وفات 80ھ) زیادہ مشہور اور دنیائے اسلام میں مروج ہے۔

ابوعبید قاسم ابن سلام (المتوفی 224ھ) پہلا شخص ہے جس نے مختلف قرأتوں کو کتاب کی صورت میں جمع کیا[1]۔ پھر چوتھی صدی ہجری سے سینکڑوں کتابیں علم قرأت وتجوید کی تصنیف ہونے لگیں اور تفاسیر میں ان پر طویل بحثیں چھڑ گئیں چنانچہ تفسیر کشاف اور نیشاپوری ان مباحث سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن اختلاف قرأت کی اصلیت اگر ہے تو اسی قدر کہ یا تو مختلف قاریوں کے تلفظ از قسم مد وقصر، اظہار واخفا، تفخیم وادغام وغیرہ ذلک کا نتیجہ ہے یا صرفی ونحوی بحثیں ہیں جو کوفیوں اور بصریوں کی ہنگامہ آرائیاں ہیں جیسا کہ امثلہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

سورۂ بقر رکوع 21 میں مُوَصٍّ کو حمزہ اور کسائی مُوْصٍ پڑھتے ہیں اسی سورہ کے رکوع 17 میں لَرَءُوْفٌ" کو ابوعمرو، حمزہ وکسائی بغیر واؤ کے یعنی لَرَءُفٌ" پڑھتے ہیں۔ پارہ عم سورہ ہمزہ میں عَمَدٍ کو حمزہ اور کسائی جمع عمود سمجھ کر بالضم یعنی عُمُدٍ پڑھتے ہیں مگر باقی پانچ قاریوں کے نزدیک یہ عمود کی اسم جمع ہے۔ سورۂ مائدہ رکوع 2 میں ارجُلَکُم کو حمزہ ابن کثیر اور ابوعمرو ارجُلِکُم یعنی بکسر اللام پڑھتے ہیں۔ سورہ بقر رکوع 28 میں یَطْهُرْنَ کو حمزہ اور کسائی تشدید کے ساتھ یعنی یَطَّهَّرْ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح سورۂ النساء رکوع 7 میں لٰمَسْتُم کو حمزہ وکسائی نے لام اور میم اول کے درمیان بغیر الف کے یعنی لَمَسْتُم پڑھا ہے۔ سورۂ مزمل رکوع اول میں رَبُّ الْمَشْرِقِ کو حمزہ کسائی ابوعمرو اور ابن عامر حرف با کے کسرہ کے ساتھ یعنی رَبِّ الْمَشْرِقِ پڑھتے ہیں اسی طرح سورہ شعراء رکوع 17 میں نَزَلَ بِہِ الرُّوحُ الْاَمِیْنُ کو حمزہ وکسائی وابن عامر نے حرف زاء معجمہ کو تشدید کے ساتھ اور امینُ کے نون کو بالنصب یعنی نَزَّلَ بِہِ الرُّوْحَ الْاَمِیْنَ پڑھا ہے اور نحوی بحثیں چھیڑی ہیں۔ سورہ بقرہ رکوع 12 میں جِبْرِیْلَ کو حمزہ وکسائی جَبْرَئِیلَ پڑھتے ہیں[2]۔

یہ عجیب بات ہے کہ اختلاف قرأت میں حمزہ وکسائی کا نام تقریباً ہر جگہ آتا ہے۔ بات یہ تھی کہ یہ لوگ قرأت کو ان نحوی اصولوں کا پابند کرنا چاہتے تھے جو کوفہ وبصرہ میں منضبط ہوئے تھے اور ان لہجوں اور تلفظ کو جو اس وقت وہاں مستعمل تھے پسند کرتے تھے لیکن اگر زبانوں کو تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ان کی غلطی تھی۔ اس غلطی کو اسی زمانہ میں مشہور متکلم ابوالہذیل علاف نے جو

1۔ کشف الظنون جلد دوم 12۔

2۔ ماخوذ از کشاف ونیشاپوری وسراج المنیر 12۔

131ھ میں پیدا ہوا اور 235ھ میں وفات پائی محققانہ طور پر دفع کر دیا تھا شرح ملل ونحل شہرستانی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابوالہذیل سے کہا کہ قرآن مجید میں متعدد آیات آپس میں متناقص نظر آتی ہیں اور بعض آیتوں میں نحوی غلطیاں ہیں۔ ابوالہذیل نے کہا کہ ایک ایک آیت پر الگ بحث کی جائے یا ایسا اجمالی جواب دیا جائے کہ تمام شبہات دفع ہو جائیں۔ معترض نے دوسری شق اختیار کی۔ ابوالہذیل نے کہا یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرب کے معزز اور شریف خاندان سے تھے یہ بھی مسلم ہے کہ ان کی فصاحت اور زباندانی پر کسی کو اعتراض نہ تھا اس میں بھی شک نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرتؐ کے جھٹلانے اور آپ پر نکتہ چینی کرنے کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا اب غور کرو کہ اہل عرب نے آنحضرتؐ پر اور ہر طرح کے اعتراض کیے لیکن کسی نے یہ بھی کہا کہ ان کی زباندانی صحیح نہیں یا یہ کہ ان کی باتوں میں تناقص ہوتا ہے پھر جب ان لوگوں نے یہ اعتراض نہیں کیے تو آج کون شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے۔[1]

الغرض اختلاف قرأت کی حقیقت جو کچھ ہے وہ اسی قدر ہے جو ہم نے اوپر بیان کر دی اور مثالوں سے اس کی تشریح کر دی۔ تفاسیر میں البتہ ان کا حوالہ ملتا ہے لیکن متن کلام مجید ان سے مبرا ہے اہل کتاب لاکھ چاہیں کہ ان کو بڑھا چڑھا کر دکھائیں تا کہ عہد عتیق و جدید کی تحریف و تغیر تناقص اور تخالف پردہ پڑ جائے لیکن ان کی یہ ناشدنی کوشش آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔

یورپ اور قرآن مجید

یہود نے جس طرح حضرت عیسیٰ کو باوجود یہ کہ آپ نے توریت کو کلام الٰہی تسلیم کیا نہ مانا اور نہ آپ کی تعلیمات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا اسی طرح یہود اور نصاریٰ دونوں نے قرآن مجید کو باوجود یہ کہ اس میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کو پیغمبر اولوالعزم اور ان کی تعلیمات کو منجانب اللہ تسلیم کیا ہے ہمیشہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے جس سے اس کی حقیقت ان پر منکشف نہ ہونے پائی۔ توریت کے متعلق قرآن مجید صاف کہتا ہے۔

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ۔ ہم نے اتاری تورات جس میں ہدایت اور نور ہے۔ (مائدہ)

انجیل کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ پھر بعد کو ہم نے انہیں کے قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اس کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت

1۔ ماخوذ از علم الکلام صفحہ 37۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَابَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ (مائده)   ہے اور نور اور اگلی کتاب تورات کو سچ بتاتی ہے۔

پھر خود کلام مجید کی نسبت یوں مذکور ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا   اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب حق پر تصدیق

لِّمَابَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ (مائده)   کرتی اگلی کتابوں کو اور سب پر شامل۔

بے شک قرآن مجید، توریت اور انجیل کا مصدق ہے اتنا ہی نہیں بلکہ وہ صحف سماوی کا ''مہیمن''، یعنی امین[1] ہے۔ ان کی اصلی تعلیم کا محفوظ رکھنے والا اور مہتم بالشان مسائل توحید اور عصمت انبیاء جو موجودہ عہد عتیق وعہد جدید میں محرف ہو گئے ان کا ان کی اصلی حالت میں دکھانے والا ہے۔

یورپ کے قرون وسطی میں باوجود یہ کہ اسپین اور جنوبی یورپ میں نور اسلام کا اجالا رہا لیکن نصاریٰ پاپائے روم کی گرفت اور صلیبی جنگ کے مجنونانہ جوش میں ایسے مدہوش رہے کہ اس کلام مبین کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے۔ مختلف یورپین زبانوں میں جو ترجمے کلام مجید کے ہوئے وہ یا تو بحکم پوپ جلا دیئے گئے مثلاً پگینی کا ترجمہ جو 1515ء میں ہوا۔ یا ان میں متن کلام مجید کے ساتھ ایسے ضعیف اور لغو روایات بھر دیئے گئے کہ جن کے مطالعہ سے اور نفرت بڑھ گئی مثلاً 1698ء میں فادر مراچی کا مشہور ترجمہ لاطینی زبان میں ہوا جو حامل المتن بھی تھا۔ مراچی پوپ انوسنٹ یازدھم کا رفیق تھا اور نہایت متعصب راہب تھا۔ اس نے ترجمہ کے ساتھ حواشی اور مقدمہ کا بھی اضافہ کر دیا جن کے متعلق پادری سیل اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ''حواشی بے شک بہت مفید ہیں لیکن مراچی نے جو کچھ تردید میں لکھا ہے اور جس سے اس کی کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا وہ بالکل ہیچ ہے اور ناقابل اطمینان اور اکثر گستاخانہ۔''

بہرحال ان تراجم کا اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ لوتھر نے اتخذوا احبـه هم و رحبانهم اربابا مـن دون الـلّـه کے تازیانہ سے متنبہ ہو کر پاپائے روم کی مذہبی استبداد کی زنجیریں توڑ دیں اور ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقه کی منادی سے متاثر ہو کر ابن اللہ اور ''مادر خداوند'' کی عورتوں کی پرستش کو کلیسا سے خارج کر دیا۔

اٹھارویں صدی میں جبکہ مذہبی آزادی کی ہوا یورپ میں زور سے چلنے لگی تو مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے شروع ہو گئے چنانچہ 1734ء میں پادری جارج سیل نے انگریزی میں ترجمہ کیا اور ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کیا۔ یہ ترجمہ بار بار شائع ہو چکا ہے لیکن پادری راڈویل کی یہ رائے ہے کہ سیل نے ترجمہ قرآن میں مراچی کے تتبع میں تفسیری فقرے بھی متن میں لکھے ہیں اور

---

[1] بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے ''المهیمن الامین القرآن آمین فی علی کل کتاب قبلہ''12۔

یہ کہ سیکسن زبان کے عوض اکثر الفاظ لاطینی زبان کے لکھ دیئے ہیں[1]۔ 1772ء میں میگرلن نے جرمن میں اور 1783ء میں سیواری نے فرنچ میں ترجمے کئے۔

انیسویں صدی میں جبکہ سائنس کی ترقی ہوئی تو پادریوں کے علاوہ مستشرقین یورپ نے بھی قرآن کے ترجمے کئے اور اس کے متعلق کتابیں لکھیں مثلاً جرمن میں فلوگل نے 1838ء میں قرآن کا انڈکس مرتب کیا اور 1880ء میں پالمر نے انگریزی میں ترجمہ کیا۔

یہ ترجمے بھی اگرچہ ناقص تھے لیکن یورپ کے دماغ میں اس قدر صلاحیت پیدا ہو چلی تھی کہ لغو اور بیہودہ مضامین کے عوض سنجیدگی سے قرآن مجید کی نسبت لکھیں۔ انگریزی میں جس نے سب سے پہلے تعصب سے الگ ہو کر آنحضرتؐ اور کلام مجید کے متعلق اپنی آزادانہ ذاتی رائے کا اظہار کیا وہ کارلائل ہے (ولادت 1795ء وفات 1880ء) وہ اپنی کتاب ہیرو ورشپ میں کہتا ہے۔

''محمدؐ کی نسبت ہمارا یہ عام خیال کہ آپ مکار یا کاذب تھے اور آپ کا دین محض بے ایمانی اور فریب کا انبار ہے حقیقتاً اب ہر ایک کو درست نظر نہیں آتا وہ دروغ بافیاں جنہیں جوش مذہبی نے آپ کے متعلق ڈھیر لگا دی ہے صرف ہماری ہی قوم کو ناپسند ہیں۔ پوکوک نے جب گروسیش سے پوچھا کہ اس کبوتر والی روایت کی کیا اصلیت ہے جس کو محمدؐ کے کان سے دانہ نکال لانا سکھایا گیا تھا تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ کوئی فرشتہ پیغام الٰہی کہہ رہا ہے۔ گروسیش نے کہا ہاں اس کا ثبوت تو کچھ بھی نہیں۔

بے شک اب یہی وقت ہے کہ ہم ایسے اکاذیب کو پھینک دیں جو الفاظ کہ آپ کی زبان سے نکلے وہ اس بارہ سو برس میں 18 کروڑ آدمیوں کی زندگی کے رہنمار ہے۔ یہ جم غفیر ہماری ہی طرح مخلوق الٰہی ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ بندگان خدا کا محمدؐ کے اقوال پر ایسا ایمان لائے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں اور کسی کو مانتے ہی نہیں۔ کیا اس بات کو ہم مان لیں کہ اس قادر مطلق کی مخلوق ایسے لچر روحانی ڈھکوسلے پر زندگی بھر اعتقاد کرتی رہی اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ میں...... ہرگز ایسا گمان بھی نہیں کر سکتا۔

میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اس کے تمام معانی میں موجود ہے۔ جس نے کہ اس کو وحشی عربوں کی نظروں میں بیش بہا کر دیا تھا۔ سب سے اخیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن سب سے اول اور سب سے اخیر جو عمدگیاں

---

1. راڈویل کا ترجمہ قرآن صفحہ 17۔

ہیں وہ اپنے میں رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے وصف کی بناء صرف اسی سے ہو سکتی ہے۔''

کارلائل کی اس بے تعصبی اور انصاف پسندی نے حامیان مسیحیت کے کان کھڑے کر دیئے۔ وہ اب قرآن مجید اور سیرت نبویؐ پر سنبھل کر حملے کرنے لگے۔ ان میں ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی میں اور سر ولیم میور انگلستان میں زیادہ مشہور ہوئے لیکن ان دونوں کی تصانیف کے متعلق ہمارے زمانے کا مستشرق مارگولیتھ کہتا ہے۔

''اگرچہ ان دونوں کی تصانیف یورپ میں مشرقی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے معرکۃ الآرا ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ولیم میور کی تصانیف میں صریح مسیحیت کی جنبہ داری ہے اور اسپرنگر میں اکثر محققانہ پہلو کی کمی اور نامعتبر آثار دسیر کا نقص موجود ہے۔''

(دیباچہ سیرت محمدؐ صفحہ 4)

ماشاء اللہ مارگولیتھ ایسا فرماتے ہیں حالانکہ سیرت محمدؐ میں جناب نے جنبہ داری، تدلیس و تخلیط کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا۔ میور اور اسپرنگر اگر زندہ ہوتے تو ہم ان سے کہتے کہ حضرات آپ جناب مارگولیتھ کے حضور میں لسان الغیب کا یہ شعر ضرور پڑھ دیجئے۔

من از چه عاشقم درند و مست و نامہ سیاہ   ہزار شکر کہ یاران شہر بیگنہ اند

سر ولیم میور نے کلام مجید اور سیرت نبویؐ پر مستقل کتابیں لکھیں جن کے رد میں مرحوم سرسید نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب خطبات احمدیہ لکھی۔ ان خطبات کا انگریزی ترجمہ مرحوم نے اپنی قیام انگلستان میں شائع کر دیا تھا اور ایسی معقول، دل نشین اور محققانہ طریق پر سر ولیم میور کے اعتراضات کی دھجیاں اڑائیں کہ خود سر ولیم میور کو یوں کہتے بن پڑا کہ ''میں نے سید احمد کے اسلام پر اعتراض نہیں کئے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کئے جس کو تمام دنیا کے مسلمان مانتے چلے آتے ہیں''۔ یہ بعینہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک تیرانداز کسی گروہ کو نہتا سمجھ کر اس پر تیر برسانے شروع کرے اور جب ادھر سے بھی خلاف توقع تیر آنے لگیں تو یہ کہے کہ میرا مقابلہ نہتوں سے ہے تیراندازوں سے نہیں ہے۔

(دیکھو حیات جاوید جلد دوم صفحہ 150)

1850ء میں جرمنی کے مشہور فاضل نولڈ یکے نے قرآن مجید پر ایک مبسوط مضمون لکھا جس کو اس نے نظر ثانی اور چند اضافوں کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں دوسرے سال شائع کر دیا اس کا نام Geschichte des Quran ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ابھی نہیں ہوا لیکن انسائیکلو پیڈیا برٹینکا طبع یازدھم مطبوعہ 1911ء میں نولڈ یکے نے جو مضمون قرآن پر لکھا ہے (دیکھو

جلد 15 صفحات 898 لغایت 906) اس میں اس کے خیالات اور اعتراضات کا ملخص آ گیا ہے۔

ولیم میور نے جب قرآن پر کتاب لکھی تو زیادہ تر نوئلڈ یکے کے خیالات بیان کئے تھے جن کی تردید سرسید نے کیتھی البتہ اب تک کسی نے بعض اعتراضات کا جواب نہیں دیا ہے۔

اعتراض اوّل:

قرآن مجید میں ایسی فاش تاریخی غلطیاں ہیں جن سے اس کے مصنف کی جہالت عیاں ہے مثلاً (1) سورہ قصص میں ہامان کو فرعون کا وزیر بنا دیا حالانکہ ہامان شاہ اہاسرس ایرانی کا وزیر تھا جس کا ذکر توریت کی کتاب الیستہ میں ہے اور جو فرعون مصر کے سینکڑوں برس بعد گزرا ہے۔
(2) سورۂ مریم میں مریم کو ہارون کی بہن لکھ دیا حالانکہ ہارون سینکڑوں برس پہلے وفات پا چکے تھے
(3) سورۂ مائدہ میں مسیحؑ پر نزول مائدہ کی کیفیت رسم عشاء ربانی کی ایک خلاف واقع اور مضحکہ خیز تصویر ہے۔

جواب

تحقیق ہامان:

حضرت موسیٰؑ جس فرعون کے زمانہ میں مبعوث ہوئے وہ قدیم مصریوں کی انیسویں سلطنت کا بادشاہ رعمیسس ثانی تھا اس نے اپنے عہد حکومت میں عالیشان عمارتیں اور بت خانے تعمیر کرائے۔ اس کے زمانہ میں مندوروں کے کاہن دولت اور ثروت کے باعث سلطنت کے ایک قوی بازو تھے ان سب میں مینڈھے کی شکل کے دیوتا آمن کا مندر بہت دقیع مانا جاتا تھا اور اس کے کاہنوں کے سردار کے اختیارات بہت وسیع[1] تھے لپزک یونیورسٹی کا مشہور ڈاکٹر اسٹنڈ روف اپنی کتاب ''قدیم مصریوں کا مذہب'' کے صفحہ 96 میں کہتا ہے۔

> ''آمن دیوتا کے سردار کاہن کو بنی اول کہتے تھے۔ محکمہ تعمیرات کا افسر بھی تھا مندروں کی عالیشان عمارتوں اور ان کی زیب و زینت کا انتظام اسی کے سپرد تھا۔ دیوتا کی فوج یعنی مندروں کے سپاہیوں کا جنرل یہی ہوتا تھا جیسے یورپ کے قرون وسطیٰ میں اُسقف اعظم ہوا کرتے تھے۔ خزانہ کی نگرانی اور انتظام کا بھی یہی ذمہ دار تھا نہ صرف آمن کا مندر اور اس کے پجاری اس کے دائرہ

---

1. دیکھو جوئش انسائیکلوپیڈیا جلد دھم 12۔

حکومت میں تھے بلکہ تھیس اور شمالی وجنوبی مصر کے تمام دیوتاؤں کے پجاریوں
کا افسر اعلیٰ یہی ہوتا تھا۔"
اسی کتاب کے صفحہ 105 میں پھر کہتا ہے۔
''مندروں کے خدمت گار عموماً قیدیان جنگ ہوتے تھے لیکن کاشتکار اور اہل
حرفہ بھی شامل کر لئے جاتے تھے۔ان کے خدمات یہ تھے کہ کھیت میں کام
کریں۔گلوں کی نگہبانی کریں اور جیسا کہ بنی اسرائیل کی تاریخ سے پتہ چلتا
ہے عالیشان مندروں کی تعمیر میں ان سے جبریہ خدمت لی جاتی تھی اور اکثروں
سے سونا، چاندی اور مختلف قدرتی پیداوار بطور پیشکش وصول کئے جاتے تھے۔
اگر حساب لگایا جائے تو صرف شہر تھیس کے دیوتا امن کے مندر کے قبضہ میں مصر
کی زمین کا دسواں حصہ تھا اور کم از کم 1/100 حصہ آبادی پر اس کی حکومت تھی۔"
مذکورہ بالا واقعات جو گزشتہ صدی میں مستشرقین یورپ نے مصر کے آثار قدیمہ کی روشنی میں
دریافت کئے ہیں پیش نظر رکھ کر اب دیکھو کہ کلام مجید ہامان کے متعلق کیا کہتا ہے۔

اِنَّ فِرعَوْنَ وَھَامٰنَ وَجُنُوْدَھُمَا کَانُوْا خٰطِئِیْنَ. بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر والے قصوروار تھے۔

فرعون مصر کا بادشاہ ضرور تھا لیکن امن کا سردار کاہن اور اس کے لواحقین بطور خود ایک مستقل
حیثیت رکھتے تھے اسی لئے جنودہما کا استعمال ہوا ہے۔پھر اسی سورہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰاَیُّھَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰھَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلٰی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ. اور فرعون نے کہا درباریو معلوم نہیں میرے سوا تمہارا کوئی خدا ہو تو ہامان تو میرے لئے مٹی پکوا اور ایک محل میرے لئے بنا تو شاید موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں اور میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔

امن کا سردار کاہن میر عمارت بھی ہوتا تھا اس کی طرف یہاں اشارہ ہے۔اب صرف یہ سوال
رہا کہ امن کے سردار کاہن کو قرآن نے ہامان کیوں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ توریت میں حضرت
موسیٰ کے بھائی کا نام ارون لکھا ہے اور وہ بنی اسرائیل کے سردار کاہن تھے لیکن قرآن مجید میں ان کو
ہارون فرمایا ہے اسی قبیل سے امن کے سردار کاہن کو ہامن کہا ہے۔
شہر میونک (جرمنی) میں مصر کا ایک قدیم مجسمہ موجود ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ مجسمہ امن کے
سردار کاہن بکن خونس کا ہے جو رعمیس ثانی کے زمانہ میں تھا۔پھر نیچے اپنی سوانح عمری خود لکھی ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن سے کیونکر اس نے درجہ بدرجہ ترقی کی اور 59 برس کی عمر میں امن کا

سردار کاہن مقرر ہوا[1]۔

بے شک یہ بکن خونس (جو مصری زبان کا لفظ ہے) وہی شخص جس کو امن کے سردار کاہن کی مناسبت سے قرآن نے ہامٰن کہا ہے۔ ہمارے مفسرین نے اس کو فرعون کا وزیر لکھ دیا[2] تھا لیکن کوئی ثبوت نہ تھا اس لئے عیسائیوں کو موقع مل گیا اور قرآن مجید پر تاریخی اعتراض کر بیٹھے۔ مگر اب جدید تحقیقات نے اس کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد نہم طبع یازدھم کے صفحہ 54 میں لکھا ہے۔

امن کا سردار کاہن منجملہ دیگر اختیارات کے جنوبی مصر کا وزیر بھی مقرر ہوتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ قدیم قوموں کے متعلق کلام مجید میں جو کچھ تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق زمانہ حال کے انکشافات سے روز بروز ہوتی جاتی ہے کیوں نہیں ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ لیکن جن لوگوں کی آنکھوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے ان کو کیا نظر آ سکتا ہے۔

اُختِ ہارون:

پادری سیل جو نوئلڈ یکے سے ڈیڑھ سو سال پہلے گزرے ہیں اس اعتراض کو نقل کرتے ہیں لیکن خود ہی اپنے ترجمہ قرآن سورہ آل عمران و سورہ مریم میں یوں رد بھی کرتے ہیں۔

> ''اگر چہ محمد قدیم تاریخ اور علم انساب سے ایسے ناواقف خیال کئے جا سکتے ہیں جس سے ایسی فاش غلطی سرزد ہوگئی لیکن میں نہیں سمجھتا کہ قرآن کے الفاظ سے یہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے مثلاً اگر دو شخصوں کے ایک ہی نام ہوں اور ان کے والدین کے نام بھی ایک ہی ہوں تو ان کو فرد واحد کیوں کر سمجھ سکتے ہیں علاوہ اس کے ایسی غلطی قرآن کے دوسرے ان مقامات سے باطل ہو جاتی ہے جہاں یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محمد کو معلوم تھا اور انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا کہ عیسیٰ کا زمانہ موسیٰ سے صدیوں پہلے ہے۔'' (صفحہ 35)
>
> ''مریم کو ہارون کی بہن اس لئے کہا کہ وہ قبیلہ لوئی سے تھیں (جیسا کہ الیشبع کے رشتہ دار ہونے سے معلوم ہوتا ہے) یا پھر بطور تشبیہ بیان کیا ہے۔'' (صفحہ 229)

بے شک اگر قرآن کے الفاظ اور بلیغ اسلوب بیان پر غور کیا جائے تو مطلب صاف ہے۔ سورہ طٰہٰ میں گوسالہ پرستی کے معاملے میں جب حضرت موسیٰؑ غیظ و غضب میں حضرت ہارون کے سر اور داڑھی کے بال کھینچتے ہیں تو آپ ان کے غصہ کو دھیما کرنے اور محبت کو جوش دلانے میں یوں

1۔ دیکھو ''قدیم مصریوں کا مذہب'' مصنفہ اسٹنڈروف صفحہ 97-98۔ 2۔ کشاف جلد 2 صفحہ 383۔

خطاب کرتے ہیں۔ یَابْنَ اُمَّ لاَتَاخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلاَ بِرَأسِیْ یابن ام سے یہ مراد نہیں ہے کہ موسیٰ سوتیلے بھائی تھے۔ اسی طرح یہاں یہود حضرت مریم کو اُخت ہارون کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ حضرت ہارون اور آپ کی نسل معبد کی خدمت کے واسطے مخصوص تھی حضرت مریم آپ ہی کی نسل سے تھیں اور معبد کی نذر کی گئی تھیں اس لئے استعجاب اور غیرت دلانے کے طور پر یوں خطاب کیا۔

نزول مائدہ:

اس اعتراض کے جواب کے لئے عیسائیوں کی ''رسم عشاء ربانی'' (یوکیرسٹ) جس کا تونلڈ یکے نے حوالہ دیا ہے پہلے سمجھ لینا چاہیے۔

حضرت عیسیٰؑ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے توکل پر مدار تھا جہاں جو کچھ مل گیا خدا کا شکر کر کے غربا مساکین اور بیماروں کے ساتھ بنظر ترحم بیٹھ کر کھا لیتے تھے اور حواریوں کو بھی ایسے ہی توکل اور تواضع کی تعلیم دیتے تھے۔ یوکیرسٹ جس کے لفظی معنی شکر کرنے کے ہیں اسی مناسبت سے ابتدا میں آپ کی اس نیک سیرت کے واسطے استعمال ہوا۔ اپنی گرفتاری سے پہلے اسی طور پر ایک شب آپ نے حواریوں کے ساتھ مل کر روٹی کھائی، شکر خدا بجالائے اور ان کو برکت دی۔ آپ کے بعد سینٹ پال نے جب بت پرستوں میں آپ کو ابن اللہ کی حیثیت سے پیش کر کے حلول اور کفارہ کے مسائل تعلیم دیئے تو اس نیک حیرت کو بھی ایک پراسرار رسم کی شکل میں بیان کیا۔ نامہ اول کارتھیاں 23-11/25 میں کہتا ہے۔

> ''مجھے یہ روایت خداوند (مسیح) سے ملی جسے میں تم سے بیان کرتا ہوں کے خداوند مسیح نے اس رات کو جس میں مخبری کی گئی روٹی لے کر ادائے شکر کے بعد توڑی اور کہا لو اسے کھاؤ یہ میرا جسم ہے جو تمہارے واسطے توڑا جاتا ہے بطور یادگار ایسا تم بھی کرنا۔ اسی طرح آپ نے پیالہ لیا اور اس میں سے تھوڑا پی کر فرمایا یہ پیالہ میرے خون کا عہد جدید ہے جب کبھی تم پینا میری یاد میں ایسا ہی کرتے رہنا۔''

پال کی اس روایت کو مرقس 22-15/25 متی 26-26/29 اور لوقا 14-22/20 نے اپنے اپنے طور پر درج کیا لیکن یوحنا نے مسیح کی شب آخر میں اس رسم کا ذکر نہیں کیا بلکہ کہتا ہے کہ مسیح نے حواریوں کے پاؤں دھلائے اور فرمایا کہ اسی طرح تم بھی خدمت کرو تا کہ مخدوم بنو 1-13/10 پھر روٹی اور پیالہ کی تاویل یوں کی ہے کہ ان سے مراد آپ کی تعلیمات ہیں (6/51) یوحنا کے یہ خیالات یہودی فلسفی فائلو (ہمعصر مسیح) کی تعلیمات متعلق لوگاس (کلمۃ اللہ) کا آئینہ تھیں یعنی جس طرح فائلو نے لوگاس کو مائدۂ آسمانی اور ساقی یزدانی قرار دیا اسی طرح یوحنا نے رسم یوکارسٹ

کی تاویل کی لیکن عیسائیوں میں اس وقت سے اب تک یہ ایک پراسرار مذہبی رسم قرار پا گئی ہے جس میں رومی بت پرستوں کے رسوم کا جو "اسرار مترا[1]" کے نام سے مشہور ہیں تتبع صاف نظر آتا ہے۔ صدیوں تک یہی جھگڑا رہا کہ روٹی اور شراب کی قلب ماہیت حقیقی ہے یا ظنی یعنی واقعی یہ روٹی اور شراب مسیح کا جسم اور خون ہو جاتا ہے اور اس طور سے آپ کے پیرو آپ کے جزو لاینفک ہو کر نجات پاتے ہیں یا یہ بدل ما تحلیل آپ کی نسبت سے مرتبہ فنائیت پر پہنچا کر ہمہ اوست ہو جاتا ہے ہر فریق اپنی اپنی دلیل لاتا اور پھر مناظرہ مجادلہ ہو کر خون آشامی کا ہولناک منظر دکھاتا تھا۔ یہ ہے رسم عشاء ربانی جس کے بانی جناب سینٹ پال ہیں۔ قرآن مجید میں یہ رسم مذکور نہیں سورہ مائدہ میں بس اسی قدر مذکور ہے۔

اِذْقَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَامَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْکُلَ مِنْهَاوَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْصَدَقْتَنَا وَنَکُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا الِّاَ وَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَاعَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَاباً لَّا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ.

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰؑ بن مریم کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے مائدہ اتارے کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو بولے چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس میں سے اور ہمارے دل مطمئن ہوں کہ معلوم کرلیں کہ تو نے سچ کہا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں عیسیٰؑ بن مریم نے کہا خداوندا ہم پر آسمان سے مائدہ نازل کر کہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کو عید ہو اور تیری نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو اچھا رزق دینے والا ہے خدا نے کہا میں اس کا اتارنے والا ہوں تم پر، پس جو کفر کرے گا تم میں سے اترنے کے بعد پس میں اس کو وہ عذاب دوں گا کہ کسی کو عالم میں نہ دیا ہو۔

زبور نغمہ 75/19 میں لکھا ہے کہ "بنی اسرائیل نے کہا کیا خدا اس بیابان میں مائدہ نازل کرسکتا ہے" حواریوں نے جو رفاقت مسیح میں درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے بنی اسرائیل کی طرح یہی الفاظ حضرت مسیحؑ سے کہے مگر آپ نے ان کو ادب سکھانے کے لئے فرمایا کہ خدا سے ڈرو تب انہوں نے وجوہ بیان کئے آپ نے دعا کی خدا نے فرمایا اچھا لیکن ناشکری کی سخت سے سخت سزا کا بھی اعلان کر دیا۔ حواری............ یہ وعید سن کر مرعوب ہو گئے اور ایسے سوال سے باز آئے۔ مشہور

1۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد 10 صفحہ 644 طبع جدید 12۔

تابعی مجاہد اور حسن کا یہی قول[1] ہے اور واقعی کلام مجید میں اظہار وعید کے بعد پھر یہ بیان نہیں ہوا کہ مائدہ اترا یا نہیں اور اترا تو کیا تھا اور جیسا کہ بنی اسرائیل کے قصہ کے من وسلویٰ کا ذکر ہے یہاں کچھ بھی نہیں لیکن تفاسیر میں ایسی روایات بھی مذکور ہیں جن سے بالعموم یہ مشہور ہو گیا کہ مائدہ آسمان سے اترا جس میں لذیذ اور مرغن کھانے تھے حضرت سلمانؓ فارسی سے یہ روایت نقل کی جاتی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نے خوان کا سرپوش کھولا تو اس میں مچھلی بھونی ہوئی روغن سر سے جاری سرہانے نمک پاؤں کی طرف سرکہ گرداگرد ہر قسم کے ساگ اور پانچ روٹیاں ایک پر زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گوشت بریاں چوتھی پر مسکہ پانچویں پر پنیر۔ تیرہ سو آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی وہ مچھلی ویسی ہی رکھی رہی[2]۔

نوئکلڈ یکے نے انہیں روایات کو متن کلام مجید میں شامل سمجھ کر اعتراض کیا ہے لیکن ان سب کا ماخذ روایات اہل کتاب ہیں اور اس لئے ان کا شمار اسرائیلیات میں ہے جن کے متعلق ہم عہد عتیق میں لکھ چکے ہیں اس قول کی تائید میں ہم انجیل مرقس 35-6/44 کی یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

> ''اور جب دن ختم ہو چلا حواری آئے اور مسیح سے کہنے لگے یہ مقام ایک بیابان ہے اور ناوقت اس قدر۔ پس لوگوں کو بھیج کہ وہ شہر جائیں گاؤں جائیں اور روٹی خرید کر لائیں کیونکہ کھانے کو کچھ نہیں یسوع نے کہا انہیں کھانا دو۔ وہ بولے کیا ہم جائیں اور دوسو درم کی روٹی خرید لائیں۔ اس نے کہا کہ تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں جاؤ دیکھو۔ انہوں نے دیکھ کر کہا پانچ روٹیاں اور دو مچھلی تب اس نے ان سب کو ہری گھاس پر قطار در قطار بیٹھ جانے کو کہا اور اور وہ سب سو سو پچاس پچاس کی قطار میں بیٹھ گئے تب اس نے وہ پانچ روٹیاں اور مچھلی لیں آسمان کی طرف دیکھا اور برکت دے کر روٹی توڑی اور حواریوں کو دی کہ سب کے سامنے رکھو اور اسی طرح دونوں مچھلیاں بھی تقسیم کیں سبھوں نے سیر ہو کر کھایا اور روٹیاں اور مچھلیوں کے ٹکڑوں کے بارہ ٹوکرے بھرے اور کھانے والوں کا شمار پانچ ہزار تھا۔''

اسی انجیل کے باب 8 میں پھر ویسا ہی قصہ نقل کیا ہے لیکن اس میں سات روٹیاں ہیں اور چند چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور آدمیوں کی تعداد چار ہزار اور ٹکڑوں کے ٹوکرے سات دعوت کے بعد حضرت عیسیٰ مع حواریوں کے ایک کشتی پر سوار ہوتے ہیں۔ فریسی آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں اور آپ آہ بھر کر فرماتے ہیں۔ یہ لوگ کیوں معجزہ طلب کرتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس نسل کو

1۔ تفسیر ابن جریر جلد ہفتم صفحہ 87 کبیر جلد سوم صفحہ 697 2۔ تفسیر خازن جلد اول صفحہ 549-530۔

معجزہ نہیں دکھایا جائے گا۔ پھر کشتی پر مریدین روٹی مانگتے ہیں آپ فرماتے ہیں تمہارے دل سخت ہو گئے نہ تم دیکھتے ہو نہ سنتے ہو نہ یاد رکھتے ہو وہ بارہ ٹوکرے وہ سات ٹوکرے کیا ہوئے۔

ان روایات کو متی نے اپنی انجیل 13-14/36 اور لوقا نے 12-9/17 میں نمک مرچ کے ساتھ نقل کیا پھر جب مسلمانوں کا دور آیا تو ہمارے راویوں نے کچھ اور ہی رنگ دکھایا لیکن مچھلی وہی رہی جس نے روایات کے سارے تالاب کو گندہ کر دیا مگر الحمد للہ کہ ہمارا چشمہ ہدایت یعنی کلام مجید حفاظت الٰہی سے گندہ نہ ہو سکا۔ نوئلڈ یکے اور اس کے ہم مشرب اگر عشائر بانی کے نشہ میں نور حقیقت کو نہ دیکھ سکیں تو۔

"حشمہ آفتاب راچہ گناہ"

اعتراض دوم:

قرآن کی ترتیب ناقص ہے سلسلہ کلام منتشر اور ادبی حیثیت سے ادنیٰ پایہ رکھتا ہے۔ سورۂ یوسف ہی کو لو جس میں ایک مسلسل قصہ بیان ہوا ہے لیکن پھر بھی توریت کتاب پیدائش کے قصہ یوسف کے مقابلہ میں پست نظر آتی ہے۔

جواب

قرآنی ترتیب پر کارلائل نے بھی اعتراض کیا تھا پھر خود ہی کہہ دیا تھا کہ اس نے صرف سیل کے ترجمہ سے ایسا سمجھا ہے نیز یہ کہ مشرقی طرز بیان مغربی طریقہ سے جداگانہ [1] ہے لیکن تعجب ہے کہ نوئلڈ یکے جو عربی سے واقف مشہور ہے اور علوم مشرقیہ کا ماہر ایسا کہتا ہے۔ ترتیب قرآن کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں جو نہایت معقول جواب دیا ہے۔ اس کا ترجمہ علامہ شبلی مرحوم کی زبان سے درج کرتے ہیں [2]۔

قرآن مجید عرب کی زبان میں اترا ہے اور مخاطب اول اس کے عرب ہیں اس لئے ضرور تھا کہ طرز بیان میں اسلوب عرب کی رعایت کی جائے۔ عرب قدیم کی جس قدر نظم و نثر موجود ہے سب کا یہی طرز ہے کہ مضامین کو یکجا بیان نہیں کرتے بلکہ ایک بات کہتے ہیں ابھی وہ تمام نہیں ہوئی کہ دوسرا ذکر چھیڑ جاتا ہے پھر پہلی بات شروع ہوتی ہے پھر دوسرا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا بڑا مقصود یہ ہے کہ توجہ الی اللہ اور اخلاص و عبادت کے مضامین اس قدر بار بار کہے جائیں کہ مخاطب پر ایک حالت طاری ہو جائے۔ اس قسم کی تکرار ترتیب کی صورت میں ممکن نہ تھی۔

1۔ دیکھو ہیرو درشپ 12۔ 2۔ علم الکلام صفحہ 118۔

نولڈ یکے نے مثال میں سورۂ یوسف کو پیش کیا ہے اور توریت کتاب پیدائش کے قصہ یوسف سے مقابلہ کرنے کو کہتا ہے لیکن پھر مقابلہ کر کے دکھایا نہیں اس لئے ہم یہاں دونوں کا موازنہ کرتے ہیں تا کہ اعتراض کا پورا جواب ہو جائے۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بیان
تا سیہ روئی شود ہر کہ درد غش باشد

سورۂ یوسفؑ کا موازنہ توریت کے قصۂ یوسف سے:

توریت کتاب پیدائش میں قصہ یوسف باب 37 سے 51 تک بیان ہوا ہے۔ ذیل میں ہم ایک جانب اصل عبرانی مع ترجمہ اور بالمقابل متن سورۂ یوسف مع ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اصل عبرانی کو ہم نے خط نسخ میں اس نسخہ سے نقل کیا ہے جس کو ''ولیم گرینفیلڈ'' نے 1843ء میں چوتھی مرتبہ لندن سے شائع کیا ہے۔

توریت	قرآن
یوسف بن شبع عشره لا شنه وعه ات احیوبصان	اذقال یوسف لابیه یا ابت
وهونعرات بنی بلهه وات بنی زلفه نشی ابیوویبا	انی رایت احد عشرکو عباد
یوسف ات دبیتم رعه الابیهم واسوال احب ات	الشمس والقمر رایتهم لی
یوسف مکل بیسنوئی بن زقنیم هوالوعشه	سٰجدین قال یا بنیّ لاتقصص
لرکتت نسیم ویراواحبوئی الواحب ایهم مکل	رئویاکَ علی اخوتکَ
ابیوویشنادا توولا یکلودبروولشلم ویحلم	فیکیدوا لکَ کیدا ان
یوسف حلوم وبجدلا حیودیوسف عودشنااتو.	الشیطٰن للانسان عدوّمبین.
ویامرالیهم شمعونا هحلوم هزه اشرعلمتی.وهنه	وکذلکَ یجتبیکَ ربکَ
انحتومالمیم المیمم بتوکَ هشده وهنه قمه	ویعلمکَ من تاویل
التی وحم بضدوهنه تسیسند التی کم وتشتحون	الاحادیث ویتم نعمته
لالتی ویامرولواخیوهملکَ تملکَ ملینر ام	علیک وعلی ال یعقوب
مشول تمشل بتوویوسف وعودشنا اتوعل	کما اتمها علی ابویک من
حلمتیورعل دبریوویحلم عود حلوم احدویسفر	قبل ابراهیم واسحٰق ان
انولا حیودیا مرهنه حلمتی لوم هودوهنه مشمش	ربکَ علیم حکیم.
وهیرح واحد عشرکوکبیهم مشتحویم لی	

ویسفرلابیوو الا خیروویجعرلوابیوویامرلومه
ھحلوم ھزہ اشرحلمت ھوابنوا انی وامکَ
واحیکَ لھشتحوت لکَ ارصہ ویصاوبوا
حیودابیو ثمرت ھدبہ.

ترجمہ

یوسف سترہ برس کی عمر میں اپنے بھائیوں کے ساتھ گلہ چراتا تھا بلھہ اور زلفہ کے لڑکوں کے ساتھ جو اس کے باپ کی بیبیاں تھیں اور یوسف ان بھائیوں کی بری باتیں باپ سے لگایا کرتا تھا اور اسرائیل یوسف کو اور اولاد کے مقابلہ میں بہت چاہتا تھا کیونکہ وہ بڑھاپے کی اولاد تھا اور اس نے یوسف کے لئے رنگین قمص بنوادیا اور بھائیوں نے دیکھا کہ باپ اسے سب سے زیادہ چاہتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرنے لگے اور آشتی سے بات نہیں کرتے تھے اور یوسف نے ایک خواب دیکھا بھائیوں سے کہہ دیا اور وہ نفرت کرنے لگے اور اس نے کہا ذرا سنو میں نے یہ خواب دیکھا کہ ہم کھیت میں پولے باندھ رہے ہیں یکا یک میرا پولا کھڑا ہوگیا اور تمہارے پولے اس کے گرد جھک کر تعظیم کرنے لگے اور بھائیوں نے کہا کیا تو ہم پر حکومت کرے گا یا تو ہمارا حاکم ہوگا اور وہ اس کی باتوں اور خوابوں سے اور بھی جل گئے اور اس نے دوسرا خواب دیکھا اور بھائیوں سے کہا لو سنو! میں نے دیکھا کہ سورج اور چاند اور گیارہ ستارے جھک کر میری تعظیم کر رہے ہیں اور اس نے یہ خواب اپنے باپ اور بھائیوں سے کہا اور باپ نے ملامت کر کے کہا تو نے یہ کیا خواب دیکھا کیا میں اور تیری ماں اور تیرے بھائی زمین پر تجھے سجدہ کریں گے؟ اور بھائی حسد کرنے لگے مگر باپ نے یہ بات خیال رکھی۔

ترجمہ

جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے باپ! میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں اس نے کہا بیٹا! اپنے بھائیوں سے اپنا یہ خواب نہ کہنا کہیں تجھ سے کوئی حیلہ نہ کریں بے شک شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے اور اسی طرح تجھے تیرا رب برگزیدہ کرے گا اور تعبیر دینا سکھائے گا اور تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنی نعمت پوری کرے گا جس طرح ابراہیم و اسحٰق تیرے باپ دادوں پر اپنی نعمت پوری کی بے شک تیرا رب دانا حکمت والا ہے۔

توریت میں قصہ کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ ''یوسف اپنے بھائیوں کی ناحق بدگوئی کرتے ہیں''

حالانکہ آپ قصہ کے ہیرو ہیں۔ حضرت یعقوب آپ کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں کیوں اس لئے کہ آپ بڑھاپے کی اولاد ہیں۔ حالانکہ یوسفؑ سے بھی چھوٹا لڑکا بینا مین تھا۔ آپ دو مرتبہ خواب دیکھتے ہیں پہلا خواب صرف بھائیوں سے کہتے ہیں اور دوسرا باپ اور بھائیوں سے بھائی اگر حسد کرتے ہیں تو خیر ان بے چاروں کو یوسف نے پہلے ہی باپ سے غیبت کر کے نظروں سے گرا دیا تھا لیکن باپ کا بگڑنا کیا معنی۔ محبت کرنے والا باپ تو یہی چاہے گا کہ اس کا لاڈلا بیٹا اس سے بڑھ جائے۔

اب دیکھو! قرآن مجید قصہ کی ابتدا کیوں کر کرتا ہے۔ قصہ کا آغاز جب تک کوئی ندرت کا پہلو لئے ہوئے نہ ہو سامعین کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ قصہ یوسف میں جو چیز عجیب ہے اور جس پر قصہ کا اول سے آخر تک مدار ہے وہ خواب اور اس کی تعبیر ہے۔ اس لئے سب سے پہلے خواب سے شروع کیا اور خواب بھی وہ جو ندرت کا پہلو لئے ہوئے ہو یعنی چاند سورج والا خواب۔ حضرت یعقوب یہ خواب سن کر فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ ان کے اس بیٹے کی قسمت کا ستارہ چمکنے والا ہے اور اس لئے بمقتضائے شفقت و دور اندیشی یوسف سے کہتے ہیں کہ بیٹا! بھائیوں سے یہ خواب نہ کہنا خدا جانے وہ کیا سمجھیں اور کیا کر گزریں۔ مگر ان کی نسبت اس گمان کو کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے کہ ''شیطان انسان کا دشمن ہے'' پھر یوسف سے بجائے اس کے کہ تعبیر کہہ دیں اور خفا ہوں یوں فرماتے ہیں کہ خدا تجھے برگزیدہ کرے گا تجھے خواب کی تعبیر دینا سکھائے گا اور تیرے بزرگوں کی طرح تجھ پر اور یعقوب کی سب اولاد پر فضل فرمائے گا۔

توریت	قرآن
والکوا جولر عوت ات مان ابیهم بشکم ویامرا	لقد کان فی یوسف
سرء ل ال یوسف هلوا احیک وعیم بشکم لکه	واخوته ایٰت للسائلین
واشلحات الیهم ویامر لوهنینی ویامر لو لکناراه	اوقالو الیوسف واخویه
ات شلوم احیک وات شلوم عصان وهشب نی	احب الی ابینامنا ونحن
دبرویشلح حو معمق حبران دیب شکمه	عصبة ان ابانا لفی ضلل
ویمصاهو ایش وهنه تعه بشده ویشا لهوهامیش لا	مبین اقتلوا یوسف اواطر
مرمه بنقش ویامرات احی انکی میقش مجیده	حوه ارضا یخل لکم وجه
نالی ایفهم وعیم. وبامر هالش نسعومزه کی	ابیکم وتکونوا من بعده
شمعتی امریم نلکه دتینه ویلک یوسف احرا حیو	قوعا صلحین قال قائل
ویمصام یدتن. ویرارا تومر حق ویطرم بقرب	منهم لا تقتلوا یوسف
الیهم وتین کلوا تو لهمیتو دیا مرو ایش.الا	والقوه فی غیبت الجب

حیوهنه بعل هغلموت هلزه باوعته لکو و نحر
جهود شلکهر باحد هبروت و امر نوحیه رعه
اکلتهو وتواه مه یهیو حلمتو ویسمع راوبین و
یصلهو میدم ویامر لا نکنولفس ویامر الیهم راوبن
ال تشفحرد هشلیکوا توال هبور هزه اشرعه
بروید ال تشلحو بو بمعن هصل اتو میدم لهشیبو
الا بیو. وهی کاشربا یوسف ال احیو و الل احیورو
یفشیطوات یوسف ات کتنوات کتنت هفسیم
اشر علیو. ویقهو ویشلکوا توهبره وهبودرق این
بومیم. ویشیولا کل لحم وبشار عینهم و براد
وهنه ارحت یسعیا لم باه مجعل ووجمیلهم نشائم
نکات وصری ولط هولکم لهورید مصرعه.
ویارمیهودلا الامیرمه بصع تی بهرح ات احینو
کیسنوات ومرلکو و تلکونو لیشمعالیم ویدنوالی
هتیبوا حیمو بشر توهوا ویشمعوا حیو، ویعبر
اونشیم مدنیم سحنیم و یمشکوو یعلوات یوسف
من هیور ویمکووات یوسف لا شمعالیم بعشریم
کسف ویبی ات یوسف ببورر یقروع ات بجدیوا
ویشب الاجیود با مرهلیدم انیینو وانی انه انی باء
ویقعوات کتنت یوسف و بشحطو شعیر غریم
ویطلبوات هکتنت بدم ویشحلوات کتنت
هفسیلم ویبی اوال ابهم ویامرو زات مصالو
اهکرنا هکتنت نبات هوا اتلور یکیره وبامر کنت
بنی حیلدر عی اکلتهو طرف طوف یوسف و بقرع
یعقوب شملیقو ویشم شق بمیتنم ویتابل عل
فوعیم ربیم، ویقمو کل بینوو کل بیذیتو لنحمو
ویمان لهت نحم و یامر کی اروالنبی ابل شاله
ویبک اتوا بیوا وهمنیم مکووا توال مصر

یلتقطه بعض السیارة ان
کنتم فٰعلین قالوا یاٰبانا
مالک لا تامنا علی
یوسف وانا له لناصحون
ارسله معنا غدًا یرتع ویلعب
وانا له لحفظون قال انی
لیحزننی ان تذهبوا به
واخاف ان یاکله الذئب
وانتم عنه غٰفلون قالوالئن
اکله الذئب ونحن عصبة انا
اذالخسرون فلما ذهبوا به
واجمعوا ان یجعلوه فی
غیبت الجب واوحینااليه
تنبئنهم بامرهم هذا وهم
لایشعرون.وجاء وا اباهم
عشاء یبکون قالوایاَبانا انا
ذهبنا نستبق وترکنا یوسف
عندمتاعنا فاکله الذئب وما
انت بمؤمن لنا ولوکنا
صٰدقین وجاء وعلی قمیصه
بدم کذب قال بل سولت
لکم انفسکم امرا فصبر
جمیل واللّٰه المستعان علی
ماتصفون وجاء ت سیارة
فارسلوا واردهم فادلیٰ دلوه
قال یبشریٰ هذا غلٰم
واسروه بضاعةً واللّٰه علیهم
بمایعلمون.وشروه بثمن

لفوطیفر سرپس فوعہ شرمطبیحم.

ترجمہ

اوراس کے بھائی اپنے باپ کے گلہ کو شکم میں چرانے گئے اور اسرائیل نے یوسف سے کہا کیا تیرے بھائی شکم میں گلہ چرانے نہیں جاتے۔ادھر آمیں تجھے ان کے پاس بھیجوں اور اس نے جواب دیا میں حاضر ہوں اور اس نے کہا بیٹا جا اور اپنے بھائیوں اور گلہ کی خیر وعافیت کی خبر لا پس اس نے وادی حبران میں بھیج دیا اور وہ شکم پہنچا اور وہ بھٹک رہا تھا کہ اسے ایک آدمی ملا جس نے پوچھا تجھے کس کی تلاش ہے اور اس نے جواب دیا اپنے بھائیوں کو تلاش کرتا ہوں مہربانی کر کے بتا دیجئے وہ کہاں چراتے ہیں۔اس نے کہا وہ یہاں سے چلے گئے کیونکہ میں نے انہیں یہ کہتے سنا کہ ''آؤ! دتن چلیں'' اور یوسف اپنے بھائیوں کی تلاش میں دتن پہنچا اور جب انہوں نے اسے دور سے دیکھا قبل اس کے کہ وہ پاس آئے انہوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا اور ہر ایک کہنے لگا وہ دیکھو صاحب خواب آتا ہے اس لئے آؤ اور اسے قتل کر کے کسی غار میں پھینک دو اور ہم کہیں گے کہ اسے کوئی موذی جانور کھا گیا۔پھر ہم دیکھیں گے کہ اس کے خواب کیا ہوئے اور روبن نے سن کر اسے ان کے ہاتھوں سے بچایا اور کہنے لگا اس کو قتل نہ کرو اور روبن کہنے لگا اس کا خون نہ بہاؤ اور ویرانہ کے کسی غار میں ڈال دو اس کا مطلب یہ تھا کہ غار سے نکال کر باپ کے پاس پہنچا دے اور ایسا ہوا کہ جب یوسف بھائیوں کے پاس آیا تو انہوں نے اس کا وہ رنگین قمیص اتار لیا اور اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا اور پھر بیٹھ کر روٹی کھانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جلید سے ایک اسمٰعیلی قافلہ اونٹوں پر مصالحہ بلساں، مرکی لئے ہوئے مصر جارہا ہے اور یہودا بھائیوں سے کہنے لگا بھائی کو مار

نجس دارھم معدودۃ وکانوافیہ من الزاھدین.

ترجمہ

البتہ یوسف اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کیلئے نشانیاں تھیں جب کہنے لگے یوسف اور اس کے بھائی کو ہمارا باپ ہم سے زیادہ چاہتا ہے حالانکہ ہم جوان مضبوط ہیں بیشک ہمارا باپ کھلی غلطی کر رہا ہے یوسف کو مار ڈالو یا کسی جگہ پھینک آؤ تو تمہارے باپ کا رخ تمہارے ہی طرف رہے گا اور یوسف کے بعد پھر تم لوگ اچھے رہو گے ان میں سے ایک کہنے لگا اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یوسف کو جان سے نہ مارو اس کو اندھے کنوئیں میں ڈال دو کوئی راہ چلتا اس کو نکال لے گا۔کہنے لگے بابا تو یوسف کیلئے ہم پر بھروسہ کیوں نہیں کرتا اور ہم تو اسکی بھلائی چاہتے ہیں کل اس کو ہمارے ساتھ کر دے وہ کچھ کھائے پیئے کھیلے کودے گا اور ہم اسکے نگہبان رہیں گے یعقوبؑ نے کہا مجھے یہ غمناک کرتا ہے کہ اسکو لے جاؤ اور مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم غافل نہ ہو جاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے کہنے لگے

کراس کا خون چھپانے سے فائدہ۔ آؤ اسے اسمٰعیلیوں کے ہاتھ بیچ ڈالیں کیونکہ وہ ہمارا ہی گوشت پوست ہے۔ پس بھائی راضی ہو گئے۔ تب ایک قافلہ مدین کا وہاں گزر ہوا جنہوں نے یوسف کو غار سے کھینچ کر اسمٰعیلیوں کے ہاتھ بیس درم کو بیچ ڈالا اور وہ اسے مصر لے گئے اور روبن غار دیکھنے گیا لیکن یوسف کو نہ پایا تب اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بھائیوں کے پاس آ کر کہنے لگا ''لڑکا وہاں نہیں ہے اب میں کیا کروں'' اور انہوں نے یوسف کا قمیض لیا اور ایک بکری کے بچہ کو ذبح کر کے اس کا خون چھڑک دیا اور انہوں نے وہ رنگین قمیض بھیجا اور باپ کے پاس لائے اور کہنے لگے ہمیں یہ کرتا ملا ہے معلوم نہیں تیرے بیٹے کا ہے یا کس کا اور اس نے پہچان کر کہا یہ میرے بیٹے کا ہے اسے کوئی موذی جانور کھا گیا یوسف پارہ پارہ ہو گیا اور یعقوب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور کمر پر ٹاٹ باندھا اور اپنے بیٹے کے لئے بہت دن رویا اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں اسے تسکین دینے اٹھے مگر اسے تسلی نہ ہوئی اور وہ کہنے لگا میں بیٹے کے غم میں قبر میں جاؤں گا اس طور سے اس کے باپ نے ماتم کیا۔ اور قافلہ مدین نے یوسف کو مصر میں فوطیفر کے ہاتھ بیچا جو فرعون کی فوج کا کپتان یا خواجہ سرا تھا۔ (توریت)

اگر ہم اتنے جوانوں کے ہوتے ہوئے یوسف کو بھیڑیا کھا جائے تو ہم پھر کس کام کے۔ خیر جب وہ یوسف کو لے گئے اور سب نے یہ ٹھہرا لیا کہ اسکو اندھے کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے یوسف کو وحی بھیجی تو ضرور ان کو اس کام پر جتلائے گا اور وہ بے خبر ہوں گے اور رات کو وہ روتے ہوئے باپ کے پاس آئے اور کہنے لگے بابا! ہم شرط باندھ کر دوڑنے لگے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑا اتنے میں بھیڑیا اس کو کھا گیا اور ہم سچے بھی ہوں تو تجھ کو ہماری بات کا یقین کیوں آنے لگا اور یوسف کی قمیض پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے۔ یعقوب نے کہا بلکہ تمہارے نفسوں نے ایک بات بنالی ہے خیر صبر بہتر ہے اور تم جو باتیں بناتے ہو ان پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں اور ایک قافلہ آیا انہوں نے اپنا پانی بھرنے والا بھیجا جونہی اس نے ڈول ڈالا کہنے لگا واہ واہ یہ تو لڑکا نکلا اور انہوں نے دولت سمجھ کر اسے چھپا لیا اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے تھے اور اسے بہت کم قیمت درہم کے عوض بیچ ڈالا اور وہ تو یوسف

کے باب میں بیزار تھے (قرآن)

توریت میں حضرت یعقوبؑ خود اپنے لاڈلے بیٹے کو بھائیوں کی خیر و عافیت اور گلہ کی حالت دریافت کرنے کو جنگل میں بھیجتے ہیں آپ بھٹکتے ہوئے بھائیوں کے پاس پہنچتے ہیں وہ دور سے دیکھتے ہی قتل کرنے کا مشورہ کرتے ہیں اور آخر کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں۔ اب یہاں سے قصہ میں اختلاف بیانی شروع ہوگئی۔ یہودا یوسف کو اسمٰعیلی قافلہ کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے جس پر سب رضامند ہوتے ہیں۔ پر یہ بیان ہوتا ہے کہ دوسرا قافلہ مدین یوسف کو کنوئیں سے نکالتا ہے اور اسمٰعیلیوں کے ہاتھ بیچتا ہے جو اسے مصر لے جاتے ہیں لیکن آخر میں پھر یہ بیان ہوتا ہے کہ قافلہ مدین یوسف کو مصر لے جا کر فرعون کے ایک افسر کے ہاتھ بیچتا ہے اسی کتاب کے باب 42 میں لکھا ہے کہ یوسف جب بھائیوں سے مصر میں ملے تو کہنے لگے کہ تم نے مجھے بیچا تھا غرض کہ عجب غلط بیانی اور انتشار مضمون ہے جس سے قصہ بے مزہ ہو جاتا ہے۔ پھر روبن جو یوسف کو کنوئیں سے نکال کر باپ کے پاس لے جانا چاہتا ہے خالی کنواں دیکھ کر بھائیوں سے کہتا ہے اب میں کیا کروں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں ملزم نہ تھا۔ غرض کہ کچھ ایسا اکھڑا ہوا مضمون ہے جس پر غور کر کے زمانہ حال کے علماء یورپ یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ ''قصہ یوسف دو مختلف ماخذوں جے اور ای راس کی تفصیل ہم عہد عتیق میں بیان کر چکے ہیں'' سے مرتب ہوا ہے اس لئے یہ اختلاف بیانی ہے۔[1]

اب اس کے بعد بھائی یوسف کی قمیض کو خون آلود کر کے باپ کو دکھاتے ہیں۔ یعقوب قمیض پہچان کر کہتے ہیں کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا پھر ماتمی لباس پہن کر گریہ و زاری کرتے ہیں بیٹے بیٹیاں سمجھاتی ہیں مگر آپ جزع و فزع نہیں چھوڑتے۔

اب قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو۔ بھائیوں کے حسد کو کس عنوان سے شروع کیا۔ لقد کان فی یوسف ......الآیہ۔ آنحضرتؐ کو برگزیدہ نبی بنایا اور وحی نازل کی یہود حسد سے جل گئے کہ بنی اسمٰعیل میں نبی کیوں ہو۔ قریش اپنے بھائی محمد سے جل گئے کہ ہم میں سے خاص اس کو کیوں چن لیا۔ ان جذبات کو مقدمہ کے طور پر پیش کر کے سامعین کے ذہن کو یوسف کے بھائیوں کے حسد کی طرف منتقل کیا پھر بھائیوں کی پوشیدہ کمیٹی جس میں گلہ بانوں کے فطری جذبات کا اظہار ہے پھر کسی خوبصورتی سے باپ سے یوسف کے ساتھ لے جانے کو کہنا۔ باپ کا فرط محبت اور یوسف کی جدائی کے تصور سے اپنی کمزوری کا اظہار کر دینا۔ بھائیوں کا معقول جواب دینا اور اس طور سے لے جا کر کنوئیں میں ڈال دینا پھر اندھیری رات میں اور طرہ یہ کہ روتے ہوئے توجیہہ کے ساتھ

1۔ دیکھو ڈاکٹر ڈرایور کا دیباچہ بائبل صفحہ 17-18

یوسف کو بھیڑیا کھا جانے کا جھوٹا قصہ کہنا اور خون آلود قمیض دکھا دینا مگر باپ کا فوراً ان کا فریب سمجھ جانا اور صبر کر کے خدا کی اعانت چاہنا۔ ان امور میں واقعہ کی تصویر اس خوبصورتی سے کھینچی ہے کہ قصہ کا لطف دوبالا ہو گیا اور نیچرل جذبات کا فوٹو کھنچ گیا پھر اخلاقی پہلو کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ یوسفؑ کو کنوئیں میں بحالت بے کسی خدائے کریم کا تسکین دینا۔ یعقوبؑ کا فرط و الم میں نصبر جمیل اور واللہ المستعان کہنا کس قدر اعلیٰ اور ارفع مضمون ہے۔

اب یہاں سے توریت میں یوسف کا ذکر ملتوی کر کے ایک پورے باب میں آپ کے بڑے بھائی یہودا کا قصہ بیان کیا ہے جس میں اپنی بیوہ بہو کے ساتھ یہودا کا زنا کرنا اور حرامی اولاد کا پیدا ہونا مذکور ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ مقدس توریت ہے یا ہنود کے پوران اور یونانیوں اور رومیوں کے دیومالاؤں کی حرام کاریوں کی داستان ہے۔

ہم نہیں چاہتے کہ ہماری کتاب ایسے مضمون سے آلودہ ہو لیکن نوئلڈ کے موازنہ چاہتا ہے ہم مجبور ہیں اصل عبرانی مع ترجمہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ویقح یهوده اشه لعربکوروا شمه تمر ویهی عربکور یهوده رعه بعیته یهوه ویمهویهوه ویامر یهوده لاونن باالاشت احیک ویبیم اته وهقم درع لاحیک ویدع اوبن فی لالویهیه مزرع وهیه ام باالاشت اهیووشحت ارصله لبلیتی نتن زرع لاحیو. ویرع بعینه یهوداشرعشه ویمت جم اتو. ویامریهوده لتم کلتو بشی المته ببست ابیات عدیجدل شبله بنی فی امر فن یموت جم هواکاحبود تلک تمرد نشب بیت ابیه. ویربوهیمیم وتمت بت شوع اشت هیوده وبخم یهوده ویعل عل جززی صانو هوا وحیر رعهوهعدیمی تمنته اویجد لمرلا مرهنه خمیک عنه نمنته لجزمانو. وتسربحدی الموته معلیه ونکس بصعیف وتتعلف وتشب بفحت عنییم اشرعل درک تمنته فی راته جدل شله وهوالانتنه لولاشه. ویراه یهوده ویحشبه لزونه فی کسته فینه. ویط الیه ال هدرک ویامرهبد نا ابواالیک فی لایدع کی کلتو هو وتامرمه تتن لی فی تبوا الی. ویامرانکی اشلح جدی عزیم من هصان وتامرام تتن عربون عدشلحت. ویامرمه هعربون اشراتن لک حتمک وفتیک ومطک اسرابیدک ویتن له ویبا الیه وتهرلو وتقم وتلک وتسر صیفه معلیه وتلبشن بجدی المنوته ویشلح یهوده ات جدی هغریم بیدرعهو هعد لمی لقحت هعربون مید هاشه ولا مصاه ویشال ات انشی مقمه لا مرهه هقدشه هوابعنیم عل هدرک ویامرولا هیته هزه قدشه ویشب الیهوده ویامرلا مصاهته وجم

انشـی هـم قـوم امـر دلا هیتـه هـذه قـدشـه. ویـامریوده تقح له فن هنهیه لبوزهنه شـلحتی هجدی هزه واته لامصانه ویهی کمشلش حدشم ویجلیهوده لا مرزنته تمر کلتک وجم هنه هره لزنونیم ویامریهوده هو صی اده وتشرف هواموصات وهیـا شلحه آل حمیه لامرلا یش اشراله لوانکی هره وتامر هکرنالمی هحتمت وهفیتلم وهمط هاله. دیکر یهوده ویامرصدقه ممنی فی عل کن لانته نشله بنی ولا یسف عـود لـدعتـه. ویهـی بـعـت لاتـه وهـنـبه تادمیم بطنه. وهی بلدته ویتن یدوتفح همیلدت وتقشوعل یدوشنی لامرزه یصارا شنه. ویهیی کی مشیب یدو وهـنـه یـصـار حیـودتـامـرمـه فـرصـت علیک فرص ویفراشمر فرص واحد یصار حیواشرعل یدوهشنی ویقرا شمورزح.

ترجمہ

اور یہودا نے اپنے بڑے بیٹے عر کی شادی تمر کے ساتھ کی اور یہودا کا یہ بڑا بیٹا عر یہوہ کی آنکھوں میں برا نظر آیا پس یہوہ نے اس کو مار ڈالا تب یہودا نے اونن سے کہا اب تو اپنی بھاوج سے شادی کر اور اپنے بھائی کے لئے اولاد پیدا کر اور اونن جانتا تھا کہ لڑکا اس کا نہ کہلائے گا[1] ۔ اس لئے جب اس نے اپنی بھاوج سے مقاربت کی تو زمین پر منی گرادی تا کہ اس کے بھائی کے لئے لڑکا نہ پیدا ہو ایہ بات خداوند یہوہ کو ناگوار گزری اور اس نے اس کو بھی مار ڈالا تب یہودا نے اپنی بہو تمر سے کہا تو اپنے خسر کے گھر میں بیوہ کی حیثیت سے رہ جہاں تک کہ میرا بیٹا شلہ جوان ہو جائے کیونکہ اس نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح قضا کر جائے اور تمر اپنے خسر کے گھر میں رہنے لگی اور چند روز میں یہودا کی بیوی بنت شوع مر گئی اور یہودا کو آرام ملا اور وہ مع اپنے دوست حیرہ عدلمی کے اپنی بھیڑوں کے بال کترنے والوں کے پاس گیا بمقام تمنہ اور تمر کو خبر ملی کہ خسر بھیڑوں کے بال کترنے تمنہ جاتا ہے تب اس نے اپنی بیوگی کا لباس اتارا اور مقنعہ اوڑھ کر عنیم کے پھاٹک پر جو تمنہ کے راستہ میں ہے بیٹھ گئی کیونکہ اس نے دیکھا کہ شلہ جوان ہو گیا مگر اب تک وہ اس کے حوالہ نہیں ہوئی۔ یہودا نے جب اسے دیکھا تو سمجھا کہ کوئی رنڈی ہے کیونکہ وہ چہرہ چھپائے ہوئے تھی اور وہ راستے سے کٹ کر کہنے لگا کیا میں تیرے پاس رہ سکتا ہوں کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ اسی کی بہو ہے۔ وہ بولی کیا دو گے وہ کہنے لگا گلہ سے میں تجھے ایک بکری کا بچہ بھیج

---

[1] دیکھو توریت ثنیٰ 25/6 بیوہ بھاوج سے شادی کرنے کا حکم تھا تا کہ پہلا لڑکا جو ہو وہ متوفی بھائی کے نام کا کہلائے اور اس طور سے اس کا نام زندہ رہے 12۔

دوں گا تب وہ کہنے لگی پہلے ضمانت داخل کیجئے۔ اس نے کہا کیا ضمانت دوں۔ وہ بولی اپنی انگوٹھی اپنے کپڑے اور اپنا عصا۔ یہودا یہ سب دے کر صحبت کرنے گیا اور اس کے حمل رہ گیا اور وہ اٹھی اور جا کہ مقنعہ اتار ڈالا۔ پھر بیوگی کا لباس پہن لیا اور یہودا نے اپنے عدلمی دوست کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا کہ چیزیں چھڑالائے لیکن عورت کا پتہ نہ تھا تب اس نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ قحبہ کیا ہوئی جو عنیم میں سرراہ بیٹھی تھی اور وہ کہنے لگا یہاں قحبہ کہاں۔ اور واپس آ کر اس نے یہودا سے کہا کہ قحبہ وہاں نہیں ہے اور لوگوں کو بھی نہیں معلوم ہے اور یہودا کہنے لگا وہ لے گئی کہیں بدنامی نہ ہو جائے میں نے بکری کا بچہ بھیجا مگر تو نے اسے نہ پایا اور جب تین مہینے گزرے تو یہودا کو اطلاع دی گئی کہ تیری بہو تمر نے فحش اختیار کیا اور دیکھ وہ حرام کا پیٹ لائی ہے۔ یہودا بولا پکڑ لاؤ میں اسے آگ میں جلاؤں گا۔ جب وہ لائی گئی تب اس نے اپنے خسر سے یہ کہلایا کہ جس شخص کی یہ چیزیں ہیں اسی کا پیٹ بھی ہے ذرا پہچانیے یہ انگوٹھی یہ کڑے یہ عصا کس کے ہیں اور یہودا پہچان کر کہنے لگا یہ تو مجھ سے زیادہ پارسا نکلی کیوں نہ میں نے اپنے بیٹے شلہ کے ساتھ اس کی شادی کی۔ اس کے بعد یہودا نے پھر اس سے صحبت نہ کی اور جب دردزہ شروع ہوا تو پیٹ میں توام بچے پائے گئے اور درد کی حالت میں ایک بچہ نے اپنا ہاتھ نکال دیا قابلہ نے فوراً اس کے ہاتھ میں سرخ تاگا باندھ دیا اور کہا یہ پہلے نکلا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ بچہ نے اپنا ہاتھ اندر کھینچ لیا اور دوسرا بھائی پیدا ہو گیا تب وہ کہنے لگے تو کیوں نکل پڑا اس توڑ کر نکلنے پر تیرا نام فرص ہے اور پھر اس کا بھائی جس کے ہاتھ میں سرخ تاگا بندھا تھا پیدا ہوا اور اس کا نام زرخ رکھا گیا۔

اخلاقی لحاظ سے قطع نظر کر کے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ داستان قصہ یوسف میں بے جوڑ نظر آتی ہے تمر کا پھر کہیں ذکر نہیں اور توام فرص اور زرخ سے کچھ کام نہیں لیا گیا۔ یہاں یہ بھی سن لو کہ وہ برگزیدہ خداوند یہوہ جس پر زبور نازل ہوئی اور جس کی نسل سے مسیح موعود پیدا ہونے کے یہود منتظر ہیں یعنی حضرت داؤد اسی فرص کی اولاد سے ہیں (دیکھو اول تاریخ الایام 4-2/15) اسی طرح روح اللہ وکلمۃ اللہ جس پر انجیل نازل ہوئی جس کو نصاریٰ ابن اللہ اور ثالث ثلثہ کہتے ہیں۔ داؤد کے سلسلہ سے اسی فرص کی نسل سے ہیں (دیکھو انجیل متی 3-1/16) یہود اور نصاریٰ نے اس امر پر غور نہیں کیا اور کیوں کریں جب عہد عتیق کی کتابوں میں کہیں حضرت لوط اپنی بیٹیوں سے زنا کرتے ہیں [1]۔ کہیں حضرت ہارون سونے کا بچھڑا بنا کر پجواتے ہیں [2]۔ کہیں حضرت موسیٰ پیتل کا سانپ بناتے ہیں [3]۔ کہیں حضرت داؤد زوجہ اوریا سے زنا کرتے ہیں [4]۔ کہیں حضرت سلیمان اپنی

1۔ کتاب پیدائش 20-19/38   2۔ خروج باب 32۔   3۔ عداد 7-21/9

4۔ دوم صموئیل 2-11/13۔   5۔ اول ملوک 3-11/8۔

بیویوں کی خاطر بت پرستی کرتے ہیں۔ غرض کہ کوئی ناپاک الزام نہیں جو باقی رہ گیا ہو پھر ایسی حالت میں اگر خاندان پر دھبہ آیا تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ یاد رہے کہ زمانہ حال کے محققین یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور انہوں نے آخر اقرار کر لیا کہ کتب عہد عتیق مختلف اور متضاد ماخذوں سے مرتب ہوئی ہیں اور ان کی صحت مشکوک ہے جیسا کہ ہم عہد عتیق میں اوپر ثابت کر چکے ہیں۔ کیوں نہیں قرآن مجید تیرہ سو برس بیشتر اعلان کر چکا ہے۔ فَوَيْلٌ " لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدَاللّٰهِ لِيَشْتَرُوْابِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ " لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ " لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ. (سورہ بقر)۔ اب توریت نے قصہ یوسف پھر چھیڑا قرآن مجید نے بیہودہ کی بے ہودہ داستان کو چھوڑ کر قصہ یوسف کا تسلسل قائم رکھا تھا۔

توریت	قرآن مجید
ویوسف هورد مصریمه ویقنهو فوطیفر	وقال الذی اشتراه من مصر لا مراته
سریس فرعه مطجیم ایش مصری	اکرمی مثواه عسی ان ینفعنااو نتخذه
میدها شمعالیم اشرهورد هوشمه	ولدا. وکذلک مکالیوسف فی الارض
ویهی یهوه ات یوسف ویهی ایش	ولنعلمه من تاویل الاحادیث واللّٰه
مصلح بیدو. ویمصا یوسف عن بعینه	غالب علی امره ولکن اکثرالناس لا
ویشرت اتو ویفقدهو عل بیوو کل الش	یعلمون ولما بلغ اشده اٰتینه حکماً
لونتن بیدوو کل الش لونتن بیدوویهی	وعلماً وکذلک نجزی المحسنین
یوسف یطه تارویفه مراه ویهی احرهن	وراودته التی هوفی بیتها عن نفسه
بریم هاله ویشا اشت ادینو ات عینه	وغلقت الابواب وقالت هیت لک
الیوسف وتامرشکته عمی ویمان	قال معاذ اللّٰه انه ربی احسن مثوای انه
ویامر الاشت ادنیو هن ادنی لا یدع اتی	لا یفلح الظلمون ولقد همت به وهم
معه ببیت وکل اشریش لونتن بیدی	بهالولا ان رابرهان ربه کذلک
اینثوجدول ببیت هذه ممنی ولا	لنصرف عنه السرع والفحشاع انه من
خشک ممنی ماومه کی ام اوتک	عبادنا المخلصین. واستبقا الباب
بماشرات اشتو وایک اهشه هرعه	وقدت قیصه من دبر والقیاسیدهالد
هجدله هزات و خطاتی لالهیم ویهی	الباب قالت ماجزاء من ارادبا هلک
کدبرالیوسف یوم یوم ولا شمع الیه	سوء الا ان یسجن اوعذاب الیم قال
سلب اصله لهیوت عمه ویهی کهیوم	هی راودتنی عن نفسی وشهد شاهد

هنزه ويبايوسف هبيلته يعشوت ملاكتو
واين ايش عانشي هبيت شم ببيت
وتتفشهو يجدو لامر شكبه عمي ويغرب
بجدو بيده وينس ويصا هحوصه ويهي
كراداته كي غرب بجدو بيده وينس
هحوصه وتقرا الانشي بيته وتامرهم
لامور اوهبيا لنو ايش عبرى لصحق بنو
باالي بشكب عمي واقرابقول جدول.
ويهي كشمعو كي هرى متي قولي
واقرار ويغرب بجد واصلي وينس
ويصا هحوصه وتخ بجد واصله عدبوا
اونيوا البيتو وتدبر اليو كدمريم هاله
لامريا الي هعبد هعبرى اشرهيات لنو
لصحق بي ويهي كهويمي قولي واقرار
ويغرب بجد واصلي وينس هحوصه
ويهي كشمع اونوا تدبرى اشتراشرد
بره عليهلا مركد بريم هاله عشه لي
عبدك ويحرافو ويقح ادني يوسف
اتووتينهو البيت هسهر مقوم اشرا
سيرى هملك اسوريم ويهي ثم ببيت
هسهر ويهي يهوه ات يوسف ويط
عليو حسد ويتن حنو بعنيني شربيت
هسهر.

من اهلها ان كان قميصه قدمن قبل
فصدقت وهو من الكذبين وان كان
قميصه قد من دبر فكذبت وهو من
الصدقين فلمارا قميصه قدمن دبر قال
انه من كيدكن ان كيدكن عظيم.
يوسف اعرض عن هذا واستغفرى
لذنبك انك كنت من الخطين وقال
نسوة في المدينة امرأت العزيز ترا
ودفتها عن نفسه قدشغفها حبااناالنواها
في ضلل مبين. فلتما سمعت بمكرهن
ارسلت اليهن واعتدت لهن متكأواتت
كل واحدة منهن سكينا وقالت اخرج
عليهن فلمارا ينه اكبرنه وقطعن ايديهن
وقلن ماشاء الله ماهذا بشرا ان هذا الا
ملك كريم. قالت فذلكن الذى
لمتنني فيه ولقد راودته عن نفسه
فاستعصم ولئن لم يفعل ماامره بسجنن
وليكونا من الطفرين قال رب السجن
احب الى مما يدعونني اليه والا تصرف
عني كيدهن اصب اليهن واكن من
الجاهلين فاستجاب له ربه فصرف عنه
كيدهن انه هو السميع العليم. ثم
بدالهم من بعد ماراوا الايت يسجنه
حتي حين.

ترجمہ

ترجمہ

اور یوسف کو مصر میں لائے اور فوطیفر نے جو اور جس نے مصریوں میں اس کو خریدا اس نے
فرعون کی گارد کا ایک مصری افسر تھا اسمٰعیلیوں اپنی جورو سے کہا اس کو اچھی طرح رکھ شاید یہ

ہمارے کام آئے اور ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں اور
اسی طرح ہم نے یوسف کو مصر کے ملک میں جمایا
اور تاکہ اسے تعبیر خواب سکھائیں اور اللہ
زبردست ہے جو کام چاہتا ہے پورا کرتا ہے۔ مگر
اکثر لوگ نہیں جانتے اور جب یوسف جوان ہوا
تو ہم نے اس کو حکومت دی اور علم دیا اور ہم
نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور جس
عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا اس نے اپنی
خواہش اس سے بجھانا چاہی اور دروازے بند
کردیئے اور کہنے لگی آجا۔ یوسف نے کہا خدا کی
پناہ بے شک میرے آقا نے مجھے اچھی طرح
عزت سے رکھا بے شک نمک حرام پنپ نہیں
سکتے اور تحقیق عورت نے یوسف کا قصد کیا اور
اگر وہ اپنے رب کی نشانی نہ دیکھتا تو اس نے بھی
قصد کیا ہوتا۔ تاکہ اسی طرح اس کو برائی اور
بدکاری سے ہم دور رکھیں بے شک وہ ہمارے
چنے ہوئے بندوں میں سے تھا اور دونوں
دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا
کرتا پیچھے سے پھاڑ لیا اور دونوں نے دروازے
پر شوہر کو پایا تب وہ کہنے لگی جو کوئی تیری بی بی
کے ساتھ برا کام کرنا چاہے اس کی یہی سزا ہے
کہ قید ہو یا اس کو تکلیف دہ مار ماری جائے۔
یوسف نے کہا اسی نے خود مجھ سے لگاوٹ کی اور
عورت کے لوگوں میں سے ایک نے گواہی دی
کہ اگر یوسف کا کرتا سامنے سے پھٹا ہے تو
عورت جھوٹی اور یوسف سچا ہے پس جب دیکھا
کہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو شوہر کہنے لگا یہ تمہارا
ہی چلتر ہے بے شک عورتوں کا چلتر غضب کا ہوتا

کے ہاتھ اس کو خرید لیا اور خدا یوسف کے ساتھ تھا
وہ صالح تھا اور وہ اپنے مصری مالک کے گھر
رہنے لگا اور اس کے مالک نے دیکھا کہ خدا اس
کے ساتھ ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے خدا اس کے
ہاتھ سے برکت دیتا ہے اور یوسف اس کی
نگاہوں میں عزیز ہو گیا اس نے خدمت کی اور
اس نے اس کو اپنے گھر کا داروغہ بنادیا اور اپنی ہر
چیز سپرد کر دی اور یوسف خوشرو اور حسین تھا اور
ایسا ہوا کہ اس کے مالک کی عورت اسے گھورنے
لگی اور کہنے لگی لے آجا لیکن اس نے انکار کیا
اور عورت سے کہنے لگا میرا مالک نہیں جانتا کہ گھر
میں کیا ہوتا ہے اور اس نے میرے سپرد سب
کچھ کر دیا اس گھر میں مجھ سے بڑا اور کوئی نہیں۔
اس نے مجھ سے کوئی چیز دریغ نہیں کی۔ بجز
تیرے کہ تو اس کی بیوی ہے پھر میں کیونکر حرام
کروں اور خدا کا گناہ گار ٹھہروں اور ایسا ہوا کہ
روز روز وہ اصرار کرتی تھی مگر یوسف نہ اس کے
پاس آیا نہ ساتھ رہا اور ایسا ہوا کہ یوسف ایک
دن ایک کام کو گھر میں گیا اس وقت گھر میں کوئی
آدمی نہ تھا عورت نے دامن پکڑ لیا اور ایسا ہوا
کہ جب عورت نے دیکھا کہ دامن تو ہاتھ میں
ہے اور وہ ہاتھ سے نکل گیا تو اس نے غل مچایا اور
گھر کے آدمیوں سے کہنے لگی وہ ایک عبری شخص
کو میری تفضیح کے لئے لایا وہ مجھے خراب کرنا
چاہتا تھا مگر میں زور سے چلائی اور جب اس نے
دیکھا کہ میری آواز بلند ہوئی تو وہ اپنا کپڑا چھوڑ
کر نکل بھاگا اور اس نے کپڑا رکھ چھوڑا یہاں
تک کہ اس کا شوہر گھر میں آیا اور وہ کہنے لگی وہ

عبری نوکر جوتو نے رکھا ہے مجھے بے آبرو کرنے آیا اور جب میں چلائی تو وہ اپنا کپڑا چھوڑ کر نکل بھاگا اور ایسا ہوا کہ جب شوہر نے بیوی کی یہ بات سنی جو نوکر نے کی تو اس کا غصہ بھڑکا اور اس نے یوسف کو اس قید خانہ میں جہاں شاہی قیدی رہتے تھے بھیج دیا اور خدا یوسف کے ساتھ تھا اس لئے داروغہ جیل خانہ اس پر مہربان ہوگیا۔

ہے۔اے یوسف تو اس کا کچھ خیال نہ کر اور اے عورت تو اپنا گناہ بخشوا بے شک تو ہی خطا کار تھی اور شہر میں عورتوں نے چرچا کیا کہ عزیز کی عورت اپنے غلام سے خواہش بجھانا چاہتی ہے وہ اس کے عشق میں دیوانی ہوگئی ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ وہ صاف بہک گئی ہے بس جب اس نے عورتوں کے طعنے سنے تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور (دعوت میں) مسند بچھائی اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دی پھر یوسف سے کہا ان کے سامنے نکل آ عورتوں نے جب یوسف کو دیکھا تو وہ مرعوب ہوگئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بول اٹھیں ماشاء اللہ یہ آدمی کاہے کو ہے یہ تو ایک نیک فرشتہ ہے۔عورت بولی یہی وہ ہے جس کے بارے میں تم طعنے دیتی ہو اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے ہی خواہش کی مگر اس نے آپ کو بچایا اور اب اگر میرے کہے پر نہ چلا تو ضرور قید ہوگا اور ذلیل ہوگا۔یوسف نے کہا خداوند جس کام کے لئے یہ مجھے بلاتی ہیں اس سے تو قید میں جانا مجھے گوارا ہے اور اگر ان کا چلتر مجھ سے نہ دور کرے گا تو کہیں میں ان کی طرف جھک نہ جاؤں اور نادانوں میں ہو جاؤں پس خدا نے اس کی دعا سن لی اور ان کا چلتر اس سے روک دیا بے شک وہ سب کی سنتا جانتا ہے پھر اتنی نشانیاں دیکھنے پر بھی ان کو یہی سوجھا کہ یوسف کو ایک مدت تک قید کر دیں۔

قصہ یوسف میں عورت کا فریفتہ ہو کر آپ کو گناہ کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنا ایک نازک موقع ہے لیکن غنیمت ہے کہ توریت نے یہاں سنبھال لیا اور یوسفؑ صاف بچ کر نکل گئے ایسے سخت امتحان میں جبکہ عورت خود خواہش کرتی تھی اور روز بروز اصرار کرتی تھی حضرت یوسفؑ کا

اپنے محسن کی نمک حرامی سے محسن حقیقی کی عدول حکمی کی طرف ذہن منتقل کرنا اور حرام سے بچنا نہایت عمدہ مضمون ہے لیکن اس کے بعد واقعات کچھ اس طور پر بیان ہوئے کہ قصہ پھیکا ہو جاتا ہے۔ عورت ناکام رہ کر غل مچاتی ہے اور کپڑا دکھاتی ہے کہ یوسفؑ ایک غیر شخص کو میرے خراب کرنے کو لایا پھر شوہر کو وہی کپڑا دکھا کر یوسف کو ملزم ٹھہراتی ہے۔ شوہر غصہ میں آ کر یوسف کو قید کر دیتا ہے۔ اب قرآن مجید میں دیکھو کہ اس نازک موقع پر توریت کے اس عمدہ مضمون کو کیسا چمکایا ہے اور کس قدر بلند کر دیا ہے۔ تنہائی میں دروازہ بند کر کے عورت کا بیتابانہ اصرار مرد کو محض دلیل کی قوت سے بچالے یہ بشریت کے تقاضے کے لحاظ سے آسان نہیں ہے ایسے سخت امتحان اور نازک معاملہ میں جب تک فضل الٰہی شامل نہ ہو انسان کا بچنا مشکل ہے۔ اس دقیق نکتہ کو جو فطرت انسانی کی سچی تصویر اور مذہب کی جان ہے اس دلیل و برہان کے بعد کیا خوب ادا کیا ہے۔ **کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین** اور اپنے بندۂ مخلص یوسفؑ کی عصمت کا کیسا زبردست ثبوت دیا[1]۔

اب اس کے بعد کا اسلوب بیان دیکھو شوہر عین اس وقت آ جاتا ہے جب دروازہ سے یوسف بھاگتے ہوئے نکلتے ہیں اور پیچھے عورت ہے جو برجستہ بات بنانے کی غرض سے آپ کو ملزم ٹھہراتی ہے اور سزا کا تعین بھی کر دیتی ہے مگر گھر کا ایک شخص گواہی دیتا ہے اور قمیص یوسف کے پیچھے سے پھٹے ہونے کی لطیف توجیہہ سے عورت کو ملزم ٹھہراتا ہے شوہر اس تریا چلتر سے سناٹے میں آتا ہے پھر بدنامی کے خیال سے یوسف سے اخفائے راز کی درخواست کرتا ہے اور عورت کو جسے حضرت یوسف کے قابل قدر استقلال نے ناجائز فعل سے بچا دیا تھا صرف اسی قدر تنبیہہ کرتا ہے کہ اپنی خطا پر نادم ہو کر توبہ کر لے۔ پھر اس واقعہ کا مصر کی عورتوں میں چرچا ہونا (اور عورتوں ہی میں اس قسم کا چرچا سب سے پہلے ہو جاتا ہے) اور غلام کے ساتھ تعشق کو حقارت سے دیکھنا عورت کا یہ طعنہ سن کر پیچ و تاب کھانا اور ایک جلسہ دعوت میں حسن یوسف کا جلوہ دکھا کر انہیں ازخود رفتہ کر کے قائل اور

---

1. تفسیر کبیر اور کشاف میں اس موقع پر عصمت یوسف کی معرکۃ الآرا بحث کی ہے اور ان اقوال کی تردید کی ہے جن سے حضرت یوسف کے قصد و ارادہ کا ثبوت ہوتا ہے (دیکھو تفسیر کشاف جلد 2 صفحہ 106,105) محدث ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الفصل فی الملل جلد 4 صفحات 15,14 میں ان اقوال کی تردید زور و شور سے کی ہے حقیقت میں وہ اقوال جن کو ابن جریر نے اپنی تفسیر جلد 12 صفحات 109,108 میں درج کیا ہے اصل میں تالمود بابلی سدتشم صفحہ 36 سے ماخوذ ہیں اور ''اسرائیلیات'' میں شامل ہیں اور ہرگز احادیث نبوی نہیں ہیں اس کی تفصیل ہم عہد عتیق کے ضمن میں اوپر لکھ چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان لغو اقوال کو متاخرین نے اپنی تفاسیر میں درجہ قبول عطا کیا اور پھر شعرا مثلاً جامی نے یوسف زلیخا میں حاشیہ چڑھا کر عام طور سے مشہور کر دیا 12۔

ہمدرد بنالیتا پھر حضرت یوسف کو قید و ذلت کی دھمکی دینا۔ حضرت یوسفؑ کا پریشان ہو کر خدا سے یہ دعا کرنا کہ اس بلا میں مبتلا ہونے سے بلائے زنداں بہتر ہے دعا کا قبول ہونا اور آپ کا قید خانہ جانا۔ یہ تمام واقعات کچھ ایسے نیچرل طور پر دلکش طرز میں جذبات کی تصویر کھینچتے ہیں اور توریت کے اس پھیکے مضمون کو ایسا لطیف اور بامزہ بنادیتے ہیں کہ اس لذت کا ادراک صرف ذوق سلیم ہی کو ہوسکتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن میں زنان مصر کی دعوت کا قصہ یہود کی کتاب ''مدارش یلقوت'' اور ''مدارش ابکھیر'' باب 146 کے مطابق ہے لیکن کتاب پیدائش کے جمع کرنے والوں نے اپنی بدمذاقی کا یہ ثبوت دیا ہے کہ یہودہ اور اس کی زنا کاری کا قصہ فحش تو ایک پورے باب میں بیان کیا لیکن اس لطیف مضمون کو اڑادیا۔

توریت	قرآن
ویھی احرھد برسم ھاله حطاوشقه ملک مصریم	ودخل معه السجن فتیٰن قال
وھانه لا دینھم لملک مصریم ویقصف فرعه عل	احدھما انی ارانی اعصر
شنی سیری سیوعل شرھشقه وعل شرھا وقم	خمرا وقال الآخر انی ارانی
وتین اتم بمشمربیت شرھطبحیم البیت ھسھر	احمل فوق راسی خبزًا تاکل
مقوم اشریوسف اسورثم دیباالیھم یوسف ببقرو	الطیر منه نبئنا بتاویل انا
یرااتم وھنم زعفیم ویسال اتسرلیس فرعه اشرا	نراک من المحسنین قال لا
توبمشمربیت ادینولا مرمد وع تنیکم رعیم ھیوم	یَکما طعام ترزقنه الانباتکما
ویامروالیوحلوم حلمنووفترایناتواویامرالیھم	بتاویله قبل ان یاتیکما
یوسف ھلوالا لھیم فترنیم سفرونالی ویسفر	ذالکما مما علمنی ربی انی
شرھمشقیم ات حلمولیوسف ویامرلوبحلوی	ترکت ملة قوم لا یومنون
وھنه کفرت علته نصه ھبشیلو اشکلیت عینم	باللّٰه وھم بالاخرھم
رکوس فرعه بیدی واقحرات ھعنبه واشحط انم	کفرون واتبعت ملته اباء یَ
الکوس فرعه واتن ات ھکوس عل کف نرعه	ابراھیم واسحٰق ویعقوب
ویامرتویوسف زه نترنو ھشلشت ھشرجیم	ماکان لنا ان نشرک باللّٰه
شلشت یمیم ھم یعود شلشت یمیم یشافرعه ات	من شئ ذٰلک من فضل
راشات وھشی بک ھل کنک ونته کسو فرعه	اللّٰه علینا وعلی الناس ونکن
بیدوکمشقط پراشون اشرھیت مشقھو کی ام	اکثر الناس لا یشکرون
زکوتنی انک کاشریطب لک وعشیتنا عمدی	یصاحبی السجن ء ارباب

حسـداواهـز كـرتـنـي الفرعه وهوماتني من هبيت
هـزه كـي جنـب جنبتي ماوص هعبريم وجم نه لا
عشيتـي مادمه كي شمواتي يبورويراشرهافيم كي
طوب فترويامرالـيوسف انانـي بـحلومي وهنه
شـلشـه شـلشـي هنه شلشه شلي حري هل راشي
وبسـل هـعـليـون مـكل مالک فرعـه معشـه افـه
وهـعوف اكـل اتـم مـن هسـل مـعـل راشي ويعن
يـوسف ويـامـرزه فتـرنـوشلشت هسليم شلشت
يميم هم يعود شلشت يميم يشافوعه ات راسک
مـعليک وتله ادقات عل عص واكل هعوف ات
بشـوک معليک ويهي بيوم هشلشي يوم هلدت
ات فـرعه ويعش مشته لک عبدير ويشاات راس
سـرهـمشـقـم وات راش شرها فيم تبوک عبديو
ويشـب ات شـرهمشقيم عل مشقه ويتن هكوس
عـل كف فـرعـه وات شـرها فيم تله كاشرفترلهم
يـوسف ولا زكـرشـرهـمشـقيـم ات يـوسف
ويشكحهو.

متفقون خيرام الله الواحد
القهارماتعبدون من دونه الا
اسـمـاء سـميـتـموهـا انتم
وابـائوكم ماانزل الله بها من
سـلـطـان ان الـحكم الا الله
امـر الاتـعبدوا الا ايـالاذلک
الدين القيم ولكن اكثرالناس
لايـعـلمون يصاحبى السجن
امااجد كما بستي ربه خمرًا
وامـاالأخـرفيصلب فتاكل
الـطيـرمن راسه قضى الامر
الـذي فيـه تستفتيٰن وقـال
للـذي ظـن انـه نـاج منهما
اذكـرنـي عـنـدربک فانسه
الشيطن ذكـر ربه فلبث في
السبحن بضع سنين.

ترجمہ

اوراس کے بعد ایسا ہوا کہ بادشاہ مصر کے آبدار اور خانساماں
نے شاہی جرم کیا اور فرعون آبدار اور خانساماں پر غصہ ہوا اور
اس نے انہیں اپنے گارڈ کے کپتان کے مکان میں جہاں
یوسف اسیر تھا قید کردیا اور کپتان نے قیدیوں کو یوسف کے
سپرد کردیا اور وہ ان کی نگہداشت کرنے لگا اور ایک فصل تک
وہ قید رہے اور ایک رات کو دونوں نے خواب دیکھا یعنی آبدار
وخانساماں نے جو شاہ مصر کے ملازم تھے اور قید کئے گئے تھے
اور صبح کو یوسف ان کے پاس آیا اور انہیں متفکر پایا اور اس نے
فرعون کے ان ملازموں سے جو قید تھے پوچھا تم آج کیوں

ترجمہ

اور یوسف کے ساتھ قید خانہ میں
دو جوان اور آئے اور ایک نے کہا
میں نے خواب میں دیکھا جیسے
شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے
نے کہا میں دیکھتا ہوں جیسے سر پر
روٹیاں لادے ہوں اور چڑیاں
اس میں سے کھا رہی ہیں یوسف
ان کی تعبیر بتادے ہم تجھے نیک
آدمی پاتے ہیں اس نے کہا قبل

غمگین ہو۔انہوں نے کہا ہم نے ایک خواب دیکھا ہے اور کوئی تعبیر دینے والا نہیں ہے اور یوسف نے کہا کیا تعبیر دینا خدا کے ہاتھ نہیں ہے تم مجھ سے کہو تو سہی اور آبدار یوسف سے یوں کہنے لگا۔میں نے خواب میں انگور کی بیل دیکھی جس میں تین شاخیں تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کھلا چاہتی ہیں اور کلیاں نکلنے والی ہیں اور پختہ انگور پیدا ہو گئے اور فرعون کا پیالہ میرے ہاتھ میں ہے۔میں نے انگور لے کر فرعون کے پیالے میں نچوڑے اور فرعون کے ہاتھ میں دیا۔یوسف نے کہا اس کی تعبیر یہ ہے۔تین شاخیں تین دن ہیں۔تین دن میں فرعون تجھے سر بلند کرے گا اور تیری جگہ مقرر کرے گا اور تو فرعون کو پیالہ دے گا جس طرح تو پہلے آبداری کرتا تھا لیکن جب تو اچھی حالت میں ہو تو مجھے بھی یاد رکھنا اور براہ کرم مجھ پر مہربانی کرنا۔فرعون سے میرا ذکر کرنا اور اس گھر سے مجھے نکال لینا کیونکہ مجھے عبریوں کی زمین سے چرالائے ہیں اور یہاں بھی میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے سبب سے وہ مجھے اس قید خانہ میں ڈال دیں جب خانساماں نے دیکھا کہ تعبیر تو خوب دی تب اس نے یوسف سے کہا میں نے بھی خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ میرے سر پر سفید روٹی کے تین ٹوکرے ہیں اور اوپر والے میں فرعون کے واسطے سب قسم کے کھانے جو باورچی نے پکا رکھے ہیں اور چڑیاں میرے سر کے ٹوکرے سے نکال نکال کر کھا رہی ہیں اور یوسف نے جواب دیا اسکی تعبیر یہ ہے تین ٹوکرے تین دن ہیں۔تین دن میں فرعون تیرا سر تجھ سے جدا کر دے گا اور ایک درخت پہ سولی چڑھا دے گا اور چڑیاں تیرا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گی اور ایسا ہوا کہ تیسرے دن جب فرعون کی سالگرہ تھی تو اس نے سب ملازمین کو دعوت دی اور آبدار کو سر بلند کیا اور خانساماں کا سر کاٹ لیا سب ملازمین کے سامنے اور اس نے ساقی کو پہلی جگہ دی اور وہ فرعون کو پیالہ دینے لگا

اس کے کہ تمہارا کھانا جو تمہیں ملتا ہے تمہارے پاس آئے میں تمہیں تعبیر بتادوں گا یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا میں نے ان لوگوں کا طریق چھوڑ دیا جو اللہ پر یقین نہیں رکھتے اور آخرت کو بھی نہیں مانتے اور میں اپنے باپ داداؤں کے طریق پر چلتا ہوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے اے میرے رفیق زنداں جدا جدا دیوتا بہتر ہیں یا وہ اکیلا خدا جو زبردست ہے تم جو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو وہ فقط نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے تو ان کے پوجنے کی کوئی سند نہیں اتاری اللہ کے سوا کسی کی طاقت نہیں ہے اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ سوا اس کے کسی اور کو نہ پوجو یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اے میرے رفیق زنداں تم میں سے ایک تو اپنے صاحب کو شراب پلائے گا اور دوسرا جو ہے اس کو سولی دی جائے گی پھر چڑیاں اس کے سر کو نوچ

لیکن خانساماں کو سولی دی گئی جس طور سے یوسف نے تعبیر دی تھی لیکن آبدار یوسف کو بھول گیا اور اس کو یاد نہ آیا۔

کھائیں گی تم جس بات کو پوچھتے تھے اس کا فیصلہ ہو چکا اور جس کو یوسفؑ نے سمجھا کہ چھوٹنے والا ہے اس سے کہا اپنے صاحب سے میرا بھی ذکر کرنا۔ لیکن شیطان نے اس کو بھلا دیا کہ اپنے صاحب سے اس کا ذکر کرے آخر کئی برس تک یوسف قید خانہ میں اور رہا۔

توریت میں حضرت یوسف صرف یہ کہہ کر تعبیر خدا کے ہاتھ ہے فوراً ساقی کے خواب کی تعبیر شروع کر دیتے ہیں پھر جن الفاظ میں اس سے سفارش چاہی ہے ان سے لجاجت اور گدایانہ ابرام ٹپکتا ہے۔ آپ کا ساقی سے یہ کہنا بڑی عنایت ہوگی بادشاہ سے کہہ کر مجھے یہاں سے نکلوا لیجئے مجھ غریب کو میرے وطن سے چرا کر لائے ہیں میں نے کچھ نہیں کیا بے خطا ہوں مجھ بے کس کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ لیکن ساقی رہا ہو کر بھول جاتا ہے اور آپ چند سال اور قید رہتے ہیں۔

اب قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو دونوں کا خواب سن کر بجائے اس کے کہ حضرت یوسف فوراً تعبیر شروع کر دیں فرماتے ہیں ٹھہرو میں تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی تعبیر کہہ دوں گا مجھے تو یہ علم خدا نے سکھایا ہے اس طور سے انہیں مشتاق بنا کر عین موقع پر اپنے اصلی فرض کو یعنی خدا پرستی کی تعلیم وتلقین اور شرک وبت پرستی کی مذمت پر جوش اور مؤثر طریقہ سے ادا کرتے ہیں اس طور سے آپ کا اصلی جوہر کھلتا ہے کہ آپ نے معبر تھے نہ کاہن بلکہ نبی زادہ۔ رسول کریم اور ہادی برحق تھے پھر تعبیر خواب کے بعد ساقی سے فقط یہ جملہ فرماتے ہیں۔ اذکرنی عند ربک (یعنی اپنے صاحب سے میرا بھی ذکر کرنا) جس سے اظہار مدعا ہے مگر خودداری کے ساتھ بغیر گدایانہ ابرام و لجاجت کے یہ جملہ کس قدر بلیغ ہے پھر معاً ایک ایسا جملہ بیان ہوتا ہے جس سے خاصان خدا کے روحانی رمز پر روشنی پڑتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ فانسا الشیطن ذکر ربه فلبث فی السجن بضع سنین. دیکھو توریت میں ساقی کا بھول جانا اور آپ کا عرصہ تک قید رہنا کس قدر فصل کے بعد آخر باب میں بیان ہوا ہے اور وہ بھی بطور نقل واقعہ کے لیکن یہاں کلام مجید میں ادھر حضرت یوسف نے ادائے فرض نبوت کے بعد بلحاظ اس کے کہ دنیا عالم اسباب ہے اور تدبیر ممنوع نہیں ہے ساقی سے اظہار مدعا کیا اور ادھر غیرت الٰہی جوش میں آئی کہ توکل محض اور دوام حضور کے مقام قرب سے جنبش کیسی اب ساقی کی فراموشی سے حصول مدعا میں تاخیر کا نتیجہ دیکھو جو ہے:۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

حَسَنَاتُ الْاَبرارِسَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْن

توریت

ویھی مقص شنیتم یمیم وفرعه علم وھنه عمد عل
ھبار وھنه من ھیارعلت سبع فروت بغوت مراه
دبری اتِ مبشروثرعینه باحودھنه سبع فررت
احروت علوت احری ھن من ھیاردعوت مراه
ودقنوت بشروتعمدنه اصل ھفروت عل شفت
ھیاره تاکلنه ھفردت دعوت ھمراه ودقت مبشرا
تسبع ھفروت یفت ھمراه رھبری ات یفض فرعه
وییشن ویحلم شنت وھنه سبع شلم علوت بقنه
احد بریاوت وطبت وھنه سبع شلیم دقوت شد
دفت قدیم صمحوت احریٔ من وتبلعانه ھشبلیم
ھدقوت اتشبع ھشبلیم ھبریادت وھملاوت
ویقص فرعه رھنه حلوم وھنه وبقرولقغم ردحر
ویشلح ویقرااات کل حوطمی مصریم واتکل
ھکمیه ویسفرفرعه لھم اتحلمووان فوترا وتراوتم
لفرعه دیدبرشرھشقیم اتِفرعه لامر انحطای انی
مزکیرھیومرفرعه تصف عل عبدیووتین اتی
مبشر بیت شرھطجیم اتی واتشرھانیم ونحلمه
حلوم بلَیه حدانی وھوااایش کفترون حلمو حلمؤ
وشم اتنی نعرعبری عبدلشرھطجیم وسفروبفتر
لنو اتحلمیتنو ایش کحلموفترویھی کاشرفترا
لنوکن ھنه اتی ھشیب عل کنی واتوتله ویشلح
فرعه وبقراابتویف ویرمھومن ھبورریحلبح
ویحلف سملیتوویھاالفرعه ویامرفرعه الیوسف
حلوم حلمتی دفتراین القروراین شمعتی علیک
لامرتشملع حلوم لفتراتودیعن یوسف اتضرعه

قرآن

وقال الملک انی اذی سبع
بقرات سمان یاکلھن سبع
عجاف وسبع سنبلٰت
خضرواخریٰبسٰت یاتیھا
الملاَافتونی فی رئویای ان
کنتم للرء یاتعبرون قالوا
اضغاث احلام وما نحن
بتاویل الاحلام بعٰلمین وقال
الذی نجامنھماوادکر بعد
امة انا انبئکم بتاویله
فارسلون.یوسف ایھا
الصدیق افتنا فی سبع بقرات
سمان یاکلھن سبع عجاف
وسبع سنبلٰت خُضرواخر
یٰبسٰت لعلی ارجع الی الناس
لعلھم یعلمون قال تزرعون
سبع سنین دابافماحمدتم
نذروه فی سنبلالا قلیلاھما
تاکلون ثم یاتی من بعد
ذٰلک سبع شداد یاکلن
ماقدمتم لھن الاقلیلا مما
محصنون ثم یاتی من بعد
ذٰلک عام فیه یغاث الناس
وفیه یعصرون وقال الملک
اُتونی به فلمَا جاء ه الرسول

لامر بلعدی الثیم یعنه اتشلوم فرعه ویدبر فرعه
الیوسف بجلبی ویامریوسف اتفرعه حلوم فرعه
احد هواات شرها لهیم عشه هنیدلفرعه شبع
فرت مطبت شبع شنیم هنه وشبع هشبلیم هطبت
شبع شنیم هنه حلوم مر احد هوو شبع هفروت
هرفوت وهرعت هعلت احریهن شبع شنیم هنه
وشبع هشبلیم هرفوت شدفوت هفدیم وهیو شبع
شنیرعب هواهدبر اشروبرتی الفرعه اشرهالهیم
مشه هراه الفرعه هنه شبع شبنم باوت شبع
جدول بکل ارس مصریم وفمو شبع شنی رعب
احریهن ونشفح کل هتبع بارص مصریم وکله
هرعب ات هادص ولایودع هشبع بارص مفتی
هرعب هوااحرمی کن کی کیدهو امادو عل
هشنوت هحلوم الفرعه فعیم کی نکون هربرمعم
هالهیم لعشتروعنه یرانرعه ایش بنون وحکم
ویشیتهو عل ارص مصریم وعشه فرعه ویفتد
فقدیم عل هارص وعش ات ارص مصریم بشبع
شنی هشبع ویقبضو اتکل اکل هشنیم هطبوت
هبات هاله وبصیر وبرتحت یه فرعه اکل بعدیم
وثم وهمها کل نفقدون لارص بسبع شنی هرهب
اشرتهین بارص مصریم ولانکوت بارص هرعب
ویطب هدبر بعینی فرعه وهبینی کل عبدیو ویامر
فرعه العبد یوهمضا کره ایش اشرروح الهیم
بوویامر فرعه الیوسف احری هوو بع الهیم اوتک
الکل رات این هبون وحکم کموت اته تهیر علی
بینی وعل فیک یشق کل عمی رق هکسا اجلل ممک

قال ارجع الی ربک فسئله
مابال النسوۃ التی قطعن
ایدیهن ان ربی بکیدهن
علیم قال ملغطبکن اذ
راودتن یوسف فی نفسه قلن
هاش للّٰه ماعلمنا علیه من
سوء قالت امرات العزیز
الأن حصحص الحق انا
رادته عن نفسه وللّٰه لمن
الصادقین ذٰلک لیعلم انی
لم اخنه بالنصیب وان اللّٰه
لایهدی کیدالخائنین وما
ابریٔ نفسی ان النفس لا
مادة بالسوء الامارحم ربی
ان ربی غفوررحیم.وقال
الملک أتونی به استخاصه
لنفسی فلما کلمه قال انک
الیوم لدنیا مکین امین قال
اجعلو علیٰ خزائن الارض
انی حفیظ علیم وکذٰلک
مکنا لیوسف فی الارض
یتبؤمها حیث یشاء نصیب
برجهتنا من نشاء ولا نضیع
اجرالمحسنین ولاجر
الاخرة خیر للذین اٰمنو وکانو
یتقون.

ترجمہ

ترجمہ

اور ایسا ہوا کہ دو سال بعد فرعون نے یہ خواب دیکھا کہ وہ دریا
کے کنارے کھڑا ہے یکا یک دریا سے سات موٹی اور خوش
شکل گائیں نکلیں اور وہ چراگاہ میں چر رہی تھیں اور ان کے بعد
دریا سے سات اور بدشکل اور دبلی گائیں نکلیں اور کنارے پر
ان کے مقابل کھڑی ہوئیں اور بدشکل دبلی گائیں ان خوش
شکل موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ پس فرعون جاگ اٹھا اور پھر سو
گیا اور دوبارہ خواب دیکھا کہ سات ایک ہی طرح کی عمدہ
بالیاں کھڑی ہو گئیں اور پھر سات پتلی اور مشرقی ہوا سے جھلسی
ہوئی بالیاں کھڑی ہوئیں اور یہ پتلی سات بالیاں ان سات
عمدہ بالیوں کو نگل گئیں اور فرعون جاگ پڑا اور یہ خواب تھا اور
ایسا ہوا کہ صبح کو پریشان اٹھا اور مصر کے سب جادوگروں کو بلایا
اور سب عاقلوں کو اور ان سے اپنا خواب بیان کیا لیکن فرعون
کے خواب کی کوئی تعبیر نہ دے سکا تب ساقی فرعون سے کہنے
لگا آج میری خطائیں مجھے یاد آئیں فرعون اپنے نوکروں پر خفا
ہوا اور مجھے افسر گارڈ کی جیل میں بھیجا مجھے اور خانساماں کو اور
ہم دونوں نے ایک خواب دیکھا جن کی تعبیر الگ الگ تھی اور
ہمارے ساتھ ایک عبری غلام بھی تھا افسر گارڈ کا ہم نے اس
سے خواب بیان کیا اس نے تعبیر دی ہر ایک کی الگ الگ اور
جیسی اس نے تعبیر کہی تھی ویسا ہی ہوا۔ اس نے مجھے میری جگہ
دلوائی اور دوسرے کو سولی چڑھایا۔ تب فرعون نے یوسف کو
بلوایا اور وہ اسے جلدی سے قید خانہ سے نکال لائے اور اس
نے خط بنایا اور کپڑے بدلے اور فرعون کے سامنے آیا اور
فرعون نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر کوئی
نہیں دے سکا اور میں نے سنا ہے کہ تو تعبیر دینا جانتا ہے اور
یوسف نے فرعون سے کہا مجھ میں کیا دھرا ہے خدا فرعون کو
سلامتی کا جواب دے گا اور فرعون سے کہا کہ فرعون کا خواب
ایک ہی ہے خدا نے فرعون کو جو کچھ وہ کرنے والا ہے دکھایا
ہے۔ سات خوش شکل گائیں سات برس ہیں اور سات عمدہ

اور بادشاہ نے کہا میں خواب میں
کیا دیکھتا ہوں کہ سات گائیں
موٹی ہیں ان کو سات دبلی گائیں
کھائے جاتی ہیں اور سات سبز
بالیاں اور باقی سوکھی۔ درباریو!
تعبیر کہو اگر تم تعبیر دینا جانتے
ہو وہ بولے یہ خواب پریشان ہیں
اور ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر ہم
کو معلوم نہیں اور جو ان دو قیدیوں
میں سے چھوٹ گیا تھا اس نے کہا
اور ایک مدت کے بعد اس کو خیال
آیا میں تم کو اس کی تعبیر بتاتا ہوں
مجھ کو بھیجو تو سہی اے یوسف تو سچا
ہے ہمیں تعبیر بتا سات موٹی گائیں
ہیں جنہیں سات دبلی گائیں
کھائے جاتی ہیں اور سات ہری
بالیاں ہیں اور دوسری سوکھی تاکہ
میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں
اور تاکہ وہ سمجھ لیں یوسف نے کہا
تم سات سال برابر کھیتی کرو گے
پھر جب فصل کاٹو تو اناج بالیوں
میں رہنے دو۔ مگر تھوڑا سا اپنے
کھانے کے موافق نکال لو ان کے
بعد سات سخت قحط کے سال آئیں
گے جس میں جو کچھ تم نے ذخیرہ کیا
تھا کھا لیا جائے گا مگر تھوڑا جو بچا
رکھو گے پھر ان کے بعد ایسا سال
آئے گا جس میں بارش ہوگی اور

بالیاں سات برس ہیں خواب ایک ہی ہے اور سات دبلی
گائیں جو بعد کو نکلیں سات سال ہیں اور سات خالی بالیاں جو
مشرقی ہوا سے جھلسی ہیں سات سال قحط کے ہیں یہ بات ہے
جو میں نے فرعون کے حضور میں بیان کی خدا جو کچھ کرنے والا
ہے اسے فرعون کو دکھا دیا ایسا ہوگا کہ سرزمین مصر میں سات
سال بڑے افزائش کے ہوں گے اور پھر سات سال ان کے
بعد قحط کے جس میں ساری افزائش سرزمین مصر میں بھول
جائیں گے اور قحط ملک کو برباد کردے گا اور افزائش زمین میں
معلوم نہ ہوگی۔ اس وجہ سے کہ جو قحط آئے گا وہ بڑا ہولناک
ہوگا اور اس لئے فرعون کا خواب مکرر ہوا کیونکہ خدا نے اس کو
ایسا مقرر کردیا ہے اور عنقریب خدا ایسا کرے گا اس لئے
فرعون کو اب ایک ہوشیار اور عقل مند آدمی چاہیے جو سرزمین
مصر پر مقرر کیا جائے فرعون کو ایسا کرنا چاہیے اور اسے زمین پر
حاکم مقرر کرنا چاہیے اور سات افزائش کے سالوں میں زمین
مصر کا پانچواں حصہ آمدنی لینا چاہیے اور سات عمدہ برسوں کی
پوری خوراک جمع کرنا چاہیے اور فرعون کے ہاتھ میں غلہ رکھنا
چاہیے اور ان شہروں میں خوراک رکھنا چاہیے اور یہ خوراک
مصر کے ملک میں قحط کے سات برس کے واسطے جمع رہنا
چاہیے تاکہ ملک قحط سے تباہ نہ ہو۔ یہ بات فرعون کو پسند آئی
اور اس کے سب ملازمین کو بھی اور فرعون نے ملازمین سے کہا
کیا ہم کوئی ایسا آدمی جیسا یہ ہے پاسکتے ہیں جس میں روح
الٰہی موجود ہے اور فرعون نے یوسف سے کہا خدا نے تجھے یہ
سب کچھ دکھایا ہے تجھ سے زیادہ واقف کار اور عقل مند اور کوئی
نہیں ہے تو میرے گھر پر حاکم ہوگا اور میری رعایا تجھے بوسہ
دے گی صرف تخت پر میں تجھ سے بڑا رہوں گا۔

لوگ رس نچوڑیں گے۔ بادشاہ نے
کہا اسے میرے پاس لاؤ جب
اس کا قاصد آیا یوسف نے کہا اپنے
مالک کے پاس لوٹ جا اور اس
سے پوچھ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے
جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے
بیشک میرا رب ان کے فریب سے
واقف ہے۔ پوچھا کیا معاملہ گزرا
جب تم نے یوسف کو پھانسا چاہا وہ
بولیں ماشاء اللہ ہم کو اس کی کوئی
برائی معلوم نہیں ہے تب عزیز کی
بیوی کہنے لگی اب حق بات تو کھل
گئی میں نے خود اس سے خواہش
بجھانا چاہی اور بیشک وہ سچا ہے
(یوسف نے کہا) یہ سب اس لئے
کہ وہ جان لے کہ میں نے پیٹھ
پیچھے اس کی خیانت نہیں کی اور
خیانت کرنے والوں کا داؤں اللہ
چلنے نہیں دیتا اور میں اپنے نفس کو
پاک نہیں کہتا بیشک نفس تو برے
کام کی طرف ابھارتا ہے مگر یہ کہ
میرے رب نے رحم کیا بیشک میرا
رب بخشنے والا مہربان ہے اور
بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس
لاؤ میں خاص اپنے کام پر رکھونگا
جب بادشاہ نے یوسف سے گفتگو
کی کہنے لگا آج سے تو ہمارے
پاس مرتبہ والا ہے امانت دار

یوسف نے کہا مجھے ملک کے خزانہ
پر مقرر کر میں حفاظت کر سکتا ہوں
اور خبردار ہوں اور ہم نے اس
طرح یوسف کو ملک میں جما دیا وہ
جہاں چاہتا تھا رہتا تھا ہم جسے
چاہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں اور
نیکوں کی محنت ہم برباد نہیں ہونے
دیتے اور ایماندار پرہیز گاروں
کیلئے آخرت کا ثواب بہتر ہے۔

توریت میں حضرت یوسف ساقی کی سفارش سے فرعون کے خواب کی تعبیر کے لئے قید خانہ سے نکالے جاتے ہیں اور بعد تعبیر بادشاہ کے نائب مقرر ہوتے ہیں لیکن جس الزام پر آپ کو فوطیفر نے غصہ میں آکر قید کیا تھا اس سے بری ہونے کا کہیں بھی ذکر نہیں ساقی نے جس وقت یوسف کی تقریب بادشاہ سے کی وہاں اس قدر اور کہتا کہ میرے اور خانساماں کے ساتھ قید خانہ میں ایک اور بے خطا عبری غلام تھا مگر توریت نے اور باتوں کو تو طول دے کر اور مکرر بیان کیا لیکن اس ضروری امر کو اڑا دیا جس سے آپ کا کیریکٹر فوطیفر ، بادشاہ اور درباریوں سب کی نگاہ میں مشتبہ رہا۔ اب قرآن کا اسلوب بیان دیکھو فرعون کا خواب سن کر اور نجومیوں کو عاجز پا کر ساقی کو حضرت یوسف یاد آتے ہیں لیکن چونکہ شاہی خواب کا معاملہ ہے جس کی تعبیر سے بڑے بڑے نجومی عاجز ہیں اس لئے فوراً یوسف کا نام نہیں لیتا ہے اور پہلے خود قید خانہ میں جا کر اور معقول تعبیر خواب سن کر اطمینان کے ساتھ واپس آکر بادشاہ سے ذکر کرتا ہے آپ طلب ہوتے ہیں اس موقع پر بجائے اس کے کہ آپ خوش ہو کر فوراً روانہ ہو جائیں پہلے جس جرم میں آپ ماخوذ ہیں اس کی تحقیقات چاہتے ہیں تاکہ سب پر اصل حقیقت کھل جائے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عزت اور آبرو کا خیال دنیاوی عروج پر مقدم ہے۔ حسن اتفاق سے اگر تقرب شاہی حاصل ہو گیا لیکن ننگ و نام پر دھبہ قائم رہا تو کس کام کا۔ غرضکہ تحقیقات ہوتی ہے زنان مصر شہادت دیتی ہیں اور عورت منفعل ہو کر اپنے جھوٹے الزام کا خود اقرار کر لیتی ہے اور حضرت یوسف علیٰ روس الاشہاد بے گناہ ثابت ہوتے ہیں تب آپ کسر نفس سے اقرار عبودیت اور شکر الٰہی کے طور پر کس قدر اعلیٰ اور ارفع خیال ان الفاظ میں ادا فرماتے ہیں۔ وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم۔ پھر آپ دربار میں جاتے ہیں فرعون آپ سے گفتگو کر کے آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اپنا مقرب بنانا چاہتا ہے۔ آپ جس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دے سکتے ہیں اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے

ہیں اور بغیر جھجک کے پورے اعتماد کے ساتھ فرماتے ہیں۔ انی حفیظ علیم کیونکہ ایسے موقع پر انکسار نہیں کرتے بلکہ افراد اور قوموں کی ترقی اور حسن سیاست مدن کا راز اس میں مضمر ہے کہ جو شخص جس کام کے واسطے موزوں ہو اس کے لئے قدر دان حاکم کے سامنے خود کو پیش کرے اور پورے اعتماد نفس کے ساتھ۔ پھر نائب مقرر ہونے کے بعد نیک بندوں پر دنیاوی انعام کے ساتھ ہی اجر آخرت اور اس کی فضیلت کے ذکر کا التزام قصہ کے اخلاقی اور مذہبی پہلو کو کس قدر بلند کر دیتا ہے۔

توریت	قرآن
وجاء اخوة يوسف فدخلوا	ويباواهي يوسف ويشتحولوافيم ارصه ويرا يوسف
عليه فعرفهم وهم له	الا حيوويكره يتنكراليهم ويديراتم قشت ويامر
منكرون ولما جهزهم	اليهم ماين باتم وبامردمارص كنعن لشبراكل
بجهازهم قال أتونى باخ	وبكر يوسف الاحيودهم لاهكوهوويزكريوسف
لكم من ابيكم الاترون انى	ان هحلموت اشرحلم لهم ويامراليهم مرجيلم اتم
اوف الكيل واناخير المنزلين	لروات اتعروت هارص ياتمويامرواليوم واليولا
فان لم تاتونى به فلاكيل	ادنى و عبدوک بيالشعراكل كلنوينى ايش احد
لكم عندى ولا تقربون قالو	نحن كنيم انحن لاهيوعبدک مرحليم ويامراليهم
اسنراود عنه اباه وانا	لا كى عروت بارص باتم لراده ويامروشنيم عشر
لفاعلون وقال لفتينه اجعلوا	عبديک احيم انحيوبنى ايشن احد بارص كنعن
بضاعتهم فى رحالهم لعلهم	وهنه هقطن ات ابينوهيوم ويااحدانينوويامراليهم
يعرفونها اذاانقلبوالى اهلهم	يوسف هو اشروبرتى الكم لا مرمرجليم اتم بزات
لعلهم يرجعون فلمارجعوا	تبحنوحى فرعه ام تصادمزه كى ام بيوااحيكم
الى ابيهم قالو ايابانا منع منا	هقطن هنه شلحومكم احدويقحرات احيكم واتم
الكيل فارسل معنااخانانتل	هاهروويبحنودبريكم هامت انكم واملاحى فرعه
وانا له لحفظون قال هل	كى مرجليم اتم وياسف اتم المشمرشلث يميم
امنكم عليه الاكماامنتكم	ويامرالتهم يوسف بيوم هشليشى ذات عشو
على اخيه من قبل فالله خير	وحبوات هاليهم انى يراام كنيم اتم احيكم احد
حفظا وهوارحم الراحمين	ياسريعت مشركم واتم لكوهبيا وشبورعبون
ولمافتحوا متاعهم وجدوا	بيتكم وات احيكم هقطعن تبى اوالى ويامنو
بضاعتهم ردت اليهم قالو	دبريكم ولا تموتوويعشوكن ويامروايش الاحيوا

بل اشمیم انحنوعل احینو اشررا نیومرت نفشو یٰابانا ما نبغی هذه بضاعتنا
بهت حینواالینوولا شمعینوعلکن باه الینو عصره ردت الینا وغیر اهلنا
هزات ویعن راوبن اتم لامرهلواامرتی الیکم لامر وتحفظ اخاناونزداد کیل
اتحطاوبیلدولاشمعتم وجمدمومنه ندرش وهم لا بعیر ذٰلک کیل یسیرقال
یدغوکی سمع یوسف کے هملیص بنیتم ولیسب لن ارسلهمکم حتیٰ توتون
معلیهم ویبک ویشب الهم ویدبرالهم ویصح موثقامن اللّٰه لتاتمننی به الا
ماتم اتشمعون ویاسراتویعینهم ویصویوسف ویملا ان یحاط بکم فلما اٰتوه
واتکلیهم برولهشیب کسفیهم ایشالشقوولتت موثقهم قال اللّٰه علیٰ ما
لهم عبدلا لدرک ویعش لهم کن ویشاوات شبرم نقول وکیل وقال یٰبنی لا
عل حمدیهم ویلکو مشم ویفتح هامعد اتشقولتت تدخلوامن باب واحدوا
مسفوالحمر وبملون ویراات کسفووهنهوابفی دخلوا من ابواب متفرقه
امتحتوویامرالا حیرهوشب کسفی وجم هته وما اغنی منکم من اللّٰه من
بامتحتی ویصالبهم ویحدد وایش الا حیولا مرمه شیٔ ان الحکم الاللّٰہ علیه
ذات عشه الهیم لنوره ویباوالیعقب ابیهم ارصه توکلت وعلیه فلیتوکل
کنعن ویجیدولوات کل هفرت اتم ویامرالیهم المتوکلون. ولمادخلوا من
یعقب ابیهم اتوشکلتم یوسف اینزوشمعون ایتو حیث امرهم ابوهم ماکان
وات بیتمن لقحو علی هو کلنه ویامرراوین الا یغنی عنهم من اللّٰه من شی
بیولا مراتشی بتی تمیت ام لا ابی انوالیک تنه اتو الا حاجته فی نفس یعقوب
عل یدی وانی اشبینوالیک ویامرلا یردبنی عهکم قضٰها وانه لذوعلم لما
کی احیومت وهوالبدوشاروقراهواسون بدرک علمنٰه ولکن اکثرالناس لا
اشترلکو به وهوردتم ات شبیتی یجبون شاوله یعلمون ولمادخلواعلی
وهرعب کبدبارص وهی کاشرکلولاکل ات یوسف اٰدی الیه اخاه قال
هشبراشرهبیاومصریم ویامرالیهم ابیهم شبر انی اناخوک فلاتبتئس
شبروطنومعطاکل ویامرالیویهوده لامرهعد هعد بما کانوایعملون فلما
هنو هالش لامر لاتراوفتی بلتی احیکم انکم ام جهزهم بجهازهم جعل
یشک مشلح ات احیونواتنونرده ونشبراک السقایته فی رحل اخیه ثم
اکل وام اینک مشلح لانردکی هایش ام الینولا اذن موذن ایتها العیرانکم
ترادفنی بلتی احیکم اتکم ویامر یشرال لمه لسارقون قالواواقبلواعلیهم

هرعتم لی لهجید لایش هعو دلکم اح ویامرو شاول
شال هایش لنو ولمولدتنو لا رهعو دابیکم هی هیش
لکم اح ونجدلو عل فی هدبریم هاله هیدوع ندع
کی یامر هو یدو ال احیکم ویامر یهوده ال یشرال
ابیو شلحهغراتی ونقرمه ونلکه ونحیه ولا غوت
جم انحنو جم ات جم طغینو انکی اعدبنو میدی
مبقشه فوام لا هبیاتیو الیک وهصجیتو لفنیک
وحطاتی لک کل هیمیم کی لولا هتمه مهنو کی
عته شبنوره فعمیم ویامر الهم یشرال ابیهم ام کن
افو افات عشعرقی منوهوت هارص بکلیکم وهو
ریدو لا یش منحه مهط صری وهعط وبش نکات
ولط بطنیم وشقدیم وکسف مشنه قحو بیدکم
وان یکسف همو شب بغی ام تحتیکم تشیبو
بیدکم اولی مشجه هو اوات احیکم قحود قومو
شوبر ال هایش وال شدی وتن لکم رحیم لفنی
هایش وشلح لکم ات احیکم احروات بیمین وانی
کاشر شکلتی شکلتی ویقحوهانشیم ات همنحه
هزات ومشنه کسف لقحو بیدوم وات بینمین
ویقمو دیو دو مصریم ویعمد ولفنی یوسف ویرا
یوسف اتم ات بنمین ویامر لا شرعل بیتو هبا ات
هانشیم هبیته وطبح طح وهکن کی اتی ویکلو
هانشیم بصهریم ویجشو ال هایش اشرعل بیت
یوسف ویدبرو الیو فتح هبیت ویامرو بی ادنی
یردوردنو بتحلہ لشبرا کل وبهی کی باتو ال
هملون ونفتحه ات امتجتنو وهنه کسف ایش بفی
امتحتو بسلینو بمشقلو ونشب اتو بیدو کسف احر
هوردنو بیدنو لشبرا کل لایدعنو می شم کسفنوبا
متحیلتنو ویامر شلوم لکم ال تیراو الهیکم والهی

ماذا تفقدون قالوا نفقد
صواع الملک ولمن جاء
به حمل بعیر وانا به زعیم.
قالوا تاللّٰه لقد علمتم ما
جئنا لنفسد فی الارض وما
کنا صادقین قالوا فما جزئوه
ان کنتم کٰذبین قالوا جزائوه
من وجد فی رحله فهو
جزائوه کذلک نجز
الظلمین فبدأ باوعیتهم قبل
دعاء اخیه ثم استخرجها
من دعاء اخیه کذلک
کدنا لیوسف ماکان لیاخذ
اخاه فی دین الملک الا ان
یشاء اللّٰه نرفع درجٰت من
نشاء وفوق کل ذی علم
علیم قالوا ان یسرق فقد
سرق اخ له من قبل فاسرها
یوسف فی نفسه ولم یبدها
لهم قال انتم شرمکانا واللّٰه
اعلم بما تصفون قالوا یآیها
العزیز ان له اباشیخا کبیرًا
فخذ احدنا مکانه انا نراک
من المحسنین قال معاذ اللّٰه
ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا
عنده انا اذا لظلمون فلما استا
یسوا منه خلصوا نجیا قال
کبیرهم الم تعلموا ان اباکم

ابیکم نتن لکم مطمون به ام تحتیکم کسفکم با
الی ویوما الم ات شمعون ویباهایش ات هانشیم
باته یوسف ویتن مبم ویرحصور جلیهم ویتی
مسفولحم یهم ویکینوان همفحه عدبوایو یوسف
بصهرکی شمعوکی ثم واکلولحم ویبایوسف هیته
ونشیتحو ولوارصه ویشال لہم لشلوء ویامر
هشلوم ابیکم هزتی اشرامرتم هعودنوحی ویامر
وشلوم لعبدک لا ینوعودنوحی ویقددویشتحو
ویشاعینو ویراات بنیمین احیوبن امووییامر هذه
احیکم هقطن اشرامرتم الی ویامرالهیم یحنک
بنی ویمهریوسف کی لکمر ورحمیوالاحیود
یبقش لبکوت ویباهحدره ویبک شمه ویرحص
قیود یهاوینافق ویامر شیمو لحم ویشیمو لولیدو
ولهم لبدم ولصریم هاکلیم اتولیدم کی لا یوکلون
همعصریم لا کل ات هعبریم لحم کی توعبدهو
المصریم ویصوات اشرعلبیتو لامرملا ات امتحت
هانشیم اکل کاشربوکلون شارویشیم کسف ایش
بفی امتحتووات جیعی جبیع هکسف تشیم لبسی
امتحت هقطنوات کسف شبرووتعیش کدبر
یوسف اشردبرهبقرادروهانشیم شلحه هم
وحمریهم هم یصاوات هعیره هرهیقدیوسف امرلا
شرعلبتو قوم یدس احدی هانشیم وهشبحتم
وامرت الهم لمرشلمتم رعه تحت طوبه هلوازه
اشریشته ادنی بووهوانجش یحش بوهرعتم اشر
عشیتم ویشجم ویدبرالهم ات هدبریم هاله ویامر
والینولمه یدبرادنی کدبریم هاله حلیله لعبدک
معشوت کدبرهزه هن کسف اشرمصانوبغی
امتحیتلتو هشیبنوالیک مارص کنفن وایک

قداخذ علیکم موثقامن اللّٰه
ومن قبل مافرطتم فی
یوسف فلن ابرح الارض
حتیٰ یاذن لی ابی اویحکم
اللّٰه لی وهو خیرالحاکمین
ارجعواالی ابیکم فقولوا
یاابانا ان ابنک سرق وما
شهدنا الابماعلمنا وماکنا
للغیب خفظین واسئل
القریته التی کنا فیهاوالعیر
التی اقبلنا فیها واناالصٰدقون
قال بل سولت لکم
انفسکم امرافصبر جمیل
عسی اللّٰه ان یاتینی بهم
جمیعا انه هوالعلیم الحکیم
وتولی عنهم وقال یآسفیٰ
علی یوسف وابیضت عیناه
من الحزن فهوعظیم قالوا
فاللّٰه تفتؤا تذکریوسف
حتی تکون حرضا اوتکون
من الهالکین قال انمااشکوا
بثی وحزنی الی اللّٰه واعلمُ
من اللّٰه مالاتعلمون یٰبنی
اذهبوا فتحسسوا من
یوسف واخیه ولا تائسو من
روح اللّٰه.انه لا یائس من
روح اللّٰه الا القوم الکٰفرون
فلما دخلوا علیه قالوایاایها

نجنب مسیت ادنیک کسف اوزھب اشریمصا
اتو معبدک ومت وھم انحنونھیه لادنی لعبدیم
ویامرجم عتکدبربکم کن ھواشریمصااتوبھیه لی
عبدواتم مھیونقیم ویمصروویوریدوایش ات
امتحتوارصه وبفتحتوایش امتحتوویخفشن
بجدول ھل وبقطن کلمه ویمصاھجبیع بامتحت
بینمن ویقرعوشملتم ویعمس ایش عل حمرود
یششبلوھعیره ویبایھوده واخیوبیته یوسف مه
ھمعشه ھزه اشرھشیتم ھلوایدعتم کی نحش
لادنی مه ندبردمه نصطدق ھالیم مصا ات عون
عبدیک ھننوعبدیم لادنی جم انحنوجم اشرنمصا
بیدوویامرحلیله لی معشرت ذات ھایش اشرنمصا
ویحبش الیویھوده ویامرکی ادنی بدبرناعبدک
باذلنی ادنیٰ والبحرانک بعبرک کی کموک
کفھه ادنی شال اتعبدیولامرھیشلکم اب رواجو
تامرالادنی یشلنواب رقن ویلدز قنوم قطن و
واحیومت ویوترھوالبدولامووابیواھبدوتامر
العبدیک ھوردھوالی ویشیمه عینی علیو ونامر
الادنی لایوکل ھغرلعزب ات ابیووعزب ات ابیو
ومه وتامرالعبدیک ام لا یوداحیکم ھقطن اتکم لا
تسفون لرادت فنی ویھی کے علینوالعبدک ابی
ونجدلواتدبری ادنی ویامرابینوشبوشبرولنو
معطاکم ونامرلانوکل لرادت ام یش احینو ھقطن
اتنوویردنو کی لانوکل لرادت فنی ھایش اوحینو
ھقطن ابنواتنوویامرعبدک ابی الینواتم یدعنم
کی شیم یلده لی اشتی ویصاھاحدماتی وامراک
طرف طرف ولا رایتوعدھنه ولصحتم جم اتره
معم فنی وترھواسون وھوردتم ات سیبتی مرعه

العزیز مسنا واھلناالضر وجئنابضاعته مزجیة فارف لناالکیل وتصدق علیما ان اللّٰه بحزی التصدقین.قال ھل علمتم مافعلتم بیوسف واخیه اذانتم جاھلون قالوا ءانک لانت یوسف قال انا یوسف وھذااخی قدمن اللّٰه علینا انه من یتق ویصبر فان اللّٰه لایضیع اجر المحسنین قالواتااللّٰه لقد اشرک اللّٰه علینا فان کنا لخٰطئین قال لاتتریب علیکم الیوم یغفراللّٰه لکم و ھوارحم الرحمین اذھبوا بقمیصی ھذافالقوه علیٰ وجه ابی یات بصیراواتونی باھلکم اجمعین.

شالہ وعتر کب ای العبدک ابی وهنعر انینو اتنو
ونفشر فشورہ بنفشو دھیہ کر او تو کی این ھنعرومہ
وھو دیددعبدیک ات یشبب عبدک ابینو یبحون
شالہ کی عبدک عرب اتھغرمعم ابی لامرام لابی
انوالیک وحطاتی لالی کل ھیمیم وعتدیشب
تاعبدک تحت ھغرعبدلادنی وھغربغل عم
احبر کی ایک اعلہ الا بی وھغرایلتفاتی فن اداہ
برع اشر بمصا ات ابی.ولا یکل یوسف لھت افق
لکل ھضبیم علیو ویقرا ھوصی او کل ایش معلی
ولا عمدایش اتوبھتودع یوسف الاحیودیتن ات
قلوبیکی ویشمعومصریم ویشمع بیت فرعہ ویامر
یوسف الا حیوانی یوسف ھودابی حی ولا یکلو
احیوحبشونا الی ویحبشوو یامر انی یوسف احیکم
اشرمکرتم اتی مصریم وعتہ العصبوو الیحد
بعینکم کی مکرتم اتی ھنہ کی قمعیہ شلحنی
الھیم لفیکم کی زہ شیتم ھرعب بفریہ ھارص
دعنودحمش شنیم اشراین حریش وبصیر
ویشلحنی الھیم لفتیکم لشوم لکم شاربت بارص
ولھحیوت لکم لفلیطمندلہ وعتہ لا اتم شلمتم اتی
ھنہ کی ھالھیم ویسمینی لاب لفرعہ ولاون لکل
بیتدومشکل بکل ارص مصریم مھرودعوا لابی
وامرتم الیوکہ امربت یوسف شمتی الھیم لادون
لکل مصریم ردہ الی التعمد.

ترجمہ قرآن	ترجمہ توریت
اور یوسف کے بھائی اس کے پاس آئے اس نے انہیں پہچان لیا مگر انہوں نے نہ پہچانا اور جب یوسف	اور یوسف کے بھائی آئے اور انہوں نے اسے سجدہ کیا اور یوسف نے بھائیوں کو دیکھ کر پہچان لیا لیکن خود کو غیر ظاہر کیا اور سخت الفاظ کہے اور پوچھا تم کہاں سے آئے

نے کہا سرزمین کنعاں سے غذا خریدنے اور یوسف نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ پہچان نہ سکے اور یوسف کو وہ خواب یاد آیا جو اس نے دیکھا تھا ان کے بارے میں اور ان سے کہنے لگا تم مخبر ہو یہاں کا کچا چٹھا دریافت کرنے آئے ہو اور وہ بولے نہیں خداوند تیرے خادم غلہ خریدنے آئے ہیں ہم سب ایک باپ کی اولاد ہیں اور سچے ہیں مخبر نہیں ہیں اس نے کہا نہیں تم یہاں کا کچا چٹھا دریافت کرنے آئے ہو وہ بولے تیرے خادم بارہ بھائی ہیں ایک باپ کی اولاد کنعان میں اور سب سے چھوٹا آج باپ کے پاس ہے اور ایک نہیں ہے اور یوسف ان سے کہنے لگا اسی سے تو کہتا ہوں کہ تم مخبر ہو اب تمہارا امتحان لیا جائے گا فرعون کی جان کی قسم تم یہاں سے جانے نہ پاؤ گے جب تک اپنے چھوٹے بھائی کو یہاں نہ لاؤ۔ ایک تم میں سے جائے اور اپنے بھائی کو لائے باقی تم سب قید رہو گے تا کہ تمہارا قول صحیح ثابت ہو ورنہ فرعون کی جان کی قسم تم مخبر ہو اور تین دن تک انہیں قید رکھا اور تیسرے دن یوسف کہنے لگا تم ایسا کرو اور زندہ رہو کیونکہ مجھے خوف خدا ہے اگر تم سچے ہو تو ایک کو قید میں چھوڑ جاؤ اور قحط کے لئے اپنے گھروں میں غلہ لے جاؤ لیکن چھوٹے بھائی کو لاؤ تا کہ تمہاری بات سچ نکلے اور تم مارے نہ جاؤ اور انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہر ایک اپنے بھائی سے کہنے لگا حقیقت میں اپنے بھائی کے معاملہ میں ہم گنہگار ہیں کیونکہ وہ ہم سے عاجزی کرتا تھا مگر ہم نے اسکی مصیبت کا خیال نہ کیا اس لئے ہم پر یہ وبال پڑا اور روبن کہنے لگا میں نے نہیں کہا تھا کہ لڑکے پر ظلم نہ کرو مگر تم نے نہ سنا اب دیکھو اس کا خون بدلہ لیتا ہے اور وہ نہ جانتے تھے کہ یوسف یہ سب سمجھ رہا ہے کیونکہ ترجمان بیچ میں تھا اور یوسف ادھر سے ہٹ آیا اور رونے لگا ادھر پھر واپس آ کر ان سے باتیں

نے انکا سامان سفر تیار کر دیا تو کہنے لگا اپنے بھائی کو جو تمہارے باپ سے ہے لے کر آؤ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کیسی پوری ناپ (غلہ) دیتا ہوں اور میں سب سے اچھی طرح مہمانی کرتا ہوں پھر اگر تم اس کو نہ لاؤ گے تو تمہارے لئے میرے پاس پیمانہ نہیں ہے پھر میرے پاس نہ پھٹکنا وہ بولے ہم جاتے ہیں اپنے باپ سے خواہش کریں گے اور ہم ضرور کریں گے اور یوسف نے اپنے خدام سے کہا یہ جو پونجی لائے ہیں وہ ان کی خورجیوں میں رکھ دو اس لئے کہ جب یہ لوٹ کر اپنے گھر پہنچیں تو اپنی پونجی پہچان کر شاید پھر آئیں پھر جب وہ لوٹ کر باپ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے بابا غلہ کا لانا ہمارے لئے بند ہو گیا ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج ہم غلہ لائیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں باپ نے کہا کیا میں اس پر بھی تمہارا ایسا ہی بھروسا کروں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارہ میں کیا تھا اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی وہی ہے جو لوٹا دی گئی ہے تب کہنے لگے بابا ہمیں اور کیا چاہیے یہ پونجی بھی ہے جو ہم کو پھیر دی گئی ہے اور اپنے گھر والوں کیلئے غلہ لائیں گے اور

کرنے لگا اور شمعون کولیکر انکے سامنے بندھوادیا تب اس
نے حکم دیا کہ انکے برتنوں میں غلہ بھر دو اور ہر ایک کی پونجی
بورے میں رکھ دو اور انہیں زادراہ دو اور اس طرح اس
نے ان کے ساتھ برتاؤ کیا اور وہ گدھوں پر غلہ لاد کر روانہ
ہوئے اور جب ایک نے بورا کھول کر گدھے کو سرائے
میں چارہ دینا چاہا تو اسے اپنا روپیہ نظر آیا کیونکہ وہ بورے
کے منہ میں تھا اور اس نے بھائیوں سے کہا میرے دام تو
میرے بورے میں موجود ہیں اور ان کے دل ڈوب گئے

اپنے بھائی کی خبرداری کریں گے اور
ایک اونٹ بھر غلہ اور لائیں گے اب کی
جو لائے ہیں وہ تھوڑا سا ہے۔ باپ
نے کہا میں تو ہرگز اس کو تمہارے ساتھ
بھیجنے والا نہیں جب تک تم خدا کی قسم کھا
کر مجھ سے عہد نہ کرو کہ تم ضرور لے کر
اس کو میرے پاس آؤ گے ہاں

....

اور وہ ڈر گئے اور ہر ایک بھائی کہنے لگا خدا نے ہمارے
ساتھ یہ کیا کیا اور وہ یعقوب کے پاس کنعان میں آئے
اور سرگزشت سنائی اور یعقوب کہنے لگا تم نے مجھے میرے
بیٹوں سے جدا کیا نہ یوسف ہے نہ شمعون اور بنیامین کو
لے جاؤ گے یہ سب میرے خلاف ہے اور روبن کہنے لگا
بابا میرے دو لڑکوں کو مار ڈالنا اگر میں اسکو واپس نہ لاؤں
اور تیرے سپرد نہ کروں اور یعقوب کہنے لگا میرا بیٹا
تمہارے ساتھ نہیں جائے گا کیونکہ اس کا بھائی مر چکا اور
اکیلا ہے اگر اس پر جہاں تم لئے جاتے ہو کوئی آفت آئے
تو اس غم میں میرے سفید بالوں کو قبر میں پہنچا دو گے اور
قحط کا ملک میں زور ہوا اور ایسا ہوا کہ جب وہ غلہ جو مصر
سے لائے تھے کھا چکے تب باپ نے ان سے کہا ہمارے
لئے اب اور غلہ لاؤ اور یہودا کہنے لگا اس شخص نے صاف
کہہ دیا تھا کہ جب تک اپنے بھائی کو نہ لاؤ گے مجھ سے مل
نہیں سکتے اگر بھائی کو ہمارے ساتھ کر دے تو ہم غلہ
لائیں کیونکہ وہ شخص کہہ چکا ہے کہ بغیر اپنے بھائی کے
لائے ہوئے تم مجھ سے مل نہیں سکتے اور اسرائیل کہنے لگا تم
نے میرے ساتھ یہ کیسی برائی کی کہ اس سے کہہ دیا کہ
ایک بھائی اور بھی ہے اور وہ بولے اس شخص نے ہمارے
عزیزوں کا حال پوچھا اور کہنے لگا کیا تمہارا باپ زندہ ہے

اگر تم سب گھر جاؤ (مبتلائے آفت
ہو جاؤ) تو اور بات ہے جب انہوں
نے یہ عہد کرلیا تو باپ نے کہا ہم جو کہہ
رہے ہیں اللہ اس پر گواہ ہے اور کہنے لگا
میرے بیٹو! ایک ہی دروازے سے
سب نہ جانا بلکہ الگ الگ دروازوں
سے داخل ہونا اور میں اللہ کے حکم کو تم
سے ذرا بھی ٹال نہیں سکتا حکم تو بس اللہ
ہی کا چلتا ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا
اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ
چاہیے اور جب وہ مصر میں اس طرح
جیسے باپ نے کہا تھا داخل ہوئے تو
اللہ کے سامنے یہ تدبیر کچھ کام نہ آئی وہ
تو یعقوب کے دل کی ایک آرزو تھی جو
پوری کرنی اور بیشک یعقوب کو جو ہم
نے سکھایا تھا وہ اس کو جانتا تھا لیکن اکثر
آدمی یہ نہیں جانتے اور جب وہ یوسف
کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو
اپنے پاس اتارا اور کہا میں تیرا (سگا)
بھائی ہوں پس تو غم نہ کر جو یہ کرتے

کیا کوئی اور بھائی بھی ہے اور ہم نے اس کے عنوان کلام کے مطابق جواب دیا مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہ بھائی کو بلا بھیجے گا اور یہودہ باپ سے کہنے لگا لڑکے کو میرے ساتھ کر دو تا کہ ہم جائیں اور زندہ رہ سکیں اور ہم سب اور تو اور بال بچے موت سے بچ جائیں میں ضامن ہوتا ہوں میرے ہاتھوں اسے لینا اگر میں اسے تیرے پاس نہ لاؤں تو سارا الزام مجھ پر ہے کیونکہ ہم یہاں ٹھہرے رہے نہیں تو اب تک دو مرتبہ ہو آئے ہوتے اور اسرائیل انکے باپ نے کہا اگر ایسا ہے تو اپنے برتنوں میں اس شخص کیلئے میوہ بھر لو کچھ خوشبو اور شہد بھی۔ مصالحہ، مرکی اخروٹ اور بادام بھی اور دونا روپیہ۔ وہ روپیہ بھی جو تمہارے بوروں میں واپس ملا اسے بھی لے جاؤ اور روانہ ہو اور خدائے قدیر اس شخص کو تم پر مہربان کرے کہ وہ تمہارے دوسرے بھائی کو اور بنیامن کو بھیج دے ورنہ اگر بیٹوں کی جدائی ہے تو خیر اور انہوں نے تحائف اور دونا روپیہ اور بنیامن کو ہمراہ لیا اور مصر پہنچ کر یوسف کے سامنے حاضر ہوئے اور یوسف نے بنیامن کو دیکھا اور اپنے کارندہ سے کہا انہیں گھر میں لاؤ اور ذبیحہ تیار رکھو یہ سب میرے ساتھ دوپہر کو کھانا کھائیں گے اور وہ مختار کے پاس آئے وہ ان سے دروازے پر ملا وہ بولے جناب جب پہلے غلہ خریدنے آئے تو ایسا ہوا کہ جب سرائے میں ہم نے بورے کھولے تو ہم سب کی پوری رقم بورے سے نکلی اب ہم اسے واپس لائے اور دوسری رقم بھی خرید غلہ کے واسطے ہم لائے ہم نہیں جانتے کہ کس نے ہمارا روپیہ بورے میں رکھدیا اور وہ کہنے لگا تم پر سلامتی ہو ڈرو نہیں تمہارے باپ کے خدا نے تمہارے بوروں میں خزانہ دیا۔ تمہارا روپیہ مجھے پہنچا اور وہ شمعون کو نکال لایا اور سب کو یوسف کے گھر لایا پاؤں دھونے کو پانی دیا اور گدھوں کو چارہ اور انہوں نے تحائف تیار کئے کیوں

رہے۔ پھر جب یوسف نے ان کا سامان سفر تیار کر دیا تو پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا۔ قافلے والو! تم بیشک چور ہو ان لوگوں نے پکارنے والوں کی طرف رخ کیا اور پوچھا کیوں کیا چیز تمہاری گم ہے وہ بولے ہم کو بادشاہ کا پیالہ نہیں ملتا اور جو شخص اس کو لے کر آئے اس کو ایک اونٹ بھر غلہ ملے گا اور میں اسکا ضامن ہوں۔ یوسف کے بھائی کہنے لگے تم تو جان چکے ہو ہم اس لئے نہیں آئے ہیں کہ ملک میں فساد مچائیں اور نہ ہم چور ہیں۔ وہ کہنے لگے بھلا اگر تم جھوٹے نکلے تو (چور) کی کیا سزا ہے۔ وہ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جسکے سامان سے نکلے وہی شخص اس کے بدلے دیا جائے (غلام ہو جائے) ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں پھر اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے دوسروں کی خرجیاں دیکھنا شروع کیں پھر وہ پیالہ اپنے بھائی کی خرجی سے نکلوایا ہم نے اس طرح یوسف کو تدبیر بتائی وہ بادشاہ مصر کے قانون کی رو سے اپنے بھائی کو رکھ نہیں سکتا تھا مگر یہ کہ اللہ چاہتا ہم جس کو چاہتے ہیں اس کو بلند درجہ دیتے ہیں اور ہر ایک ذی علم سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔ وہ کہنے لگے اس

کہ انہوں نے سنا تھا کہ دوپہر کو ساتھ کھانا ہوگا اور یوسف
گھر میں آیا وہ تحائف لائے اور تعظیم کو زمین پر جھکے اس
نے خیر و عافیت پوچھی اور کہا تمہارا بوڑھا باپ جس کا تم
نے ذکر کیا اچھا ہے اور ابھی زندہ ہے اور وہ تیرے خادم
ہمارے باپ کی صحت اچھی ہے اور وہ زندہ ہے اور انہوں
نے سر جھکا کر تعظیم کی اور اس نے سر اٹھا کر اپنے ماں کے
بیٹے بنیامین کو دیکھا اور کہا یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے جس کا
ذکر کرتے تھے اور پھر کہنے لگا بیٹا تم پر خدا کی رحمت ہو اور
یوسف جلدی اٹھا کیونکہ بھائی کو دیکھ کر اس کا دل امنڈ آیا
اور وہ چلا کہ کہاں آنسو گراؤں اور وہ اپنے کمرے میں گیا
اور رونے لگا اور پھر منہ دھو کر باہر آیا اور خود کو سنبھال کر
کہنے لگا کھانا لاؤ اور وہ سب الگ الگ بیٹھے اور مصری بھی
الگ بیٹھے کیونکہ یہودی اور مصری ساتھ کھانا نہیں کھاتے
کیونکہ مصریوں کو چھوت کا خیال ہے اور یوسف نے مختار
سے کہا ان کے بورے غذا سے بھر دو جس قدر لے جا سکیں
اور سب کا روپیہ بوروں میں رکھ دو اور میرا چاندی کا پیالہ
چھوٹے بھائی کے بورے میں مع اسکے روپیہ کے اور اس
نے یوسف کے حکم کی تعمیل کی اور نور کے تڑکے وہ اپنے
گدھے لیکر روانہ ہوئے اور وہ شہر سے دور نہیں گئے تھے
کہ یوسف نے مختار سے کہا ان کے پیچھے جاؤ اور جب وہ
ملیں تو کہنا کہ تم نے نیکی کا بدلہ بدی کیوں دیا کیا یہ وہ پیالہ
نہیں ہے جس میں میرا مالک پانی پیتا ہے اور احکام نجوم
دیکھتا ہے تم نے یہ برا کیا اور وہ پیچھے چلا اور ان سے یہ
سب کہا اور وہ بولے حضور ایسا کیوں فرماتے ہیں ہم
خادموں سے بہت بعید ہے کہ ایسا فعل کریں دیکھئے وہ
روپیہ جو ہمارے بوروں میں ملا ہم پھر کنعان سے واپس
لائے ہم کیونکر تیرے مالک کے یہاں سے چاندی یا سونا
چرا لے جائیں گے جس کے پاس نکلے اس کو مار ڈالو اور

نے چوری کی تو کیا اس کے بھائی
(یوسف) نے بھی پہلے چوری کی تھی۔
یوسف نے اس کو سن کر اپنے دل میں
بات رکھی اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا یہ
قول کہ تم تو اپنی جگہ بدتر ہو اور اللہ
خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔
بھائی کہنے لگے اے عزیز اس کا ایک
بوڑھا باپ ہے تو اس کے عوض ہم میں
سے کسی کو رکھ لے ہم تجھے احسان
کرنے والا پاتے ہیں یوسف نے کہا
خدا کی پناہ کہ ہم کسی کو (ناحق) پکڑ کر
رکھیں مگر جس کے پاس ہماری چیز نکلی
ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھہریں پھر جب
اس کی رہائی سے ناامیدی ہوئی تو بڑا
بھائی کہنے لگا تم نہیں جانتے کہ
تمہارے باپ نے تم سے قسم دیکر پکا
اقرار لیا تھا اور پہلے تم یوسف کے باب
میں ایک قصور کر چکے ہو تو میں جب
تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا
اللہ کوئی اور تدبیر نکالے یہاں سے ہل
نہیں سکتا اور اللہ بہتر فیصلہ کرنے والا
ہے۔ تم باپ کے پاس لوٹ جاؤ اور کہو
بابا تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہم
نے تو اس پر وہی گواہی دی جو ہم نے
یقین کیا اور ہم کو غیب کی کیا خبر تھی اور
اس بستی والوں سے پوچھ لے جہاں
ہم تھے اور اس قافلہ والوں سے جس
میں ہم آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں

آپ کے خادم ہمارے باپ نے کہا تم جانتے ہو کہ میری بیوی کے دو بیٹے ہوئے ایک مجھ سے جدا ہو گیا اور میں نے کہا بیشک وہ پارہ پارہ ہو گیا اور جب سے پھر وہ مجھ سے نہ ملا اب اگر اس کو بھی لے گئے اور کوئی مصیبت اس پر پڑ گئی تو اس غم میں تم میرے سفید بالوں کو قبر میں پہنچا دو گے اس لئے اگر میں آپ کے خادم اپنے باپ کے پاس گیا اور لڑکا ساتھ نہ ہو گا چونکہ اس کی زندگی اس سے وابستہ ہے اس لئے اس کو ساتھ نہ دیکھ کر وہ مر جائے گا اور ہم خادموں کے باعث باپ کے سفید بال اس غم میں قبر میں پہنچا دیں گے۔ کیونکہ آپکا خادم ضامن ہے اور باپ سے کہہ کر آیا ہے کہ اگر لڑکا ساتھ نہ آئے تو سارا الزام میرے سر ہے۔ اسلئے لڑکے کے عوض براہ کرم مجھے غلام بنا لیجئے اور بھائیوں کے ساتھ لڑکے کو جانے دیجئے کیونکہ باپ کے پاس میں کیسے جاؤں جبکہ لڑکا ساتھ نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے باپ پر آفت آ جائے۔ تب یوسف ان سب کے سامنے ضبط نہ کر سکا اور اس نے چلا کر کہا میرے پاس سے سب ہٹ جائیں اور جب سب ہٹ گئے تو یوسف نے خود کو بھائیوں پر ظاہر کیا اور رونے میں اس کی آواز بلند ہوئی مصریوں نے سنی اور فرعون کے گھر پہنچی اور یوسف کے بھائیوں سے کہنے لگا میں یوسف ہوں کیا میرا باپ اب تک زندہ ہے اور بھائی چپ ہیں کہ اسکے سامنے کیا کہیں اور یوسف بھائیوں سے کہنے لگا میں التجا کرتا ہوں تم میرے قریب آؤ اور وہ قریب آئے اور وہ کہنے لگا میں وہ یوسف ہوں جسے تم نے مصر میں بیچا اسلئے اب غم نہ کرو اور نہ غصہ ہو کہ تم نے مجھے یہاں بیچ ڈالا کیونکہ خدا نے مجھے جان بچانے کے واسطے یہاں تم سے پہلے بھیج دیا دو برس سے قحط پڑا ہوا ہے اور ابھی پانچ برس اور باقی ہیں کہ نہ کھیتی ہوگی نہ فصل کٹے گی اور خدا نے تم سے پہلے مجھے

کرے تو بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا وہ بولے بخدا اللہ نے تجھ کو ہم پر بزرگی دی اور ہم خطاوار تھے یوسف نے کہا آج تم پر الزام نہیں ہے اللہ تم کو بخشے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اس کو باپ کے منہ پر ڈال دو وہ بینا ہو کر آئے گا اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

ہم سب غلام بن جائیں گے اور اس نے کہا اچھا یہی سہی جس کے پاس نکلے وہ غلام بنایا جائے اور باقی چھوڑ دیئے جائیں اور ہر ایک جلدی جلدی اپنا بورا اتارنے لگا اور اس نے تلاش شروع کی بڑے سے ابتدا کر کے چھوٹے تک اور بنیامن کے بورے میں پیالہ نکلا تب انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور گدھوں پر لاد کر شہر آئے اور یہودہ اور بھائی یوسف کے گھر آئے کیونکہ وہ اب تک وہاں تھا اور وہ سجدے میں گر پڑے اور یوسف نے کہا تم نے یہ کیا کیا۔ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ مجھ ایسا شخص چھپی بات جان لے گا اور یہودہ کہنے لگا حضور ہم کیا کریں کیا بولیں کیونکر صفائی کریں خدا نے تیرے خادموں کا گناہ ظاہر کر دیا ہم حضور کے غلام ہیں وہ بھی جس کے پاس پیالہ نکلا اور ہم بھی وہ کہنے لگا مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ بجز اس کے جس کے پاس پیالہ نکلا اس کو غلام بناؤں باقی تم سب سلامتی کے ساتھ باپ کے پاس جاؤ۔ تب یہودہ قریب آ کر کہنے لگا اے خداوندا اپنے خادم کو ایک بات کان میں کہنے دیجئے اور خفا نہ ہو جائیے کیونکہ آپ تو بجائے فرعون کے ہیں حضور نے خادم سے پوچھا تھا کہ تمہارے باپ اور کوئی بھائی ہیں اور ہم نے کہا ایک بوڑھا باپ ہے اور ایک بڑھاپے کی اولاد چھوٹا لڑکا جس کا بھائی مر گیا ہے اور ماں کا وہی ایک لڑکا ہے اور باپ اسے بہت چاہتا ہے اور آپ نے ہم خادموں سے کہا اس بھائی کو لاؤ کہ میں دیکھوں اور ہم نے کہا خداوند وہ باپ سے جدا ہو گیا تو باپ اس کی یاد میں مر جائے گا اور آپ نے خادموں سے کہا جب تک اس کو نہ لاؤ گے مجھ سے نہیں مل سکتے اور ایسا ہوا کہ ہم نے باپ سے جا کر یہی کہا اور باپ نے کہا جاؤ اور غذا خرید لاؤ اور ہم نے کہا اگر بھائی ساتھ نہ ہوگا تو ہم نہیں جا سکتے اور اس شخص کی صورت دیکھ نہیں سکتے اور

اس نے کہا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات بنالی ہے پس صبر بہتر ہے امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لائے گا بیشک وہ جاننے والا حکمت والا ہے اور پھر منہ پھیر کر کہنے لگا ہائے یوسف اور غم سے اسکی آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ درد سے بھرا تھا وہ کہنے لگا بخدا تو ہمیشہ یوسف کو یاد کرتا رہے یہاں تک کہ گھل گھل کر تباہ ہو جائے یا فنا ہو جائے اس نے کہا میں تو شکایت غم و درد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میں اللہ سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف کی خبر لگاؤ اور اسکے بھائی کی بھی اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اسکی رحمت سے وہی ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں پھر جب وہ یوسف کے پاس آئے تو کہنے لگے اے عزیز ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر مصیبت پھٹ پڑی ہے اور ہم تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں تو ہم کو پوری ناپ غلہ دلوا دے اور ہم کو خیرات دے اللہ خیرات کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ نادانی میں کیا کیا وہ کہنے لگے کیا تو ہی یوسف ہے؟ یوسف نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی اللہ نے ہم پر احسان کیا جو پرہیزگاری اور صبر

پوشیدہ آنسو بہاتے ہیں لیکن پھر جب پیالہ اس کی خرجی میں چھپا دیتے ہیں تو چونکہ خود کو بنیامن پر ظاہر نہیں کیا تھا اور وہ اس کارروائی سے ناواقف ہے اس لئے بھائیوں کے ساتھ وہ بے چارہ بھی غلامی کی نئی مصیبت میں پھنس جانے سے پریشان ہے۔اب دیکھو قرآن میں حضرت یوسف بنیامن کو اپنے پاس اتارتے ہیں اور خود کو اس پر ظاہر کر کے تسلی دیتے ہیں۔اس طرح پیالہ کی چوری کے معاملہ میں جب سب بھائی حیران و پریشان ہیں تو بنیامن مطمئن ہے اور خواہ مخواہ اور بھائیوں کے ساتھ تردد کی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔

پیالہ کے قصہ کے بعد توریت میں حضرت یوسف یہودہ کی تقریر سن کر بے تاب ہو جاتے ہیں اور خود کو ظاہر کر دیتے ہیں۔قرآن نے اس کا پلاٹ اور گہرا کر دیا۔یہودہ اپنی کوشش میں ناکام رہ کر خود ٹھہر جاتا ہے اور بھائیوں کو باپ کے پاس بنیامن کی چوری اور گرفتاری کا حال کہنے بھیجتا ہے حضرت یعقوب یہ سن کر تڑپ جاتے ہیں اور اگر چہ ان کو اس کا یقین نہیں آتا لیکن یوسف کا غم تازہ ہو جانے سے فرط الم میں منہ پھیر کر بے تابانہ فرماتے ہیں۔یااسفی علی یوسف۔بیٹے یہ حالت دیکھ کر تسلی دیتے ہیں کہ کب تک یہ غم رہے گا اپنے آپ کو کیوں ہلاک کرتے ہو۔آپ فوراً سنبھل کر جواب دیتے ہیں کہ میں تو اپنے خدا سے درد دل کہتا ہوں،اس طور سے قرآن نے اس باریک نکتہ کو سمجھایا کہ درد و غم میں تڑپ جانا تقاضائے بشریت ہے اور مقام تسلیم کا منافی نہیں ہے ہاں خدا کے سوا غیر کے سامنے دکھڑا رونا اور بین کرنا زیبا نہیں۔اب اس کے بعد باوجود یہ کہ غم والم کی انتہا ہو چکی۔حضرت یعقوب رحمت الٰہی کے اس پختہ عقیدہ کے جوش میں جو بنی اسرائیل کی تاریخ میں ایک حیرت انگیز جذبہ ہے اور جس نے حوادث اور مصائب میں ان کے بزرگوں کو ہمیشہ سنبھالا فرماتے ہیں۔لایسو من روح اللہ۔آپ کو یقین ہو جاتا ہے کہ خداوند یہواہ ان کے ساتھ اس قدر سختی نہ کرے گا ضرور یوسف زندہ ہیں اس لئے یوسف اور بنیامن کے واسطے بیٹوں کو پھر بھیجتے ہیں بھائی جب مصر پہنچتے ہیں تو ایسے پر درد الفاظ میں حضرت یوسف سے خطاب کرتے ہیں کہ آپ بے تاب ہو کر خود کو ظاہر کر دیتے ہیں۔یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ توریت میں بنیامن کو بیٹوں کے ہمراہ مصر بھیجتے وقت حضرت یعقوب کی زبان سے یہ فقرہ نکل جاتا ہے کہ "خدائے قدیر اس شخص کے سامنے تم پر رحم کرے کہ تمہارے دوسرے بھائی (یوسف کو) اور بنیامن کو واپس بھیج دے" حالانکہ قصہ کی ابتدا میں خون آلود قمیص دیکھ کر خود حضرت یعقوب نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اس لئے توریت کا یہ فقرہ کچھ بے معنی سا ہو گیا ہے کیونکہ یوسف کے زندہ باقی رہنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے بخلاف اس کے قرآن نے قصہ کی ابتدا میں بتا دیا تھا کہ یعقوب نے بیٹوں کی بات کا یقین نہیں کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا بلکہ خیال تھا کہ وہ زندہ ہے اگر چہ غائب ہے اس طور سے قرینہ قائم ہو گیا جو اس موقع پر کام آیا۔

یہاں بھیجا کہ تم زمین پر باقی رہو اور ایک بڑے نجات
کے ذریعہ سے تم کو زندہ رکھے اس لئے تم نے مجھے یہاں
نہیں بھیجا بلکہ خدا نے اور اس نے مجھے گویا فرعون کا باپ
بنایا اس کے سارے گھر کا مالک اور سارے ملک مصر کا
حاکم۔ جلدی کرو اور باپ کے پاس جاؤ اور کہو تیرا بیٹا
یوسف یوں کہتا ہے خدا نے مجھے مصر کا حاکم کیا۔ اب
یہاں آؤ اور دیر نہ کرو۔

توریت میں یہ قصہ یہاں نہایت مؤثر اور دلچسپ ہے۔ حضرت یوسف کا بھائیوں کو مخبری کے الزام کے بیچ میں لاکر اپنے حقیقی بھائی بنیامن کو بلوانا بھائیوں کا اس نئی مصیبت کو اپنے سابقہ اعمال کی سزا سمجھ کر منفعل ہونا حضرت یوسف کا انہیں پریشان دیکھ کر پوشیدہ آنسو بہانا۔ بھائیوں کا واپس آکر باپ سے صورت واقعہ بیان کرنا اور پونجی کا خرجیوں میں موجود پاکر ڈر جانا۔ حضرت یعقوب کا پہلے صاف انکار کرنا لیکن پھر قحط کی سختی سے مجبور ہو کر بنیامن کو تحفہ تحائف کے ساتھ ان کے ہمراہ کر دینا اور پھر خدا سے دعا کرنا، بھائیوں کا مصر پہنچنا، حضرت یوسف کا باپ کی خیریت پوچھنا، پھر بنیامن کو دیکھ کر فرط محبت سے بے قرار ہو کر اٹھ جانا اور اپنے خاص کمرے میں دل کی بھڑاس نکالنا پھر منہ دھو کر باہر آنا اور دعوت کرنا پھر حسن ترکیب سے پیالہ کے معاملہ میں بھائیوں کو مجبور و عاجز کر دینا اور بنیامن کو اپنے پاس رکھ لینا لیکن یہودہ کا مؤثر تقریر سے آپ کو بے تاب کر دینا اور آپ کا کافروں کو ہٹا کر چیخ کر رونا اور خود کو ظاہر کر دینا، بھائیوں کا مبہوت ہو جانا لیکن آپ کا تسلی و تشفی دینا پھر باپ کو مع پورے قبیلہ کے بلوا بھیجنا غرض کہ یہ تمام امور نہایت مؤثر اور عمدہ پیرایہ میں ادا ہوئے ہیں قرآن نے بھی اس مضمون کو لیا لیکن دیکھو کہ محض جذبات برانگیختہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم النفس کے دقائق کی رعایت ملحوظ رکھی ہے اور پلاٹ کو اپنے حسن اسلوب سے گہرا کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل پر غور کرو:۔

حضرت یوسف اپنے حقیقی بھائی بنیامن کو بلانا چاہتے ہیں اس کے لئے توریت میں بھائی مخبری کے بیچ میں لائے جاتے ہیں پھر پونجی بھی خرجیوں میں چھپائی جاتی ہے تاکہ ڈر کر واپس آئیں، اب قرآن میں دیکھو حضرت یوسف نرمی سے پیش آتے ہیں تاکہ بھائی بھڑک نہ جائیں پھر پونجی بھی خرجیوں میں رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں کہ بڑا سخی داتا ہے اور اس لئے خوش ہو کر دوبارہ آئیں اور بھائی کو ساتھ لائیں۔ بے شک خوف وہم کے مقابلہ میں امید درجا کو استعمال کرنا علم النفس کا دقیق نکتہ ہے۔

توریت میں بنیامن کو بھائیوں کے ساتھ دیکھ کر حضرت یوسف فرط محبت سے بے چین ہو کر

حضرت یوسف بنیامن کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں توریت میں پیالہ بنیامن کی خرجی میں چھپا دیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد پونجی بھی خرجیوں میں چھپا دی جاتی ہے اول مرتبہ جب پونجی بھائیوں نے خرجیوں میں دیکھی تو ڈر گئے تھے اور حضرت یعقوب کی ہدایت کے موافق واپس کرنے آئے تھے اب دوبارہ پھر پیالہ کے ساتھ پونجی خرجیوں سے نکلی تو وہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ساتھ فریب کیا گیا جس نے پونجی چھپا دی اسی نے پیالہ بھی چھپایا اب دیکھو قرآن میں صرف پیالہ بنیامن کی خرجی میں چھپایا جاتا ہے پونجی دوبارہ خرجیوں میں نہیں چھپاتے تا کہ کسی عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔

توریت

ویشلح ات احیوویلکو ویامر الهم اترجزو
بدرک ویعلم معصریم ویباوارص کنعن
الیعقب ابیهم ویجدولو لامرعودیوسف حی
وکی هوامشل بکل ارص مصریم وینفج
لیوکی لاهامیم لهم ویدبرو الیوات کل
دبری یوسف اشر دبرالهم ویرا ات هجلوت
اشر شلح یوسف لشات اتوو تحی روح
یعقب ابیهم ویامر یشرال اب عودیوسف
بنی حی الکه وادانوبطرم اموت. ویسع
یشرال ولک اشرالوویباباره شبع ویزبح
زمجیم لالهی ابیو یصحق ویامر الهیم
یشرال بمرات هلیله ویامر یعقب یعقب
ویامرهننی ویامر انکی هال الهی ابیک
الیترامروه مصریمه کے یجوی جدول
اشیمک ثم انکی اردعمک مصریمه
درنکی اعلک جم عله یوسف یشیت یدو
الینک ویقم یعقب مارشبع ویشاوبنی
یشوال ات یعقب ابیهم وات طفم وات
نشیهم بجلوت اشر شلح فرعه لشات اتو

قرآن

ولما فصلت العیر قال ابوهم انی
لا جدریح یوسف لولا ان تضدون
قالو اتاالله انک لفی ضللک
القدیم فلما ان جاء البشیر القه
علیٰ وجهه فازتد بصیرا قال الم اقل
لکم انی اعلم من الله مالا تعلمون
قالا ایاباناستغفرلنا ذنوبنا انا کنا
خطئین. قال سوف استغفرلکم
ربی انه هو الغفور الرحیم فلما
دخلوا علیٰ یوسف اٰوی الیه ابویه
وقال ادخلوا مصران شاء الله اٰمنین
ورفع ابویه علی العرش وخرو اله
سجداوقال یابت هذا تاویل
رئویای......من قبل قد جعلها ربی
حقاوقد احسن بی اذا خرجنی من
السجن وجاء بکم من البدو من
بعد ان فزغ الشیطٰن بینی وبین
اخوتی ان ربی لطیف لما یشاء انه
هو العلیم الحکیم. رب قد اٰتیتنی

ویقحوات مقنیھم وات ر کوشم اشرو کشو
بارص کنعن ویباو مصریمه یعقب و کل
زرعواتو نبیوو ینی نبیواتو بنیتو وبنیوت
بنیودکل زرعو ھبیا اتو مصریمه. وات
یھوده شلح لفنیوال یوسف لھورت لفنیو
حشیة ویباو ارصه جشن ویامر یوسف
مر کیتو ویعل لقرات ابیو جشنه ویرا الیو
یوفل عل صواریو دیبک عل صواریو عودو
یامر یشرال الیوسف امرته ھفعم احری
راوتی ات ننیک لی عودک حی.

من الملک وعلمتنی من تاویل
الاحادیث فاطر السمٰوات والارض
انت ولی فی الدنیا والاخرة توفنی
مسلما والحقنی بالصٰلحین.

ترجمہ

پس بنیامن اور اس کے بھائی روانہ ہوئے اور یوسف
نے ان سے کہا راستہ میں ایک دوسرے پر خفا نہ ہونا
اور وہ مصر سے روانہ ہو کر کنعان پہنچے اور اپنے باپ
یعقوب سے ملے اور کہنے لگے یوسف اب تک زندہ
ہے اور سارے ملک مصر کا حاکم ہے اور یعقوب کا دل
دھڑکنے لگا کیونکہ اس کو یقین نہ آیا اور انہوں نے
یوسف کی سب باتیں بیان کیں جو اس نے کہی تھیں
اور جب اس نے وہ گاڑیاں دیکھیں جو یوسف نے
لانے کے واسطے بھیجی تھیں تو ان کے باپ یعقوب کا
دل باغ باغ ہو گیا اور اسرائیل کہنے لگا بس کافی ہے۔
میرا بیٹا یوسف ابھی زندہ ہے میں جاؤں گا قبل اس
کے کہ مجھے موت آئے۔ اور اسرائیل سامان لے کر
سفر کو نکلا اور بیر شبع پہنچا اور اپنے باپ اضحٰق کے خدا
کے نام قربانی کی اور خدا نے شب کو رویا میں اس سے
کلام کیا اور کہا یعقوب! او یعقوب! اور اس نے
جواب دیا لبیک اور خدا کہنے لگا میں خدا ہوں تیرے

ترجمہ

اور جب قافلہ (مصر) سے نکلا تو ان کے
باپ نے کہا میں خوشبو یوسف کی سونگھ رہا
ہوں اگر تم یہ نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں وہ
بولے بخدا تو اپنی اسی پرانی دھن میں ہے
پر جب خوشخبری دینے والا آ پہنچا تو کرتا اس
کے منہ پر ڈال دیا تو جس طرح پہلے دیکھتا
تھا دیکھنے لگا۔ کہنے لگا کیوں میں نہ کہتا تھا
کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں
جس کو تم نہیں جانتے وہ کہنے لگے اے
باپ ہمارے گناہ بخشوا بیشک ہم گنہگار تھے
اس نے کہا ہاں میں تمہارے لئے اپنے
رب سے بخشش چاہوں گا بیشک وہ بخشنے والا
مہربان ہے پھر جب یوسف سے ملے تو
اس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی
اور کہنے لگا خدا چاہے تو اب مصر میں بے
کھٹکے داخل ہو اور یوسف نے اپنے

والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لئے سجدے میں جھک پڑے اور اس نے کہا اے باپ جو خواب میں نے پہلے دیکھا تھا اس کی یہ تعبیر ہے اللہ نے اس کو سچ کر دکھایا اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھ کو قید خانہ سے نکالا اور تم کو سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوایا۔ بے شک میرا پروردگار وہی جاننے والا ہے حکمت والا خداوندا تو نے مجھے ملک میں سے دیا اور تعبیر خواب بھی سکھائی اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو میرا والی ہے دنیا و آخرت میں مجھ کو اپنا تابعدار رکھ کر دنیا سے اٹھا لے اور نیک بندوں سے مجھے ملا دے۔

باپ کا خدا مصر جاتے ہوئے کچھ خوف نہ کر کیونکہ میں تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں اور میں تجھے پھر واپس لاؤں گا اور یوسف تیری آنکھوں پر ہاتھ رکھے گا اور یعقوب بیر شبع سے اٹھا اور بنی اسرائیل کو لے چلا یعقوب ان کا باپ ان کے بچے اور بیویاں ان گاڑیوں میں جو فرعون نے بھیجی تھیں مع اس مال کے جو کنعان سے لائے اور اسی طرح یعقوب اور اس کی ساری اولاد مصر پہنچی جس میں اس کے لڑکے، پوتے، بیٹیاں، نواسیاں اور پورا قبیلہ مصر پہنچا اور اس نے یہودہ کو یوسف کے پاس آگے بھیجا کہ اس کا رخ سرزمین جشن کی طرف کر دے اور وہ جشن پہنچے اور یوسف گاڑی پر سوار ہو کر اپنے باپ اسرائیل کے جشن میں پیشوائی کو آیا اور سامنے آ کر گلے مل کر رونے لگا کچھ دیر تک اور اسرائیل یوسف سے کہنے لگا اب مجھے مر جانے دے میں نے تیری صورت دیکھ لی تو اب تک زندہ ہے۔

توریت میں حضرت یوسف کا پیغام سن کر حضرت یعقوب خوش خوش روانہ ہوتے ہیں اور سارے قبیلہ والوں کو جن کے نام فرداً فرداً توریت نے گنوائے ہیں اور جن کو ہم نے بخیال طوالت متن و ترجمہ سے خارج کر دیا ساتھ لے جاتے ہیں راہ میں خداوند یہواہ بشارت دیتا ہے کہ یعقوب میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں اور تجھے پھر واپس لاؤں گا لیکن حضرت یعقوب کا انتقال مصر میں ہوا اور وہ واپس نہ آ سکے ہاں ان کی نعش واپس آئی جیسا کہ اسی کتاب پیدائش کے باب 50 میں لکھا ہے۔ بہر حال حضرت یعقوب سب کو لے کر مصر پہنچتے ہیں حضرت یوسف پیشوائی کو آتے ہیں پھر باپ بیٹوں کی ملاقات اور گلے مل کر رونا مؤثر طور پر بیان کیا ہے۔ اب قرآن میں دیکھو حضرت یعقوب کا دل اندر سے آنے والی خوشی کی بشارت دیتا ہے قاصد یوسف آتا ہے اور کرتہ منہ پر ڈالتا ہے کہ جن آنکھوں نے خون آلود قمیص دیکھ کر اشک کا دریا بہایا تھا وہ اب پیراہن یوسفی دیکھ کر فرط سرور میں کھل جائیں بیٹے اپنی خطا پر نادم ہو کر آپ سے سفارش چاہتے ہیں آپ وعدہ کر کے سب کو ساتھ لے کر خوش خوش روانہ ہوتے ہیں حضرت یوسف خیر مقدم ادا کرتے ہیں پھر والدین کو تخت پر بٹھاتے ہیں اور سب سجدہ تحیت و شکر میں گر پڑتے ہیں اس طور سے والدین کا

فرق مراتب قائم کر کے حضرت یوسف اپنے خواب کے سچ ثابت ہونے پر اظہار مسرت کر کے شکر خدا بجالاتے ہیں اور دعا پر جس کے الفاظ نہایت مؤثر ہیں اور مقام شکر اور قرب الٰہی کی سچی تصویر ہیں ختم کرتے ہیں۔

اتنی نیرنگیوں اور مصائب کے بعد بچھڑے ہوؤں کا خیر وخوبی کے ساتھ پھر ملنا اس داستان سرور کو حقیقت میں یہاں ختم کر دیتا ہے لیکن توریت میں اس کے بعد چار باب اور بڑھائے ہیں۔ حضرت یوسف باپ اور بھائیوں کو فرعون سے ملاتے ہیں اور سرزمین جشن میں قیام کرتے ہیں اراضی دلواتے ہیں پھر قحط سے مصریوں کی پریشانی کا تذکرہ ہے۔ پھر حضرت یعقوب مرض الموت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف اپنے بیٹوں کو برکت حاصل کرنے لاتے ہیں پھر حضرت یعقوب اپنے سب بیٹوں کو جمع کرتے ہیں اور ایک لمبی چوڑی نظم میں ان سب کے واسطے پیشن گوئی کرتے ہیں اور وفات پاتے ہیں۔ حضرت یوسف نعش مبارک کو حنوط کر کے وطن لا کر دفن کرتے ہیں اور مصر واپس جاتے ہیں اب بھائی پھر اندیشہ کرتے ہیں کہ کہیں یوسف بدلہ نہ لیں۔ لیکن آپ ان کو تسلی اور تشفی دیتے ہیں اور پھر بھائیوں کے سامنے وفات پاتے ہیں۔ قرآن مجید نے قصہ کو دعائے یوسف پر ختم کر کے پھر تعلیم وتلقین شروع کی اور سورہ کا خاتمہ یوں کیا۔

لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ماکان حدیث یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شئ وهدیٰ ورحمته لقوم یومنون.	بے شک ان کے قصوں میں ارباب دانش کیلئے عبرت تھی یہ بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ تصدیق ہے اس چیز کی جو ان کے پاس ہے اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ایمان لانے والی قوم کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

بے شک قرآن کا قصہ یوسف محض بنائی ہوئی داستان نہیں ہے بلکہ مصدق قصہ توریت ہے اور اس کے ساتھ ہدایت اور رحمت ہے اور یہی وہ خصوصیت ہے جو توریت کے بیان اب مغشوش پائی جاتی ہے۔

موازنہ ختم ہو چکا ارباب نظر غور کریں اور پھر خود ہی انصاف کریں کہ نوئلڈ یکے کا اعتراض کس قدر واقعات کے خلاف اور بے جا تعصب پر مبنی ہے۔

نوئلڈ یکے نے اس کے بعد اور اعتراض بھی کئے مگر وہ محض عامیانہ ہیں۔ ہم نے کلام مجید کے متعلق جس قدر اس کتاب میں لکھا ہے اس کے مطالعہ کے بعد وہ اعتراض خود بخود رفع ہو جاتے ہیں ہاں ایک اعتراض ایسا ہے جس کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ لیکن اس میں غیر زبانوں کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ نوئلڈ یکے نے علم السنہ کے اصول سے یہاں بالکل چشم پوشی کی

ہے۔کعبہ اس زمانہ میں ایک تجارتی شہر تھا اور کعبہ کی زیارت کو لوگ دور دور سے آتے تھے اور قریش ممالک غیر میں تجارت کرنے جاتے تھے اس لئے ان کی زبان بھی الفاظ کا لین دین کرتی تھی اور ممالک غیر کے الفاظ معرب ہو کر بے تکلف استعمال ہوتے تھے اور اس طرح جزو زبان ہو جاتے تھے کہ فصحا اور شعرا ان کو استعمال کرتے تھے۔زندہ زبانوں کی نشوونما اور ترقی کا راز یہی ہے۔عبرانی اور سریانی کے برخلاف عربی اس زمانہ میں بھی زندہ زبان تھی اور اب بھی ہے۔اس لئے قرآن میں جو زبان قریش میں نازل ہوا ایسے الفاظ کا موجود ہونا اس کے دعویٰ کا منافی نہیں ہے خصوصاً جب زباں دانان قریش نے اس زمانہ میں یہ اعتراض نہیں کیا حالانکہ قرآن کو اساطیر الاولین سحر، کذب وافترا سب کچھ کہا لیکن یہ کبھی نہ کہا کہ اس کا دعویٰ ''عربی مبین'' غلط ہے اب اگر نوئلڈ یکے ایسا کہتا ہے تو اس سے خود اس کا عربی دانی کا دعویٰ محض لاف وگزاف رہ جاتا ہے۔

نوئلڈ یکے نے اس ضمن میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اکثر جگہ ان الفاظ غیر زبان کے معنی قرآن میں اصل کے خلاف غلط مذکور ہیں۔مثلاً علیون کے معنی عبرانی میں برتر اور اعلیٰ کے ہیں اور توریت میں خدا کا نام لیکن قرآن کے سورہ مطففین میں یعنی آسمانی کتاب کے ہیں۔

نوئلڈ یکے کی یہ غلط فہمی ہے قرآن مجید میں یہ لفظ یوں واقع ہوا۔ان کتب الابرار لفی علیین وما ادرک ماعلیون کتب مرقولون یشهده المقربون علیون علیین۔کی دوسری شکل ہے اس کا مادہ علو جس کے معنی وہی ہیں جو عبرانی میں ہیں[1]۔توریت میں اس کا استعمال یوں ہوا ہے۔وھو کھن لا ل علیون اور وہ خدائے تعالیٰ کا کاہن تھا۔ترجمہ توریت پیدائش 14/18 میں العلیون بمعنی خدائے تعالیٰ لکھے ہیں جس کا عربی مترادف العلیٰ ہے۔دیکھو علیون یہاں ال کی صفت ہے۔یہود میں خدا کا اسم ذات یہوہ تھا جیسے عربی میں اللہ اور عام لفظ خدا کے واسطے ال اور بصورت جمع الوہیم۔اسم صفت میں الشائے بمعنی قدیر و قادر استعمال ہوتا تھا اور علیون بمعنی برتر اور اعلیٰ[2]۔

قرآن مجید میں جس طرح وما ادرٰک ما سجین کتب مرقوم فرمایا ہے۔اس کے مقابلہ میں علیین ولیون کو کتب مرقوم کہا ہے جس کے معنی بروایت ابن عباسؓ ''جنت'' و بروایت کعبؓ، قتادہؓ ''قائمہ جانب عرش'' و بروایت ضحاکؒ ''سدرۃ المنتہیٰ'' غرض کہ سب میں لفظی کی مناسبت کا لحاظ ہے۔(تفسیر ابن جریر)

الغرض یورپ نے باوجود یہ کہ آج کل علمی ترقیوں کی شہ نشین پر ہے قرآن مجید کے متعلق اپنی روش وہی رکھی ہے۔پہلے اگر جہالت تھی اب دانستہ انکار وجحود۔بائبل اگرچہ اس کے محققین کے

1۔ تفسیر ابن جریر جلد 30 صفحہ 65,64۔ 2۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن جلد ششم صفحہ 153۔

نزدیک ...... ہے لیکن پھر بھی اس کی حمایت کی جاتی ہے قرآن مجید اگرچہ صحف سماوی کا ''مہیمن'' یعنی امین ہے اور خود بھی محفوظ ہے لیکن پھر بھی ہر کس و ناکس اس کی مخالفت پر تلا بیٹھا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

اگر مخالفین قرآن بمصداق کل حزب بمالدیھم فرحون اپنے اپنے صحف سے وابستہ ہیں تو اس قدر اور ٹھنڈے دل سے سن لیں پھر اختیار ہے۔

قل یا اھل الکتب تعالوا الی کلمته سواء بیننا ...... الا نعبدالا اللّٰه نشرک به شیئاً ولا یتخذ ...... بعضاً ارباباً من دون فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔

کہہ دے اے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی۔ یہ کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ایک ایک کو آپس میں رب نہ ٹھہرائیں پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو شاہد رہو کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔

واخر دعونا ان الحمدللّٰه رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ خیر خلقه محمدؐ واله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الرّاحمین۔

اشاریہ

فہرست ان کتابوں کی جن سے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی گئی

تفاسیر کبیر۔کشاف۔ابن جریرالطبری۔خازن۔سراج المنیر۔ابن کثیر۔مجمع البیان الطبری۔صافی۔اتقان۔فوز الکبیر۔بیضادی۔مدارک۔معالم۔روح المعانی۔میزان الاعتدال ذہبی۔صحیح بخاری۔صحیح مسلم۔فتح الباری۔تقریب التہذیب۔ابن خرم کتاب الفصل۔فتوح البلدان بلاذری۔ابن خلکان۔الفہرست ابن ندیم کشف الظنون۔شرح نخبۃ الفکر۔سراج القاری۔آثار عجم۔خطبات احمدیہ۔علم الکلام۔

زیر نظر کتاب پہلے صحف سماوی کے نام سے محترم جناب صہبا لکھنوی کے ادارے افکار سے شائع ہوئی تھی۔

اب ہم اسے نئے نام آسمانی صحائف کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

ہم نے جب یہ کتاب شائع کرنے کے سلسلے میں پروفیسر سید نواب علی کی صاحبزادی اور صہبا لکھنوی کی زوجہ محترمہ سے اجازت طلب کی تو انھوں نے بخوشی اسے شائع کرنے کی اجازت دے دی۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے وہ روش اختیار نہیں کی جو عموماً لوگ اختیار کرتے ہیں کہ نہیں صاحب آپ یہ کتاب شائع نہیں کر سکتے اسے تو ہم خود شائع کریں گے اور پھر ہوتا یہ ہے کہ نہ تو وہ خود شائع کرتے ہیں اور نہ کسی ادارے کو شائع کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور اس طرح وہ کتاب قصہ پارینہ بن جاتی ہے ایسے لوگ کتاب دوست نہیں ہوتے۔

ہم پروفیسر سید نواب علی کی صاحبزادی محترمہ محمودہ بیگم کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے نواب علی صاحب کی یہ کتاب شائع کرنے کی اجازت دی یہ بڑی علمی کتاب ہے ہمارا ادارہ اس سے پہلے بھی اسی طرح کی علمی کتابیں شائع کر کے داد تحسین حاصل کر چکا ہے۔

نواب علی صاحب نے یہ کتاب کتنی محنت سے لکھی ہے یہ تو آپ کو کتاب پڑھنے کے بعد خود ہی اندازہ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ نواب علی صاحب کی بقیہ کتابیں بھی اسی طرح شایان شان طریقے سے شائع کی جائے گی۔ حتی الامکان کوشش کی ہے کہ کوئی غلطی نہ رہ پائے پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ہماری توجہ اس طرف ضرور دلائیں۔

(ادارہ)

City Book Point Karachi. Pakistan. Ph : 021-27 62 483